همت مرداں مدد خدا

تجارب

یعنے

ڈاکٹر سموئیل سمائیلز کی مشہور کتاب سلف ہلپ کے بعض مفید مقامات کا

جناب مولینا مولوی حسن علی صاحب محمڈن مشنری ساکن پٹنہ نے

نہایت عمدہ اور بامحاورہ ترجمہ کیا

حسب فرمائش

منشی فضل الدین تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری لاہور نے

سنہ ۱۸۹۹ء

میں

مطبع مصطفائی لاہور میں چھپوائی

سر سید احمد خان صاحب مرحوم و مغفور کی بعض تصنیفات کی

فہرست

مجموعہ لکچرز سر سید احمد خان صاحب بہادر مرحوم مغفور

اس مجموعہ میں سر سید مرحوم مغفور کے کل لکچر زادر اسپیچیں غدر کے زمانہ کے بعد سے لیکر آج تک یعنی سر سید کی وفات تک جتنے ہیں سب جمع کئے گئے ہیں - اس مجموعہ کے شروع میں سر سید مرحوم کی وہ متبرک اور دلوں کو ہلا دینے والی دعائیں جو سید صاحب نے وقتاً فوقتاً خداوند تعالیٰ کی جناب میں مانگی ہیں اس مجموعہ کے شروع میں درج کردی گئی ہیں ۔ دعائیں بہت ہی پر اثر اور مقبول ہیں - ان دعاؤں کے پڑھنے سے طبیعت فوراً اپنے مالک حقیقی واحد مطلق کی طرف نہایت انکساری سے رجوع ہوجاتی ہے ۔ ... ...

مرحوم سر سید کے ہفت سالہ اخلاقی تمدنی و مذہبی مضامین متعلقہ تہذیب الاخلاق

سر سید مرحوم مغفور کے گذشتہ ہفت سالہ تہذیب الاخلاق کے مضامین جن کی قوم کو از حد ضرورت تھی - یعنی از ابتدا ۱۲۸۷ ہجری لغایت ۱۲۹۰ ہجری چھپ کر تیار ہوگئے ہیں - اس میں سر سید کے وہ پر زور اور دلچسپ مضامین ہیں جن کے پڑھنے سے ایک قسم کی روشنی پیدا ہوتی ہے - تعداد میں یہ مضامین ایک کم سو ہیں - اخلاقی اور تمدنی مضامین کا مخزن ہیں - اسلامی مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ایک کورس ہیں - مضامین نگاری کے لئے اتالیق - اردو لٹریچر کی جان - یہ وہی مضامین ہیں - جنہوں نے سر سید کا بول بالا کیا - مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا - اسلام اور اسلامی ہمدردی کا سبق پڑھایا - ان مضامین کے مطالعہ سے آپ کو سر سید مرحوم کی محنت شاقہ کا نشان ملیگا کہ ہم مرحوم نے قوم کی اصلاح کے لئے کیا کیا تگ و دو کئے اور کس قدر مشکلات کا سامنا ہوا - یہ تو پڑھنے سے روشن ہوا ہوگا کہ قوم کو اس کتاب کی کہاں تک ضرورت ہے ۶۲۲ صفحے کی کتاب ہے ۔ ... ...

تفسیر القرآن جلد اول

یعنی تفسیر دو سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقر مصنفہ سر سید مرحوم مغفور سر سید مرحوم تو ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے لیکن زندہ یادگار ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے جس سے لوگ ہمیشہ مستفیض ہوتی رہینگے ۔ ... ...

احکام طعام اہل کتاب

مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے اسلام کے احکام - اس میں سر سید مرحوم نے نہایت معتبر حدیثیں اور قرآن کریم کی پاک آیتیں جمع کرکے اس پر بحث کی ہے اور نہایت خوبی سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک اور نبی عرب صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے ۔ ... ...

سرسید احمد خان صاحب مرحوم و مغفور کی بعض تصنیفات کی

فہرست

مجموعہ لکچرز سرسید احمد خان صاحب بہادر مرحوم مغفور

اس مجموعہ میں سرسید مرحوم مغفور کے کل لکچرز اور اسپیچیں غدر کے زمانہ کے بعد سے لیکر آج تک جو [illegible] جتنے ہیں سب جمع کئے گئے ہیں - اس مجموعہ کے شروع میں سرسید مرحوم کی وہ تمام دلوں کو ہلا دینے والی دعائیں جو سید صاحب نے وقتاً فوقتاً خداوند تعالیٰ کی جناب میں مانگی ہیں اس مجموعہ کے شروع میں درج کی گئی ہیں - دعائیں نہایت ہی پراثر اور مقبول ہیں - ان دعاؤں کے پڑھنے سے طبیعت فوراً اپنے مالک حقیقی واحد مطلق کی طرف نہایت [illegible] سے رجوع ہو جاتی ہے ✦

مرحوم سرسید کے ہفت سالہ اخلاقی تمدنی و مذہبی مضامین متعلقہ تہذیب الاخلاق

سرسید مرحوم مغفور کے گذشتہ ہفت سالہ تہذیب الاخلاق کے مضامین جن کی قوم کو از حد ضرورت [illegible] یعنی ابتدا ۱۲۸۷ ہجری لغایت ۱۲۹۳ ہجری چھپ کر تیار ہو گئے ہیں - اس میں سرسید کے [illegible] مضامین ہیں جن کے پڑھنے سے ایک قسم کی دلچسپی پیدا ہوتی ہے - تعداد میں یہ مضامین ایک کم سو ہیں - اخلاقی اور تمدنی مضامین کے [illegible] ہیں - اسلامی مسائل [illegible] واقفیت حاصل کرنے کے لئے ایک کورس ہیں - مضمون نگاری کے لئے اتالیق [illegible] لٹریچر کی جان - یہ وہی مضامین ہیں جنہوں نے سرسید کا بول بالا کیا - مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا - اسلام اور اسلامی ہمدردی کا سبق پڑھایا - ان مضامین کے مطالعہ سے آپ کو سرسید مرحوم کی محنت شاقہ کا نشان ملیگا کہ [illegible] مرحوم نے قوم کی اصلاح کے لئے کیا کیا تگ و دو کئے اور کس قدر مشکلات کا سامنا ہوا - یہ تو [illegible] کہ قوم کو اس کتاب کی کس قدر ضرورت ہے ۶۳۲ صفحے کی کتاب ہے ✦ . . . . للعہ

تفسیر القرآن جلد اول

یعنی تفسیر دو سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقر مصنفہ سرسید مرحوم مغفور سرسید مرحوم تو ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے لیکن زندہ یادگار ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئے جس سے لوگ ہمیشہ مستفیض ہوتی رہیگی ✦ . . . . للعہ

احکام طعام اہل کتاب

مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے اسلام کے احکام - اس میں سرسید مرحوم نے نہایت معتبر حدیثیں اور قرآن کریم کی پاک آیتیں جمع کر کے اس پر بحث کی ہے اور نہایت خوبی سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک اور نبی عرب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے ✦ ۶ر

دیباچہ

یہ کتاب تحریک انگلستان کی مشہور اور نامی کتاب سلف ہلپ مصنفہ مسٹر اسماعیل سے انتخاب کر کے اردو زبان میں ہم وطنوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس کتاب کو اہل انگلستان بڑی عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں شاید ہی وہاں کوئی ایسا اسکول ہوگا جس میں اس کے مضامین انتخاب کر کے پڑھائے نہ جاتے ہوں اور وہ کتب خانہ بھی بہت بدنصیب ہوگا جس کی الماریوں میں یہ لاجواب کتاب خوبصورت سنہری جلدوں میں منڈھی ہوئی نہ رکھی ہو۔ کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب سر چارڈ گارتھ صاحب نے ۲ جولائی ۱۸۸۱ء کو نوجوانوں کے جلسہ میں فرمایا "کیا تم نے کبھی سلطان الکتب یعنی سمیعل صاحب کی سلف ہلپ کو پڑھا ہے؟ وہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسکو تمہیں اسقدر پڑھنا چاہیئے کہ زبانی یاد ہو جائے۔ اس کتاب میں انگلستان اور یورپ کے ان سینکڑوں آدمیوں کے حالات درج ہیں جن کی ترقی کی راہ میں ہر طرح کی مزاحمتیں پیش آئیں۔ غریب بسر تھے۔ انہوں نے کچھ بھی تعلیم نہیں پائی تھی لیکن اسپر بھی کوشش اور دلیری سے انہوں نے تمہارا اعلی مقصد یعنی فراخ دستی ہی حاصل نہیں کی بلکہ بڑے دولتمند اور صاحب عزت بھی ہو گئے"۔ اس کتاب سلف ہلپ کی تصنیف سے سمیعل صاحب کی کیا غرض تھی میں اسکو خود مصنف کے دیباچہ سے نقل کرتا ہوں۔ "اس کتاب سے یہ غرض ہے کہ

کہ جوانوں پر یہ بات ثابت کر دی جائے کہ اس زندگی کو چین و آرام سے بسر کرنے کے لئے محنت کرنا ایک بہت ضروری امر ہے اور بے محنت اور سعی کے کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ مصیبتوں سے ہراساں نہیں ہونا چاہئے بلکہ استقلال کے ذریعہ سے اس پر فتح حاصل کرنی چاہئے اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ نیک چلن ہونا چاہئے کیونکہ بغیر اسکے لیاقت محض بیکار اور دنیاوی کامیابی محض بغو ہے"۔

میری یہ دلی آرزو ہے کہ یہ کتاب ہر نوجوان کے ہاتھ میں ہو اس سے بڑھکر انکا غمخوار رفیق اور سچا دوست کوئی دوسرا نہ ملے گا۔ میں تجربہ سے اس بات کو کہتا ہوں کہ اس کتاب کے ہر ایک باب میں ایک جداگانہ اثر ہے۔ ممکن نہیں کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے دلوں میں نیک ارادوں کو مستحکم نہ کرے اور انکے حوصلے اور خیالات کو اعلےٰ نہ بنائے۔

اپنی مہربان اور قدر دان گورنمنٹ اور اپنے عزیز ہموطنوں سے میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو بچوں کے سلسلہ تعلیم میں مقرر کریں۔ اس کتاب سے پورا فائدہ ان کا سادہ اور اثر پذیر دل اٹھا سکتا ہے۔

حسن علی از پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۱

اپنی مدد آپ

ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درآ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ درِ دل کشا بہ چمن درآ

خدا اُن کی مدد کرتا ہے جو آپ اپنی مدد کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت آزمودہ مقولہ ہے اسمیں بہت بڑا تجربہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ آپ اپنی مدد کرنیکا جوش شخصی ترقی کی جڑ ہے اور جب یہ جوش ایک قوم کے بہت سے آدمیوں میں موجود ہوتا ہے تو وہ قوم کی قوم مضبوط اور زور آور اور شائستہ ہوجاتی ہے۔ بیرُونی مدد کا کام کمزور کرنا ہے اور اندرونی مدد کا کام زور آور بنانا۔ جب کسی آدمی یا کسی قوم کے لئے کوئی دوسرا کچھ کرتا ہے تو وہ ضرورت جو اُسے آپ اپنی مدد کرنے کی ہوتی رفع ہوجاتی ہے۔ اور اس لئے کمزوری اُس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ دیکھی گئی ہے کہ جب آدمیوں کی نگرانی حد سے زیادہ ہوتی ہے اور بات بات پر اُنکی روک ٹوک کیجاتی ہے جب اُن کے ہاتھ پاؤں گویا دوسروں کے چلائے چلتے ہیں تو وہ یقینی کمزور اور

بے چارہ ہو جاتے ہیں۔

عمدہ سے عمدہ سررشتے بھی انسان کو کوئی علی مدد نہیں دے سکتے ہاں وہ اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ اسے آزاد چھوڑ دیں تاکہ یہ خود اپنے آپ بڑھے اور آپ اپنی حالت درست کرے۔ اس بارہ میں لوگوں نے بہت کچھ مبالغہ کیا ہے کہ "انسان کی ترقی عمدہ قانون سے ہوتی ہے" لیکن میری رائے ہیں تین چار برسوں کے بعد کونسل میں جا کر رائے دینے سے (گو وہ رائے نہایت ہی دیانت داری سے کیوں نہ دی گئی ہو) انسان کی زندگی اور اسکی آسایش پر کوئی بڑا اثر نہیں ہو سکتا۔ اب یہ بات روز بروز صاف اور عام فہم ہوتی جاتی ہے کہ "گورنمنٹ مانع ہے آمر نہیں" اسکا کام ہی کیا ہے؟ صرف تین:۔ ہماری جان کی حفاظت۔ ہمارے مال کی حفاظت اور ہماری آزادی کی حفاظت۔ بیشک جب قانون کا عملدرآمد عقلمندی سے ہوتا ہے تو انسان اپنی محنت کا پھل (خواہ وہ محنت جسمانی ہو یا روحانی) کچھ تھوڑے ہی نقصان گوارا کرنے سے کھا سکتا ہے لیکن کوئی قانون چاہے وہ کیسا ہی زبردست کیوں نہو کاہلوں کو محنتی۔ فضول خرچ کو کفایت شعار شرابی کو پرہیزگار نہیں بنا سکتا۔ یہ صفتیں انسان کی اپنی ذاتی کوشش سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

قومی گورنمنٹ کیا ہے۔ جتنے آدمیوں سے وہ گورنمنٹ مرکب ہے انہیں کے چال چلن کی جھلک۔ گورنمنٹ کتنی ہی عمدہ کیوں نہو اگر اس کی رعایا خراب ہے تو وہ ضرور اسے اپنی سطح میں کھینچ لائے گی۔ اسیطرح گورنمنٹ

کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو اگر اُس کی رعایا اچھی ہے تو وہ ضرور اُسے اچھا
بنا چھوڑے گی۔ یہ تجربہ کا ایک قاعدہ ہے کہ جیسا مجموعہ قوم کے چال چلن کا
ہوتا ہے اُسی کے موافق اُنکا قانون اور اُسی کے مناسب حال اُن کی
گورنمنٹ ہوتی ہے۔ جس طرح پانی اپنی سطح آپ ڈھونڈ لیتا ہے اُسی طرح
ہر شخص اپنے لائق نتیجہ اپنی گورنمنٹ سے پاتا ہے۔ شریف قوم پر شریف طرز
سے حکمرانی کی جائیگی۔ اور جاہل اور ناشائستہ قوم پر ذلیل طریقہ سے۔
تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کسی ملک کی لیاقت اور قوت سرکاری
سررشتوں پر اسقدر منحصر نہیں ہے جیتنی کہ اُس ملک کے رہنے والوں کے
چال چلن پر۔ قوم بہت سے شخصوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں پھر اُس قوم کی
تہذیب کیا ہے؟ اُس قوم کے عورت۔ مرد اور لڑکے بچے جن سے وہ قوم
مرکب ہے اُنکی اپنی ذاتی ترقی کا نام اُس قوم کی شائستگی اور تہذیب ہے۔

قوم کے ہر ہر شخص کی محنت۔ دلیری اور ایمان داری کے مجموعہ کو اُس قوم
کی ترقی اور اسی طرح اُسکے ہر ایک شخص کی کاہلی۔ خود غرضی اور بدچلنی
کے مجموعہ کو اس قوم کی تنزلی کہتے ہیں۔ سوسائٹی کی وہ بُرائیاں جن پر
ہم لوگ واویلا مچاتے ہیں۔ اگر غور کر کے دیکھی جاویں تو وہ ہم ہی لوگوں
میں سے ایک ایک شخص کی بداخلاقیوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہم اُنہیں
قانون کے زور سے زائل بھی کر دیں تو کیا ہوگا۔ وہ بُرائیاں دوسری
صورتوں میں نمایاں ہوں گی اور اپنا دوسرا قالب پکڑیں گی۔ مگر ہاں
جب اُس سوسائٹی کے ہر ایک شخص کی حالت اور اُن کا چال چلن

درست ہو جائے تو اُس وقت وہ قوم کی قوم اکسیر ہے ۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو بیشک ہر شخص کے دلوں میں یہ خواہش پیدا کر دینی چاہئے کہ وہ خود اپنی حالت آپ درست کرے ۔ اپنی اصلاح کسی غیر یا گورنمنٹ یا سررشتوں کے سہارے پر نہ چھوڑ بیٹھے ۔ قانونوں کے بدلنے اور سررشتوں کے جاری کرنے اور اسی قسم کے کاموں میں کوشش کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے اور بیشک بہت بڑی اور اصلی محب قومی یہی ہے ۔

جب ہماری ہر طرح کی ترقیاں اسی پر منحصر ہیں کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ ہم خود اپنے اوپر کیونکر حکمرانی کرتے ہیں تو اُس وقت گورنمنٹ یا سررشتوں کی شائستگی یا عمدگی کوئی بہت بڑی توجہ یا التفات کے قابل نہیں رہتی وہ شخص درحقیقت غلام نہیں کہا جا سکتا جو ایک ظالم سنگدل کی غلامی میں ہے (اگرچہ یہ بھی ایک بڑی برائی ہے) بلکہ وہ شخص اصلی غلام ہے جو اپنی بداخلاقی جہالت ۔ خودغرضی کا مطیع ہے ۔ اپنی الکسی اور کاہلی کے پنجہ میں گرفتار ہے ۔ جتنی قومیں اس طرح کی دلی غلامی میں پڑی ہوئی ہیں وہ صرف آقاؤں اور سررشتوں کے بدلنے سے ہرگز آزاد نہیں ہو سکتیں ۔ اصل یہ ہے کہ جب تک لوگوں کو یہ دھوکا قائم رہے گا کہ "ہماری آزادی گورنمنٹ پر منحصر ہے" تب تک کسی بالائی تدبیر سے کوئی اصلی تبدیلی اور حالت کی درستی ۔ اصلاح اور ترقی کا کوئی مستقل اور برتاؤ میں آنے کے قابل نتیجہ ہرگز ہرگز قوم میں پیدا نہیں ہو سکتا ۔ گورنمنٹ کے انتظام میں کیسے ہی تبدیلیاں کیوں نہ کی جائیں مگر وہ فانوس خیال سے زیادہ

وقعت نہیں رکھتیں جن میں رنگ برنگ کی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر جب آنکھ اٹھا کر غور سے دیکھو تو کچھ بھی نہیں شخصی چال وچلن کی عمدگی قومی آزادی کی مستحکم بنیاد ہے جان اسٹوارٹ مل[1] صاحب راقم ہیں کہ جب تک فرداً فرداً رعایا کے دلوں میں انسانیت کی پروا۔ اپنے اپنے حقوق اور ذاتی عزت کا خیال باقی ہے تب تک کوئی ظالم گورنمنٹ بھی حد درجہ پر ظلم نہیں کرسکتی اسلئے سچ پوچھو تو حقیقی ظالم وہی اپنی اخلاقی جہالت ہے جو اس شخصی عزت کو زائل کردیتی ہے مصرعہ

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

انسان کی ترقی کے اسباب میں لوگ کیا کیا غلطیاں کر رہے ہیں۔ کوئی تو سمجھتا ہے کہ عمدہ ترین گورنر ہونا چاہئے۔ بعض کہتے ہیں کہ قومی حالت عمدہ ہو تو کچھ ہو۔ اور بعض کی رائے ہے کہ عمدہ عمدہ ایکٹ جاری ہوں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ "عمدہ گورنر کا انتظار کھینچتے رہو۔ جب ویسا گورنر ملجائیگا تو تم نہایت خوش قسمت ہو جاؤ گے" ۔ تو حقیقتاً یہ لوگ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ ذرا دم لو تمہارے لئے سب کچھ کیا جائے گا۔ لیکن تم خود اپنے ہاتھ پاؤں کچھ نہ ہلاؤ۔ اگر ہم ان کی صلاح کو اپنا ہادی بنائیں تو نتیجہ کیا ہوگا ؟ ظالم گورنمنٹ کی بنیاد اپنے ہاتھوں ڈالنی ہے۔ عمدہ حاکم کی تلاش اور آرزو ایک قسم کی بت پرستی ہے

---

[1] جان اسٹوارٹ مل انگلستان کا بڑا نامور مصنف اور حکیم تھا۔ علم منطق میں جو کتابیں اُس نے لکھی ہیں وہ بے مثال ہیں۔ سیاست مدن پر اُس نے بہت نایاب کتابیں لکھی ہیں ۱۸۰۶ء میں پیدا ہوا اور تھوڑا زمانہ گذرا کہ مر گیا۔

ایسی تمنا صرف سلطانی قوت اور اختیارات کی عبادت ہے جسطرح دولت کی
عبادت انسان کو ذلیل بنا سکتی ہے اسی طرح سلطانی قوت اور اختیارات
کی پرستش بھی اُسے ناکارہ کر دیتی ہے بہت ہی عمدہ اور مفید مسئلہ جو کسی
قوم میں پھیلنا چاہئیے وہ یہ ہے کہ "اپنی مدد آپ کرو"۔

جس وقت لوگ اس مسئلہ کو پورے طور سے سمجھ جائیں گے اور اس پر
عمل بھی کرنے لگیں گے اُس وقت یہ بت پرستی بالکل نیست و نابود ہو جائیگی
یہ دونوں اصول یعنی سلطانی قوت اور اختیارات کی پرستش اور آپ اپنی مدد
کرنی ایک دوسرے کے ایسے مخالف ہیں کہ اُن کا اجتماع ایک وقت
میں ممکن نہیں۔

قومی قوت اور پارلیمنٹ کے ایکٹوں کے عمدہ ہونیکی آرزو یہ سب باطل
خیالات ہیں ولیم ڈرہگن صاحب آیرلینڈ کے نامی ملک دوست نے
ایکبار نمایش گاہ میں یہ فرمایا کہ "جب کبھی میں آزادی کا لفظ سنتا ہوں تو
مجھ کو میرا ملک اور میرے ہموطن یاد آجاتے ہیں۔ میں اکثر سنتا آیا ہوں
کہ ہمارے ملک کو اِن کے یا اُن کے ذریعہ سے آزادی نصیب ہوگی دوسرے
ملک کے رہنے والے ہم لوگوں کے لئے بہت کچھ کریں گے۔ میں بھی اور
آدمیوں کی طرح اسبات کو مانتا ہوں کہ غیر قوموں کے ساتھ میل جول رکھنے
سے بہتیرے فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ
ہم لوگوں کی آزادی بہت کچھ اپنے ہی اوپر منحصر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ
اگر ہم لوگ محنتی ہو جائیں اور اپنے قویٰ کا اچھا استعمال کرنے لگیں تو

یقینی ترقی کر سکتے ہیں۔ ابھی ہم لوگ صرف ایک قدم آگے بڑھے ہیں لیکن اس سے کچھ نہیں ہوتا استقلال اور جفاکشی چاہئے "ثابت قدمی کامیابی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اگر ہم لوگ برابر مستعدی اور ولولے سے ترقی کے میدان میں بڑھتے چلے جائیں تو یقیناً تھوڑے زمانہ بعد خوشحالی اور آزادی میں اور قوموں کے ہم پلہ ہو سکتے ہیں۔

انسان کی اگلی پشتوں کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کل قوموں کی موجودہ حالت گذشتہ قوموں کے غور و فکر و کوشش و تدبیر کا نتیجہ ہے۔ محنتی اور مستقل مزاج کسان لوگ۔ کانوں کے کھودنے والے۔ نئی نئی چیزوں کے ایجاد کرنے والے۔ پوشیدہ باتوں کو دریافت کرنیوالے آلات جر ثقیل سے کام لینے والے اور ہر قسم کے پیشہ ور لوگ۔ ہنرمند شاعر۔ حکیم۔ فیلسوف۔ ملک کا انتظام کرنے والے سب کے سب ہماری کل موجودہ ترقیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ ہر ایک نسل نے اگلی نسل کی محنت پر عمارت بنائی ہے اور موجودہ قوم کو اس بلندی پر لے آئی ہے۔ انہیں عمدہ عمدہ کاریگروں سے جو حقیقت میں تہذیب و شائستگی کی عمارت کے معمار ہیں انہیں کی مسلسل اور لگاتار محنت سے علوم و فنون میں جو ایک بے ترتیبی کی حالت میں تھے ایک ترتیب پیدا ہوئی ہے۔ رفتہ رفتہ زمانہ کی گردش نے موجودہ نسل کو اس نفع خیز اور بیش قیمت جائداد پر قابض کیا ہے جو ہمارے بزرگوں کی محنت اور ہوشیاری سے مہیا ہوئی تھی۔

وہ جائداد ہم کو اسلئے نہیں دی گئی کہ ہم صرف خزانہ کے سانپ کی طرح اسکی

حفاظت ہی کیا کریں بلکہ وہ ہم کو اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ ہم اس کو اور بھی زیادہ ترقی دیکر آیندہ نسلوں کے لئے چھوڑ جائیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ انگریزی قوم میں آپ اپنی مدد کرنے کی صفت بہت نمایاں طور سے پائی جاتی ہے اور بیشک اُن میں ہر زمانہ میں ایسے ایسے بڑے آدمی پیدا ہوئے جنہوں نے بہت کچھ کارروائیاں کیں۔ لیکن سچ پوچھو تو ہم لوگوں کی ترقی بہت کچھ انہیں غریب اور محنتی آدمیوں کے باعث ہوئی جن کا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا۔ لڑائی کی فتح جرنل کے نام لکھی جاتی ہے لیکن کامیابی اور فتح اصل میں سپاہیوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ انسانی زندگی بھی کیا ہے؟ ایک طرح سے سپاہیوں کی لڑائی ہے۔ ہر زمانہ کی ہر قوم اگلی اور پچھلی قوموں کے لحاظ سے درمیانی قوم ہے اور لڑائی میں قلب گاہ کے لشکر کو بہت مضبوط رہنا چاہیئے کیونکہ اور صفوں کے اعتبار سے اُسی کو بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم لوگوں کو اگلی اور پچھلی نسلوں کی نسبت بہت زیادہ سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ آپ اپنی مدد کرنی ہے بہت سے آدمی ایسے ہوئے ہیں جن کے حالات کسی نے کتابوں میں درج نہیں کئے لیکن یہ لوگ تہذیب اور ترقی کے پھیلانے میں ویسی ہی کوشش کرنیوالے تھے جیسی وہ خوش قسمت بڑے نام و نشان والے لوگ جن کے احوال تاریخ میں مندرج ہیں۔ ایک نہایت مسکین اور گمنام شخص جو اپنے ابنائے جنس کے لئے محنت، پرہیزگاری اور دیانتداری کا نمونہ اور نظیر بنگیا ہے بیشک اُسکا اثر ابھی تک موجودہ قوم میں ہے اور آیندہ بھی رہیگا

اُسکا چال چلن چھپے چھپے دوسروں کی زندگی میں اُترتا جائیگا اور زمانۂ دراز تک اپنا اثر پیدا کرتا رہیگا۔

روزمرہ کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شخصی چال چلن یہ قوت رکھتا ہے کہ دوسروں کی زندگی اور چال چلن پر نہایت زور آور اثر پیدا کرے اور فی الحقیقت یہی ایک عمدہ عملی تعلیم ہے اور جب ہم اِس عملی تعلیم کا علمی تعلیم سے مقابلہ کرتے ہیں تو اسکول اور کالجوں کی تعلیم اسی عملی تعلیم کی ایک ابتدائی تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ عمدگی سے زندگی بسر کرنے کا علم اِن مکتب اور مدرسوں کے علم سے کہیں زیادہ مفید اور مؤثر ہے۔ اسکولوں اور مدرسوں کا علم کتب خانوں اور صندوقوں میں رکھا ہوتا ہے مگر خوبی سے زندگی بسر کرنے کا علم ہر وقت۔ روزمرہ دوستوں کی ملاقات میں گھر کے رہنے سہنے میں۔ شہر کی گلیوں میں پھرنے میں۔ تجارت کے کارخانوں میں۔ ہل جوتنے میں۔ کپڑا بُننے کی کارگاہوں میں۔ کلوں سے کام کرنے کے کارخانوں میں ہم لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور لطف یہ کہ بے سکھائے پڑھائے صرف برتاؤ سے لوگوں میں پھیلتا جاتا ہے۔ یہی وہ کامل اور پختہ کرنے والی تعلیم ہے جو قوم کو ضبطِ نفس اور اچھے چال چلن سکھلاتی ہے اور انسان کو اس زندگی کے فرائض ادا کرنے اور اپنی عاقبت سنوارنے کے قابل بناتی ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو کتابوں سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی بیکن نے کیا خوب کہا ہے کہ "علم سے عمل نہیں آجاتا۔ علم کو عمل میں لانا تحصیل علم کے بعد اور اُس کے باہر اور اُس سے برتر ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ انسان

کی زندگی کو درست اور اُسکے علم کو اُس کے برتاؤ میں لا دیتا ہے ۔ تجربہ سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی پڑہنے سے کہیں بڑہکر محنت اور کاروبار
کے ذریعہ سے کامل بنتا ہے ۔ علم ادب سے کہیں زیادہ عمدہ شخصوں کی عمدہ
زندگی دیکھکر ترقی کرتا ہے علم سے کہیں بڑھکر عمل کے ذریعہ سے بہرہ مند ہوتا ہے ۔
جس کتاب میں بڑے بڑے آدمیوں تمامکر نیکوں کی سوانح عمری مندرج
ہے وہ بہت ہی مفید اور ہدایت کرنے والی کتاب ہے ۔ بیس کہ سکتا ہوں کہ
سیری کی عمدہ کتابیں گویا کتاب الٰہی کے ہم پایہ ہیں ۔ کیونکہ یہ کتابیں ہم
لوگوں کو کیسی اچھی طرح سے زندگی بسر کرنے کے طریقے اپنے دلوں میں
اعلے اور عمدہ خیالوں کو جگہ دینا اور ہمت سے کام کرنا سکھلاتی ہیں یہ کتابیں
ہم لوگوں کو اُن آدمیوں کی بہت عمدہ عمدہ مثالیں دیتی ہیں جنہوں نے آپ اپنی مدد
کی اور جو صابر مستقل محنتی اور دیانتدار تھے ۔ ایسی کتابوں سے یہ بات
کُھل پڑتی ہے کہ ہر انسان کیا کر سکتا ہے ۔ ایسی کتابیں اس بات کو نہایت
فصاحت سے بتلاتی ہیں کہ اگر کم بساط اور کم مایہ آدمی بھی اپنی عزت کا خیال رکھے اور
اپنے اوپر آپ بھروسہ کرسکے تو کیا کچھ ہے جو وہ نہیں کرسکتا ۔

بہت سے بڑے لوگ علوم و فنون کے جاننے والے اور اعلے خیالات
رکھنے والے اور گویا انسان کے دلوں پر حکمرانی کرنے والے کسی خاص فرقہ کے
آدمی نہ تھے اُن میں سے کوئی تو کوچوں سے ترقی کر نکلا کوئی دوکانوں ہی سے
آگے بڑھا ۔ کوئی تو جھونپڑی کا رہنے والا تھا اور کوئی محلات شاہی میں پلا
تھا مگر باینہمہ خدا کے بھیجے ہوئے رسول غریب آدمیوں ہی میں پیدا ہوئے

اکثر غریبوں ہی نے اعلیٰ درجے پائے۔ اور اس میں جو تکلیفیں انہیں پیش آئیں وہ اُن کی سدِ راہ نہ ہوئیں بلکہ اُن تکلیفوں نے اُن کے قوے کو اور بھی متحرک کر دیا۔ اور اُن کے دلوں کو جوش اور جرأت کا زور آور منبع بنا دیا مصیبتوں اور بکھیڑوں پر فتح پانے کی مثالیں اس کثرت سے ہیں کہ اب یہ مقولہ بہت صحیح معلوم ہوتا ہے کہ "انسان جو چاہے وہی کر سکتا ہے"۔ دیکھو جرمی ٹیلر[1]۔ سر رچرڈ آرکرایٹ[2]۔ ٹنٹرڈن[3] اور ٹرنر[4] یہ

---

[1] جرمی ٹیلر ایک درزی کا لڑکا تھا ترقی کر کے بہت اعلیٰ درجہ کا پادری ہوا۔ چارلس بادشاہ کو اس سے خاص محبت تھی۔ علم الہیات میں اسکی تصانیف بہت اعلیٰ درجہ کی شمار کی جاتی ہیں۔ شہر کیمبرج میں ۱۶۱۳ء میں پیدا ہوا تھا اور شہر لسبرن میں ۱۶۶۷ء میں مر گیا۔

[2] سر رچارڈ آرکرایٹ ایک درزی کا لڑکا تھا ترقی کر کے انگلستان کا ایک نامی تاجر ہوا اس کی کپڑا بننے کی کل بہت مشہور تھی ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۲ء میں مر گیا۔

[3] لارڈ ٹنٹرڈن۔ شہر کنٹربری کے ایک درزی کا لڑکا تھا۔ ترقی کرتے کرتے چیف جسٹس ہو گیا۔ اس شخص کو بیرن کا خطاب بھی ملا تھا۔ پارلیمنٹ کا ممبر بھی ہوا ۱۷۶۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۳۲ء میں مر گیا۔

[4] ٹرنر شہر لنڈن کے ایک درزی کا لڑکا تھا۔ محنت اور شوق کے ذریعے اعلیٰ درجہ کا مصور ہوا اس نے اپنی تصویروں کے ذریعے سے بہت روپیہ پیدا کیا جب مر گیا تو وصیت کر گیا کہ جتنی تصویریں ابھی تک نہیں بکی ہیں اُنکی قیمت جس قدر آئے وہ قومی نفع کے کام میں صرف کی جائے ۱۷۷۵ء میں پیدا ہوا تھا ۱۸۵۱ء میں مر گیا۔

سب کے سب کیسے کیسے نامی لوگ ہیں اور یہ کُل حجام ہی تھے۔

کسیکو یہ معلوم نہیں کہ شکسپیئر[1] کون تھا لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ بہت ہی غریب شخص تھا اُسکا باپ قصاب تھا اور خود شکسپیر ایک زمانہ تک جولاہہ کا کام کرتا رہا بعض کہتے ہیں کہ پہلے وہ ایک اسکول کا دربان پھر ایک ادنیٰ کرانی کے ہاں نقلنویس تھا۔ اس کے بارہ میں لوگوں نے کہا ہے کہ یہ سارے جہان کے آدمیوں کا انتخاب تھا کیونکہ اسے جہازیوں کے خاص خاص محاورے اُنکے الفاظ اور جملے اسقدر معلوم تھے کہ ایک ملاح کی رائے ہے کہ وہ ضرور ملاح ہوگا۔ ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ضرور کسی کچہری کا کرانی ہوگا۔ ایک گھوڑا پہچاننے والے بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ ضرور گھوڑے کی تجارت کرتا ہوگا۔ غرض یہ کہ شکسپیر جہان میں خوب پھرا اور ہر جگہ سے تجربہ اور علم حاصل کیا وہ خود واقع میں جو ہو سو ہو لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ بہت ہی عمدہ اور سچا طالب العلم اور یقینی محنتی تھا۔ اس کی تحریر آجتک لوگوں کے دلوں پر اثر پہنچا رہی ہے۔

تواریخ کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بڑے بڑے شعرا

[1] شکسپیر ڈرامانویس انگلستان کا پہلا مصنف تھا۔ اس کی تحریر کی شہرت سارے جہان میں ہے اسکے مفصل حالات کو معلوم نہیں لیکن جہانتک معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ یہ شہر اسٹفورڈ میں پیدا ہوا تھا اور لنڈن میں تھیٹر (تماشاگاہ) کا منتظم تھا ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۶۱۶ء میں مرگیا۔

سیاح - انجینیر - سپہ سالار - اڈیٹران اخبار - مصوران - واعظ وغیرہ اکثر نہایت غریب اور ادنی پیشہ والے تھے لیکن محنت اور کوشش سے ان لوگوں نے بڑی سربلندی حاصل کی - اُن لوگوں کے حالات پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تکلیف اور مصیبت ہی بہت کچھ انکی ترقی کا باعث ہوئی کوئی اُن میں ایسا نہ تھا جسنے کاہلی سے ترقی پائی ہو۔

آدمی کتنا ہی دولتمند اور عالی رتبہ شخص کا لڑکا کیوں نہ ہو لیکن جبتک اپنی ترقی کی فکر آپ نہیں کرتا ہے ہرگز ترقی نہیں پاتا ہے - انسان کو زمینداری وراثت میں مل سکتی ہے لیکن علم وعقلمندی کا ترکہ نہیں ملتا دولت کے ذریعہ سے انسان دوسرے سے کام لے سکتا ہے مگر گنج قارون دیکر بھی کسی کی عقل سمجھ یا غور وفکر نہیں لے سکتا - انسان کیسا ہی غریب یا کتنا ہی امیر کیوں وہو مگر تحصیل علم کے میدان میں دونوں کو ایک ہی صف میں کھڑا ہونا پڑے گا اور ایک ہی راہ چلنی ہوگی انسان کی تربیت کے لئے دولت کی ہرگز زیادہ ضرورت نہیں ہے ورنہ دنیا میں یہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں غربا کیونکر علوم وفنون کے بانی اور موجد ہوتے بلکہ یہ کہنا بہت صحیح ہے کہ دولت اکثر مضر بلکہ ترقی کی سدراہ ہوتی ہے -

دولتمند انسان کو اکثر آپ اپنی قوت اور استقلال پر اعتماد نہیں ہوتا اُسے مصیبتوں اور تکلیفوں کے برداشت کرنے کی جرأت نہیں ہوتی بیشک اگر انسان محنتی اور جفاکش ہو اور ہمت اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دے تو غربت آفت آسمانی ہونے کے بدلے اُس کے حق میں

رحمت یزدانی کا کام کرے گی۔

دولت عیاشی کے سامان بہت جلد مہیا کرتی ہے اور انسان کو اکثر ذلیل اور خوار بنا کر انسانیت کے درجہ سے گرا دیتی ہے اسلئے وہی انسان جو باوجود دولتمند ہونے کے بگاڑنے والے عیش و عشرت کو لات مار کر اپنے اوقات ہمجنس کی بہبودی اور بہتری میں مصروف اور محنت کے [illegible] میں پھنسا رہے بیشک فخر و توقیر کے قابل ہے۔ انگلستان کی ترقی صرف اسی بات سے ہوئی کہ وہاں کے امرا کاہلی سے متنفر اور کام کے آدمی ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے کاموں میں مصروف اور سرگرم رہتے ہیں جن پر اُن کے ملک۔ اُن کی قوم اور اُن کی سلطنت کی ترقی منحصر ہے۔ ممبران پارلیمنٹ ڈربی[۱] - رسل[۲] - ڈزریلی[۳] - گلیڈاسٹون کیسے محنتی اور جفاکش ہیں

---

۱ انگلستان کا رہنے والا اور پارلیمنٹ کا ایک نامی ممبر گذرا ہے بہت سے اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہا ایکبار ۱۸۶۶ء میں وزیر اعظم کا عہدہ بھی حاصل کیا تھا انگلستان کے شہر لنکاشائر میں ۱۷۹۹ء میں پیدا ہوا - ابھی تک زندہ ہے۔

۲ رسل صاحب انگلستان کے رہنے والے اور پارلیمنٹ کے ایک مشہور ممبر تھے یہ بھی ایکبار انگلستان کے وزیر دول خارجیہ مقرر ہوئے تھے - انہوں نے کئی مشہور کتابیں تصنیف کی ہیں - شہر لنڈن میں ۱۷۹۲ء میں پیدا ہوئے اور ابھی تک زندہ ہیں۔

۳ ڈزریلی صاحب ان سے ناظرین شاید واقف ہوں گے لارڈ بیکنسفیلڈ انہیں کا خطاب ہے انگلستان کے مشہور وزیر اعظم ہیں انہیں کی جگہ پر آج کل گلیڈاسٹون صاحب

سر رابرٹ پیل اور لارڈ برو ہم صاحب بھی کیسے سخت محنتی تھے۔ لارڈ بروہم صاحب نے ساٹھ برس تک اپنے ملک کی خدمت کی۔ جب یہ اُس سن کو پہونچے جس میں عموماً انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اب تو چند دنوں آرام اور بیکاری میں بسر کروں۔ اُس وقت صاحب علوم کی تحقیقات میں مصروف ہوئے اور کیسے کیسے عمدہ رسالے اور کتابیں علوم و فنون کی تصنیف کیں۔ ایک دفعہ ان کو ایک شخص نے یہ صلاح دی کہ اب آپ بوڑھے ہوئے صرف اتنی محنت کیا کیجئے جسقدر تین جوان صحیح المزاج کر سکتے ہوں لیکن ان کو تو محنت سے عشق تھا یہ ایسی محدود محنت پر کیونکر قناعت

وزارت کا کام کرتے ہیں۔ اِن کی تصانیف بہت معروف اور مشہور ہیں ۱۸۰۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۔ اپریل ۱۸۸۱ء میں مر گئے۔

ف۳ گلیڈاسٹون صاحب ہمارے حال کے وزیر اعظم انگلستان ایک عجیب و غریب شخص ہیں اِن کی فصاحت بیانی ضرب المثل ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں علمی لیاقت انکی بہت عمدہ ہے ۱۸۰۹ء میں مقام لورپول میں پیدا ہوئے تھے۔

ف۱ سر رابرٹ پیل صاحب انگلستان کے رہنے والے ہاؤس آف کامنس کے مشہور ممبر اور بڑے تاجر تھے۔ شہر لنکاشائر میں ۱۷۸۸ء میں پیدا ہوئے تھے ۱۸۵۰ء میں مر گئے۔

ف۲ لارڈ بروہم اسکاٹلینڈ کے شہر اڈنبرا میں پیدا ہوئے تھے بہتیرے عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہے ایک زمانہ تک بیرسٹری بھی کی۔ پارلیمنٹ کے ممبر بھی رہے۔ نہایت فصیح البیان تھے ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۸۶۸ء میں مر گئے۔

کر سکتے تھے ۔

انہیں میں سے ایک دوسرے محنتی سراے[1] بلور لٹن کا حال سنو ۔ مصنفوں میں ان سے بڑھ کر بہت کم آدمیوں نے کامیابی حاصل کی ہوگی ۔ ایک فن میں ہو تو ایک فن میں ناول نویسی ۔ شاعری ۔ ڈراما نویسی ۔ مورخی ۔ وقائع نگاری ۔ فصیح البیانی ۔ قانون دانی سب ہنروں میں ان کی تصانیف ہیں اور سب میں بہت طاق تھے وجہ کیا؟ انہوں نے کیوں اسقدر ترقی کی؟ بس صرف اسی وجہ سے کہ انہوں نے اس ظاہری اور دھوکے کے عیش و عشرت کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور راتدن اپنے کاموں میں مشغول رہے ۔ انگریزی مصنفوں میں شاید ہی کوئی دوسرا مصنف ہوگا جس نے ان کی طرح اتنی کتابیں لکھی ہوں اور وہ ویسی ہی عمدہ بھی ہوئی ہوں اور بڑی تعریف کی بات تو یہ ہے کہ یہ ساری محنت انہوں نے آپ اپنی خوشی سے اپنے ذمے لی تھی ۔ وہ دولتمند آدمی تھے چاہتے تو رات دن سیر و شکار ۔ تماشہ گاہوں اور غیر ملکوں کی سیر ۔ دعوتوں اور سیکڑوں عیش و راحت کے کارخانوں میں اپنی عمر عزیز بسر کرتے لیکن یہ کہاں ! یہ تو اپنے شوق کی محنت میں مصروف تھے ۔ تصنیف ہی ان کا بڑا کھیل

[1] سر اے بلور لٹن ۔ ابھی چند روز پہلے جو ہمارے گورنر جنرل بہادر تھے انہیں کے باپ کا یہ نام ہے ۔ یہ انگلستان کے ایک نامی مصنف تھے ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوئے تھے اور تھوڑا زمانہ گذرا کہ مر گئے ۔

اور کتابوں کا لکھنا ہی اِن کا بڑا تماشہ تھا۔ پہلے پہل اُنہوں نے چند اشعار تصنیف کر کے چھپوائے لیکن کسی نے بھی اُن کی قدر نہ کی تب تو اُنہوں نے ہمت کر کے ایک ناول تصنیف کیا اسکو بھی کسی نے نہ پوچھا۔ غور کی جگہ ہے اگر کوئی کمزور دل کا آدمی ہوتا تو پھر تصنیف کا نام تک نہ لیتا لیکن شاباش ہے اِن کی ہمت اور استقلال کو کہ اُنہوں نے ثابت قدمی کو ہاتھ سے ندیا پر ندیا۔ پھر کئی کتابیں تصنیف کیں۔ اب تو اُنکی شہرت روز بروز ہوتی چلی تیس برس تک برابر کتابیں تصنیف کرتے رہے اور اس ذریعہ سے جیسا نام اور جو شہرت اُنہوں نے پیدا کی وہ ایک جہان پر روشن ہے۔

مسٹر ڈزریلی صاحب بھی بڑے محنتی آدمی ہیں پہلے پہل اُنہوں نے بھی تصنیف ہی کے ذریعے سے کامیابی حاصل کرنی چاہئے مگر ناکامیاب رہے لیکن اسپر بھی ہمت ہار کر بیٹھے نہیں رہے اور یہ مسئلہ تو حق ہے کہ "استقلال ایک نہ ایک دن فتح پاتا ہے"۔ آخر لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ اِن کے قلم میں زور اور تحریر میں قوت ہے۔ اپنی فصیح البیانی میں یہ بھی پہلے پہل ناکامیاب ہی ~~رہے~~ رہے۔ ہاؤس آف کامنز میں جو پہلی مرتبہ اُنہوں نے اسپیچ دی تو لوگ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے بعضوں نے کہا کہ نقال ہے نقل کرنے آیا ہے کسی نے کہا کہ اسے میاں سانگ لایا ہے غرض جو جسکے دل میں آیا اس اول اسپیچ کے بارے میں پھبتیاں کہہ گیا لیکن خود ڈزریلی صاحب نے جو اپنی اس اسپیچ کے اخیر میں کہا وہ البتہ یاد رکھنے کے قابل جملہ ہے۔ "مینے بہت سے کام کو شروع کیا اور آخر کو کامیاب ہوا۔ اب میں بیٹھتا ہوں لیکن وہ زمانہ

آوے گا جب آپ لوگ میری باتوں کو بغور سنیں گے"۔ فی الحقیقت وہ زمانہ آگیا اور ان کی وہ پیشین گوئی سچی ہوئی کہ آجکل ڈزریلی صاحب انگلستان کے نامی بولنے والوں میں گنے جاتے ہیں یہ آجکل کے نوجوانوں کی طرح ایک مرتبہ ناکامیاب ہونیکے سبب شکستہ دل ہوکر بیٹھے نہیں رہے بلکہ اپنی اسپیچ کے عیبوں پر غور کرنے لگے۔ پارلیمنٹ کی بحثوں کو پڑھنا شروع کیا۔ اپنے سامعین کا مذاق دریافت کرنے لگے اور آخر کامیاب ہوئے۔

جتنی مثالیں کہ بیان ہوئیں یا آیندہ بیان ہوں گی اُن سے صاف ظاہر ہے کہ شخصی محنت سے بہت ترقی ہوتی ہے لیکن یہ بات بھی ضرور بہت صحیح ہے کہ اس زندگی میں جو نفع ہم دوسروں کی عمدہ زندگی۔ عمدہ اقوال۔ عمدہ چال چلن سے پاتے ہیں وہ ہمارے کاروبار بلکہ ہماری زندگی میں بہت معین اور مددگار ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک انسان ایک دوسرے سے مدد لیتا ہے اور جو لایق ہوتا ہے وہ کسی کا احسان فراموش نہیں کرتا بلکہ اُسکا اقرار کرتا ہے۔

ٹاک وِل[1] صاحب بہت ہی عالی خاندان تھے۔ اِنکے والد فرانس کے ایک معزز آدمی تھے۔ اِن کی ماں بھی ایک بہت ہی دولتمند اور معزز عورت تھیں۔ خاندانی عزت کی وجہ سے یہ فوراً جج مقرر ہوگئے لیکن اُن کو یہ

---

[1] ٹاک وِل صاحب فرانس کے ایک نامی شخص گذرے ہیں ایک زمانہ تک وزارت کا کام بھی سرانجام دیا تھا ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوے تھے اور ۱۸۵۹ء میں مرگئے۔

عہدہ کچھ ایسا ناپسند ہوا کہ استعفا دیکر امریکہ روانہ ہوگئے۔ اِنکے بحری سفر کا ایک ساتھی راقم ہے کہ "صاحب کو کاہلی سے قطعی نفرت تھی۔ ہر وقت کچھ نہ کچھ کام کرتے ہی رہتے تھے۔ صاحب موصوف نے خود اپنے ایک دوست کو ایک خط لکھا تھا اُسکا یہ مضمون کیا خوب ہے کہ "زندگی میں کوئی بھی ایسا وقت نہیں جس میں انسان بالکل معطل رہ سکے کیونکہ ہر وقت اُسے بیرونی یا اندرونی کوشش اور محنت ضروری کرنی پڑتی ہے۔ میں انسان کو ایک ایسا مسافر سمجھتا ہوں جو سرد ملکوں کی سیر کر رہا ہو وہ جتنا ہی آگے بڑھے گا اُسے تیز چلنا ہوگا۔ ورنہ سردی کی شدت سے پریشان ہوجائیگا۔ روح کی بہت بڑی بیماری اُسکا افسردہ ہوجانا ہے۔ اِس بیماری سے نجات پانے کے لئے انسان کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا چاہیئے"۔

باوجود اسکے کہ ٹاکول صاحب شخصی محنت اور کوشش کے اِسقدر قائل تھے لیکن اِس بات کا اُن کو بھی اقرار تھا کہ دوسروں کے چال وچلن اور عمدہ زندگی انسان کی ترقی میں بہت کچھ معاون اور مددگار ہوتے ہیں صاحب نے اپنے ایک دوست کو خط میں لکھا تھا کہ "بھائی جتنا مجکو تم پر اعتماد ہے کسی پر نہیں۔ ہاں لوگوں نے میری زندگی پر اثر پہنچایا ہے لیکن سوائے تمہارے کسیکا اثر میرے اصول زندگی پر نہ ہوا"۔ اپنی بی بی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں "میں مریم (اُنکی بی بی کا نام تھا) کی وجہ سے نیکدل اور نیک مزاج بنا رہا ورنہ مجھ سے تحصیل علوم میں سخت محنت نہ ہوسکتی مجھے پورا یقین ہے کہ عالی خیال اور عمدہ سمجھ کی عورت چھپی چھپی شوہر کے چال چلن پر

اپنا اثر پہنچاتی ہے اور پست خیال کی عورت اپنے شوہر کو ذلیل اور خوار بنا چھوڑتی ہے۔

غرض نتیجہ یہ ہے کہ انسان کا چلن سیکڑوں طرح کے اثر سے مؤثر ہوتا ہے کبھی وہ دوسروں کے نمونہ اور مثال سے جسے وہ دیکھتا ہے اثر پاتا ہے کبھی وہ کتابوں کو پڑھ کر ہدایت پاتا ہے کبھی وہ اپنے دوستوں اور جلیسوں کی صحبت سے فیض اٹھاتا ہے۔ کبھی وہ اپنے باپ دادوں کے عمدہ اقوال کو سنکر سیکھتا ہے۔ یہ سب اثر بہت زیادہ موثر سہی لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ انسان کو اپنی بھلائی کے لئے آپ ہی کچھ کرنا ہوتا ہے اسے اپنی ہی کوشش سے برائی یا بھلائی کی راہ میں چلنا ہے۔ دنیا کے عاقلوں اور نیکوں نے عمدہ صحبتوں سے جو نفع پایا ہو پایا ہو لیکن غور کر کے دیکھئے تو وہ سب کے سب آپ اپنی مدد کرنے والے تھے اور بہت بڑے مدد کرنے والے تھے۔

باب (۲)

ہمّت اور دلیری

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد   اگر خارے بود گلدستہ گردد

ہمت اور دلیری کا حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے کسی عمدہ کام کو بہت ہی مستعدی سے کئے جانا بس یہی سچی بڑائی۔ سچی عظمت بڑا آدمی ہونے کی بنیاد ہے۔ ہمت اور دلیری ہی سے انسان اِس دنیا میں مصیبتیں جھیلتا ہوا دنیا بھر کے بکھیڑوں کو اپنے سامنے سے دور کرتا ہوا چلا جاتا ہے۔ جو کام ذہانت سے نہیں نکلتے وہ اِس سے نکلتے ہیں۔ کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے لیاقت اور قابلیت کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی استقلال سے برابر محنت کرنے کی۔ اِس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دلیری انسان کی کل قوتوں کا چشمہ ہے۔ بلکہ خود یہی چیز انسان ہے۔ یہ ہر قوتوں کو متحرک کرتی ہے، ہر کوششوں میں جان ڈالتی ہے، سچی امید کی بنیاد اِسی پر ہے، اور اسی ہی سے یہ تلخ زندگی شیریں ہوتی ہے۔

ایک بہت بڑے شخص کا کیا عمدہ قول ہے! "افسوس اُن پر جن کا

دل پست ہے"۔ فی الحقیقت استقلال اور ہمت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ اِسکے سامنے سب نعمتیں ہیچ ہیں۔ جب میں غربا میں سے کسیکو دیکھتا ہوں کہ صبر سے، مصیبت کا مقابلہ کر رہا ہے۔ سچائی کے ذریعہ سے، قدم ڈگانے والے، زور آور جھوٹ پر فتح حاصل کرتا ہے اُسکے اعضا چور چور ہیں، پاؤں سے خون ٹپک رہا ہے، مگر ایک ہمت ہی کے سہارے پر، وہ آگے بڑھا چلا جاتا ہے، قدم نہیں روکتا۔ تیور پر بل تک نہیں آتا، اپنی تکلیفوں کا تصور بھی نہیں کرتا، مڑ کر بھی نہیں دیکھتا، بس اپنی ایک دُھن میں مستغرق ہے۔ اُسوقت میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کتنی خوشی ہوتی ہے" آفرین باد بریں ہمت مردانہ او"۔

نری خواہش اور آرزو جوانوں کے دل میں ایک قسم کی بیماری پیدا کرتی ہے، جس سے وہ اپنی اوقات عزیز کو صرف خیالی پلاؤ پکانے اور لا یعنی منصوبے باندھنے میں ضائع کرتے ہیں۔ جسوقت کسی مقصد، کسی کام پر مستعد ہونے چاہو فوراً اُٹھ کھڑے ہو اور اُسیوقت اُس میں ہاتھ لگا دو، پھر کبھی اُس میں سستی نہ کرو، بہتیری مصیبتوں کو نہایت خوشی سے سر پر اُٹھا لینا چاہیے، کیونکہ وہ، ہماری تعلیم اور تجربہ کے لئے نہایت ہی ضروری ہیں۔ ہگ[1] ملر صاحب فرماتے ہیں کہ "میں نے صرف ایک اسکول

---

[1] ہگ ملر ملک اسکاٹلینڈ کا رہنے والا ایک بہت ہی غریب پیشہ شخص تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی، ایک اخبار کا اڈیٹر مقرر ہوا، اسنے علم جیالاجی (معدنیات) کو بہت ترقی دی۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۸۵۶ء میں مر گیا۔

میں اچھی طرح پر تعلیم پائی - وہ اسکول بھی "دنیا" تھا - جس میں محنت اور مصیبت دو بڑے چست و چالاک اوستاد تھے، جو شخص اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں پس و پیش کرتا ہے، اسکو ابھی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ضرور ناکامیاب ہوگا - تھوڑی لیاقت والے آدمی بھی، اگر محنتی اور مستقل مزاج ہوں تو بہت کچھ کرسکتے ہیں فویل بکسٹن[۵] صاحب (انجیل مقدس کے مطابق) فرماتے ہیں کہ "جو کام تیرے ہاتھ میں آجائے تو اُسے اپنی کل قوتوں سے انجام کر" - یہ بڑے محنتی آدمی اور دُنیا کے بڑے لوگوں میں سے تھے وہ اپنی اِس عظمت کی وجہ، خود رقم کرتے ہیں کہ "میں ہر ایک کام کے وقت اُس کام کے لیئے پورا آدمی تھا، یعنی جسوقت، جون سا کام، مجکو پیش آیا، میں اُسیوقت، اپنی تمام قوتوں، پورے حواسوں، سارے اعضا، سے اُس میں لگ گیا - دلیر اور ہمت والے ہی کچھ کر گذرتے ہیں اور عجب بات تو یہ ہے کہ ان پر آیندہ کی باتیں، انکے مقصد کے نتیجے بھی پہلے ہی سے کچھ کچھ ظاہر ہوجاتے ہیں!! فرانس کا ایک فوجی افسر اپنے کمرے میں ٹہلتے وقت اکثر کہا کرتا کہ میں ملک فرانس کا ایک بہت بڑا نامی سپہ سالار ہوں گا اور مارشل کا خطاب پاؤنگا تعجب کی بات یہ ہے، کہ فی الحقیقت وہ بڑا نامی سپہ سالار اور فرانس کا مارشل ہوکر مرا -

---

[۵] فویل بکسٹن صاحب - انگلستان کا ایک امیر کبیر تھا - اسنے بردہ فروشی کے موقوف کرنے میں بہت کوشش کی بہت دنوں تک پارلیمینٹ کا ممبر رہا ۱۷۸۶ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۴۵ء میں مر گیا -

مسٹر واکر صاحب راقم ہیں کہ ایک مرتبہ بیمار تھے بھتیرا علاج کیا پر کچھ کارگر نہ ہوا، تب تو ہمت کر کے اُنہوں نے یہ قصد کیا کہ اب ضرور صحیح ہو جانا چاہیئے چنانچہ ہو بھی گئے۔

مگر یہ ہمت کا زور آور اور مجرب نسخہ ایسا بھی نہیں ہے کہ ہر حالت میں اسکا استعمال کیا جائے ہر چند اس میں بھی شبہ نہیں کہ جسم پر روح کا بہت بڑا اور ہر وقت اختیار ہے لیکن قوائے جسمانی سے اتنا بھی کام لینا نہیں چاہیئے کہ کمزور ہو کر تباہ ہو جاویں۔ ایک بار مولی ملک اسپین کا سردار پلنگ پر بیمار پڑا ہوا تھا اور اوس کی فوج پرتگال والوں سے لڑ رہی تھی جب اوس نے یہ خبر سُنی کہ میری فوج قریب بہ شکست ہے تو اوس سے نہ رہا گیا ہمت نے جوش مارا۔ روح نے جسمانی قوٰی پر اپنا پورا اثر کیا۔ اُٹھ کھڑا ہوا اور میدان میں جا کر اپنی فوج کے آدمیوں کو للکارا اور آپ آگے بڑھکر دشمنوں سے مقابل ہوا اسکو لڑتے دیکھ کر فوج میں جان آگئی۔ خوب جی کھولکر لڑے یہانتک کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ جی جان چھوڑ کر بھاگ نکلے اس فتحیابی کے بعد وہ بیچارا بیمار سردار واپس آیا اور پلنگ پر لیٹتے ہی مر گیا یہاں صاف ظاہر ہے کہ روحانی قوی نے جسمانی قوا سے بہت ہی سخت کام لیا۔ اور یہ بڑی غلطی ہوئی۔

ہمت ہی سے انسان جو کچھ چاہے کر سکتا ہے اور خود جیسا چاہے ویسا ہو سکتا ہے۔ ایک بزرگ اکثر کہا کرتے تھے کہ "تم وہی ہو جو ہونا چاہو" کیونکہ اگر خدا کی مہربانی شامل حال ہے تو انسان جس کام میں سچے دل

پوری ہمت سے ہاتھ لگا دیگا بیشک اُس میں کامیاب ہوگا۔ ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کوئی شخص منکسر۔ صابر۔ سخی ہونا دل سے چاہتا ہوا ور نہ ہوا ہو۔

کوئی بڑھئی ایک کرسی مجسٹریٹ کے اجلاس کے قابل بہت جی لگا کر بنا رہا تھا لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ بھائی تو اِس میں اتنی محنت کیوں کر رہا ہے اُس نے جواب دیا کہ میاں! جب میں مجسٹریٹ ہونگا تو اِسپر آرام سے بیٹھ کر اجلاس کروں گا۔ کیا حیرت ہے کہ یہ بڑھئی آخر مجسٹریٹ ہوا اور اُسی کرسی پر بیٹھا۔

منطق والے جبر و اختیار کے مسئلہ میں جو چاہیں بک لیں لیکن ہر شخص تجربہ سے صاف دیکھتا ہے کہ بھلائی یا بُرائی کے اختیار کرنے اور چن لینے میں پور اختیار ہے یعنے وہ تنکے کی طرح دریا میں بہتا ہوا چلا نہیں جاتا بلکہ وہ اپنے کو تیراک پاتا ہے اور خوب سمجھتا ہے کہ میں موجوں سے لڑکر کنارے تک پہنچ سکتا ہوں اور بیشک ہم لوگ اپنے کو پابز نجیر نہیں دیکھتے۔ اگر ہم لوگ (خدانخواستہ) کہیں اس کے الٹ سمجھیں تو کاہل ہونیکی کل خواہشیں مٹی میں ملجاویں۔

اسکی زندگی کا کل کارخانہ خواہ وہ خانگی ہو یا جماعتی۔ سرکاری ہو یا خدائی سب اسی امید اسی اعتقاد پر مبنی ہے کہ "انسان آزاد ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے" ورنہ کیسی جواب دہی، کس کا جرم، کہاں کا الزام اگر اسکا یقین نہ ہو کہ انسان اپنی پوری آزادی سے بھلے اور بُرے دونوں قسم کے کام کر سکتا ہے دونوں طرف اِس کی رغبت ممکن ہے تو سیکھنے سکھانے

نصیحت کرنے، وعظ کہنے، جھڑکنے، غلطیوں کی اصلاح سے کیا فائدہ اور قانون سے کیا نفع۔ کونشنس (قوت ممیزہ) ہم سے ہر وقت پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ "تم آزاد ہو۔ تم آزاد ہو" بیشک یہی آزادی ایک ایسی چیز ہے کہ جو ہم لوگوں کی خاص اپنی ہے، اور بیشک ہم لوگوں کے اختیار میں ہے ہم چاہیں اُسے داہنے ہاتھ پھیریں یا بائیں۔ چاہیں اُس سے نیک کام لیں یا برا۔ ہم کبھی دُنیا کی خوش آیند اور مرغوب اور للچانے والی چیزوں کے قبضہ میں نہیں ہیں بلکہ وہ ہماری قدرت اور اختیار میں ہیں ہم اُنکے مالک ہیں۔ ہم چاہیں اُنہیں قبول کریں یا نہ کریں جب کبھی ہم لوگ کوئی گناہ کرنے لگتے ہیں تو بیشک اُسیوقت کانشنس (قوت ممیزہ) صاف صاف پکار پکار کر کہتا ہے کہ "کمبخت اب بھی رُک جا"۔

اگر ہم لوگ اپنی خواہشوں کو تابع کرنا چاہیں تو اس میں ہمکو کچھ ایسی دقت نہ پڑے گی۔ ایک اندک توجہ اور تھوڑی سی مشق سے بآسانی ممکن ہے بیشک جتنی کوشش اور ضبط کی اُس میں ضرورت ہوگی اُس سے کہیں زیادہ پر ہم لوگ قادر ہیں۔ لبنی صاحب نے ایک دفعہ اپنے لڑکے سے کہا کہ "بھائی اب تم خدا کے فضل سے ہوش سنبھالا جوان ہوئے ابھی سے اپنے بارے میں کچھ فیصلہ ضرور کر لو نہیں تو اپنی کھودی ہوئی ذلت کی قبر میں پڑے سے چلا یا کروگے اور کوئی بھی نہیں سُنے گا۔ جتنا ہاتھ پاؤں مارو گے مگر کاہلی اور آلکسی کے بھاری پتھر اپنے اوپر سے نہ سرکا سکوگے"۔ بکسٹن صاحب کی رائے ہے کہ "اگر جوان آدمی ہمت اور استقلال پر قایم رہے تو

جیسا چاہے ویسا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے ایک لڑکے کو لکھا کہ "میاں اب تم اُس سن کو پہونچ گئے کہ جا ہو سیدھی راہ چلو چاہو اُلٹی خدا نے تم کو زور اور قوت، ہمت و استقلال دیا ہے، تو اُسکو لوگوں پر ظاہر کرو۔ اُسکا مصرف دکھاؤ۔ اُن قوتوں سے کام لو، نہیں تو سمجھ رکھو کہ آخر کاہل اور بیکار آدمی ہو جاؤ گے اور اگر کہیں (خدا ناکردہ) تم اُس حالت کو پہونچ گئے، تو پھر اُس سے نکلنا کچھ آسان نہیں ہے۔ مجھے اِس کا یقین ہے کہ نوجوان آدمی جیسا چاہے ویسا ہو سکتا ہے۔ میں نے جو اتنی ترقی کی اور کامیاب ہوا، اِس کی وجہ بس یہی ہے کہ میں نے تمہارے ہی سن میں اپنے کو بدل ڈالا۔ اگر تم سچے دل سے دلیر اور محنتی ہونے کی خواہش کرو۔ اور اِس میں پوری کوشش کرو تو اپنی زندگی بھر خوش رہو گے" جو شخص اپنی خواہش کو دنیاوی لذتوں کی طرف متوجہ کرتا ہے، تو اُسکی خواہش کی مثال بعینہٖ ایک زبردست جن کی سی ہے اُسکی بیہوت عقل پر اُس جن کی ایسی زبردست تسلط رہتی ہے کہ وہ بالکل اُسکے تابع ہو جاتی ہے، وہ زبردست جن جو کام چاہتا ہے اُس سے لیتا ہے۔ لیکن اگر وہی خواہش نیک کاموں اور روحانی قوتوں کی ترقی کی طرف متوجہ کی جائے تو اُسکی خواہش بادشاہ اور عقل اُس کا نہایت عمدہ وزیر بن جائیگی۔

یہ ایک قدیم ضرب المثل ہے کہ "جہاں کسی کی خواہش ہے۔ وہاں اُس کی راہ بھی ضرور لگی ہوئی ہے"۔ اور سچ مچ اپنے کو کسی کام کے لائق سمجھنا ہی اُس کام کے لائق بن جاتا ہے۔ بہت بڑی خواہش ہیں بہت

بڑی قوت ہے۔ سوارد صاحب کسی کو ناکامیاب ہوتے دیکھتے تو کہتے کہ تمہاری خواہش ہی ادھوری تھی نپولین اکثر کہا کرتا کہ غیر ممکن کے لفظ کو لغت سے نکال دینا چاہیے۔ ایسے الفاظ بیوقوفوں کے لغت میں پائے جاتے ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ میں نہیں کرسکتا۔ یہ غیر ممکن ہے، اس قسم کے جملوں سے اُس کو سخت عداوت تھی۔ وہ اکثر کہا کرتا کہ سیکھو۔ کرو۔ کوشش کرو نپولین نے اپنے کو کیا کر دکھایا، اِسکو تو سب جانتے ہیں، اُسکا پیارا مقولہ یہ تھا کہ "پکی مستعدی ہی سچی عقلمندی ہے" ایک بار الپس پہاڑ اُس کی فوج کے راستہ پر آگیا۔ لوگوں نے کہا کہ الپس حائل ہے لشکر آگے بڑھ نہیں سکتا۔ اُس نے جواب دیا کہ الپس اگر حائل ہے تو الپس نہیں رہے گا، چنانچہ اُس کے واسطے پار راہ بنائی گئی! کیا عجب بات ہوئی کہ جو پہلے محض غیر ممکن نظر آتا تھا اُس کو اُس نے کر دکھایا۔ یہ ایسی سخت محنت کرتا تھا کہ لوگ دیکھ کر دنگ ہو جاتے۔ چار چار منشی لکھتے لکھتے تھک جاتے۔ لیکن یہ اُن کو مضامین بتلانے میں جی نہ ہارتا۔ اُس کو دیکھ کر لوگوں میں گویا جان آجاتی تھی۔ مُردہ دل زندہ ہو جاتے

---

۵۷ نپولین بونا پارٹ جزیرہ اجستیو کا رہنے والا ایک گمنام شخص تھا۔ دلیری اور چالاکی سے بڑی ترقی حاصل کی۔ فرانس کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ مصر پر چڑھ کر کامیاب ہوا۔ ۱۸۰۴ء میں فرانس کا بادشاہ ہوگیا۔ یورپ کے بہت سے ملکوں پر قابض ہوا واٹرلو کی لڑائی میں انگریزی جرنیل ولنگٹن سے شکست کھائی۔ مقید ہو کر جزیرہ ہیلنا میں بھیجا گیا ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۲۱ء میں مرگیا۔

زندہ ہو جاتے - وہ اکثر کہا کرتا کہ "میرے جرنیل پہلے مٹی کی مورت تھے
میں نے اُن کو آدمی بنایا" لیکن افسوس! افسوس!! کہ اس اتنے بڑے
شخص کی خودغرضی نے فرانس کے ملک کو بلکہ خود اوسکو تباہ کر دیا - اُسکی
زندگی کے حالات نے اِس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قوت جس سے کسیکو
نفع نہ پہونچے اور وہ علوم جو نیکی سے معرا ہوں شیطان کے
اوزار ہیں -

گرنبول شارپ† انگلستان میں ایک بہت بڑے دلیر شخص ہو گذرے
ہیں اُن کی کوششوں اور جانفشانیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان سے غلامی
بالکل اُٹھ گئی - بچپن میں وہ ایک کپڑا بُننے والے کے یہاں کام کرتے
تھے - پھر آرڈیننس آفس میں کرانی مقرر ہوئے - جن دنوں یہ کرانی کا کام
کرتے تھے اور بظاہر تحصیل معاش میں نظر آتے تھے اُس زمانہ میں بھی اگر
کسی رفاہ خلایق کے کام کا سامنا آن پڑتا تو ہرگز اُس سے مُنہ نہ موڑتے
ایک مرتبہ ان کی ملاقات ایک موحد عیسائی سے ہوئی وہ تثلیث کے
ابطال میں ان سے مباحثہ کرنے لگا - باتیں کرتے کرتے آخر وہ کہہ اُٹھا
کہ انجیل مقدس یونانی زبان میں نازل ہوئی ہے اور تم اُس زبان کو
جانتے نہیں محض ترجمہ ہی ترجمہ پر تمہارا دار و مدار ہے یہی وجہ ہے

† گرنبول شارپ - اِن کا حال تو اِسی کتاب میں اِس قدر بیان ہو گیا ہے کہ زائد لکھنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ۱۷۳۴ء میں پیدا ہوے تھے اور ۱۸۱۳ء میں مر گئے -

کہ تم تثلیث کو مانتے ہو"۔ اِس بات کے سنتے ہی اِن کے دل میں یونانی زبان کے حاصل کرنے کا شوق بھڑک اُٹھا چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں انہوں نے اُس زبان میں پوری لیاقت حاصل کر لی پھر ایک مرتبہ اِن کو ایک ایسا ہی معاملہ ایک یہودی سے پیش آیا اُسنے اِن پر طعن کیا کہ توریت مقدس کی اصل زبان جو عبرانی ہے تم نہیں جانتے۔ اُسکے اِس کہنے کا انکے دلپر اتنا بڑا اثر ہوا کہ انہوں نے اِس زبان کو بھی کماحقہ حاصل کیا۔

غلاموں کی حالت پر جو اِن کو رحم آیا اور اِس قوم کے ساتھ اِنہوں نے جو کچھہ کیا اِسکا مفصل قصہ یوں ہے کہ انگلستان میں ایک حبشی غلام تھا جونتھن اسٹرونگ نامی۔ اِس حبشی کو اس کے مالک نے ایسی بے رحمی سے سزا دی تھی کہ وہ لنگڑا اور قریب قریب اندھا بھی ہوگیا تھا۔ جب اُسکے مالک نے دیکھا کہ اب یہ غلام کسی کام کا نہیں رہا تو اُسے اپنے گھر سے نکالدیا یہ بیچارا غریب بیماریوں اور مصیبتوں میں چور گلیوں میں بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ ناگہاں ایک مرتبہ شارپ صاحب کی نظر اُس پر جا پڑی۔ دیکھہ کر رحم آیا۔ اپنے بھائی ولیم کے پاس (جو غریبوں کا علاج کیا کرتے تھے) اُسکو معالجہ کے لئے لے آئے۔ یہاں اِس شخص کی پوری حفاظت اور خبرگیری ہونے لگی۔ چنانچہ ولیم صاحب کی حسن تدبیر سے وہ بہت جلد چنگا ہوگیا۔ شارپ صاحب نے اُسکو ایک جگہ نوکری بھی دلوادی۔ اتفاقاً ایک روز اُسکے مالک نے اُسکو دیکھہ کر پہچانا۔ اچھا خاصہ صحیح وسالم پایا۔ پھر تو وہ بیرحم اُسکی گرفتاری کی فکر میں لگا۔ یہاں تک کہ آخر اُس

بچارہ حبشی کو گرفتار کرایا اور حوالات میں رکھوایا - اُس حبشی نے اپنے کو
اِس سخت مصیبت میں دیکھ کر اپنے قدیم محسن کو یاد کیا اور حوالات ہی
سے شارپ صاحب کو ایک خط لکھ بھیجا - صاحب امتداد زمانہ اور کثرت
اشغال کے سبب اُس حبشی کا نام تک بھول گئے تھے اپنے نوکر سے فرمایا
کہ تحقیقات تو کرو کہ یہ شخص خط لکھنے والا کون ہے - شارپ صاحب کا
نوکر حوالات میں گیا اور وہاں کے لوگوں سے اُس خط بھیجنے والے شخص
کا نشان اور پتہ پوچھا اُن لوگوں نے صاف انکار کیا کہ ہمارے یہاں
اِس پتے کا کوئی شخص گرفتار یا قید نہیں ہے تب تو صاحب کے دل میں
ایک طرح کا شبہ پیدا ہوا خود وہاں گئے اور اُس بچارے حبشی کو دیکھ کر
پہچانا وہاں سے لوٹتے وقت حوالات کے مالک سے کہتے آئے کہ خبردار
جب تک میں لارڈ میور کے پاس درخواست نہ دے لوں کوئی شخص اِس
حبشی کو یہاں سے نہ لے جانے پائے - چنانچہ صاحب نے لارڈ میور کے
یہاں درخواست دی اور جن لوگوں نے بلا کسی جائز حق یا کسی سرکاری وارنٹ
کے اُس حبشی کو گرفتار کیا تھا اُن لوگوں کے نام کا سمن حاصل کیا - جب
مقدمہ پیش ہوا تو یہ بات معلوم ہوئی کہ پہلے مالک نے اُس شخص کو بیچ ڈالا
تھا اور خریدنے والا یہ دعوی کرتا ہے کہ یہ حبشی میری ملک ہے غرض چونکہ
لارڈ میور صاحب کے اختیارات کو حقیت کے قانون سے کچھ تعلق نہ تھا
اِس لیئے انہوں نے اِس غلام کو چھوڑ دیا تب اُس کے ظالم مالک نے جج کی کچہری
میں شارپ صاحب پر نالش کی دعوے یہ تھا کہ مسٹر شارپ صاحب نے

میرا زرِخرید مال مجھ سے چھین لیا۔

اُس زمانہ (یعنی ۱۷۶۵ء) میں انگریزوں کی آزادی صرف کتابوں ہی
میں لکھی ہوئی تھی اکثر آدمیوں کو زبردستی پکڑ پکڑ کر ایسٹ انڈیا اور دوسرے
دوسرے جزائر میں بھیجدیا کرتے۔ حبشی غلاموں کی خرید و فروخت کا
اشتہار لنڈن اور لورپول کے اخباروں میں صاف صاف چھپا کرتا
مثلاً اٹھائیسویں اپریل ۱۷۶۹ء کے اخبار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ گیٹ اِن
ہول برن میں ان وسکی نامی ایک اچھا مضبوط اور نیک چلن حبشی
بکتا ہے۔ جو حبشی اپنے ظالم مالک کے ظلم سے گھبرا کر بھاگ جاتا
اُسکی گرفتاری کے اشتہار دیئے جاتے کہ جو کوئی اُسکو گرفتار کریگا
اُسکو اتنا روپیہ انعام ملیگا۔ غرض غلاموں کی خرید فروخت بخوبی جاری
تھی کسی طرح کی روک ٹوک نہ تھی۔ ایسے تاریک اور ظلم بھرے زمانہ میں
گرینول شارپ نے اس کارِ خیر اور رفاہ عام خلائق میں اپنے کو ہمہ تن مصروف
کر دیا۔ اگرچہ یہ شخص ایک ادنی کرانی تھا اور کسی طرح کا زور اور اختیار
اُسکو حاصل نہ تھا تاہم چونکہ اُسکا مزاج ہی استقلال اور ہمت کا چشمہ تھا
اور اُسکا مقصد بھی عمدہ ترین مقصد تھا اسلئے تھوڑے ہی زمانہ میں بخوبی
کامیاب ہوا اور انگلستان کی رعایا کی آزادی کو جو اُس زمانہ تک صرف
زبانی ہی تھی یقینی کر دکھلایا اُسکی مستقل کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا
کہ اب سب لوگ مانتے اور اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی
کسی کا غلام ہو انگلستان کی زمین پر قدم رکھتے ہی آزاد ہو جاتا ہے

اور ایک اسکے پہلے ۱۷۲۹ء کا زمانہ تھا جس میں سیکڑوں پادری ایسے تھے جو بالیقین سمجھتے تھے کہ انگلستان میں آنے سے کوئی غلام کسی طرح آزاد نہیں ہو سکتا بالجملہ جب جونتھن اسٹرونگ جبشی کا مقدمہ جج کی کچہری میں دائر کیا جا چکا تو شارپ صاحب نے وکیلوں سے مدد چاہی کُل وکلا ایک سرے سے مخالف نظر آئے اور لوگوں نے شارپ صاحب کو اِس امر سے بھی مطلع کیا کہ لارڈ چیف جسٹس صاحب بھی تمہارے خلاف میں ہیں - یہ ایک ایسا سخت واقعہ ہے جس میں انسان یقینی ہمت ہار دیتا ہے لیکن شارپ صاحب پہلے سے بھی زیادہ گرم جوشی کے ساتھ اپنے اِس نیک کام میں مشغول ہوے - وہ خود لکھتے ہیں کہ "اُسوقت کوئی قانون دان میرا مددگار نہ ہوا - ناچار مجکو آپ ہی اپنی مدد کرنی پڑی - مجھے قانون سے اصلا واقفیت نہ تھی - ہاں انجیل میں خدا کا قانون تو البتہ پڑھا تھا لیکن دوسرا دنیاوی قانون اس کو میں اتنا بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ کیا بلا ہے - مجبور کتب خانہ میں جا کر قانون کی کتابوں کی فہرست دیکھنی شروع کی -

شارپ صاحب دن بھر نوکرانی کا کام کیا کرتے اور صرف رات کو اور صبح کے وقت قانون کی کتابیں مطالعہ فرماتے - شارپ صاحب غلاموں کو آزاد کرانے کیا چلے کہ کاموں کی کثرت سے خود غلام بن گئے چنانچہ خود اُنھوں نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ "بھائی سچ پوچھو تو میں اچھی طرح خط نہیں لکھ سکتا - سو اُٹھنے کے بعد جتنا وقت ہاتھ لگتا ہے اُس کو میں قانون

کی کتابوں کے پڑھنے میں صرف کرتا ہوں - یہ قانون کا کام ایسا ہے جسمیں ذرا سی سستی سے کیا سے کیا ہو جانا ممکن ہے - اتوار کے دن بھی میں قانون یاد کرتا ہوں چونکہ یہ کام محض للہ ہے اور اسمیں میرا کوئی ذاتی نفع نہیں ہے اِسلئے اتوار کے دن بھی کرنے میں کچھہ مضایقہ نہیں ہے"۔

شارپ صاحب نے دو برس تک شخصی آزادی کے قانون کو خوب جی لگا کر پڑھا - پارلیمنٹ کی بحثوں اور عدالتوں کے فیصلوں کو بھی جمع کرنا شروع کیا - اُس زمانہ پر یہ شکایت ضرور ہمیشہ رہے گی کہ ایسے بڑے اور مفید عام کام میں شارپ صاحب کا کوئی مددگار - بلکہ صلاح کار تک نہیں - صاحب کی محنت اور تحقیقات نے صرف انہیں کو خوش نہیں کیا بلکہ قانون والوں کو سخت حیرت میں ڈالا - شارپ صاحب لکھتے ہیں کہ "خدا کا شکر ہے کہ انگلستان کے کسی قانون کسی فیصلہ سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے کسی کا غلام بنانا جائز ٹھہرے"۔ شارپ صاحب پر یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی تھی کہ انگلستان میں غلامی ہرگز نہیں رہ سکتی - صاحب موصوف نے ایک رسالہ بنام "انگلستان میں غلامی جائز رکھنے کا ظلم" تصنیف کیا اور ۱۷۶۹ء میں اسکو چھپوا کر تمام مشتہر کیا - جب جانسن اسٹرونگ کے مالک نے دیکھا کہ بڈ ھب آدمی کا سامنا ہے تو تصفیہ کا خواستگار ہوا - صاحب نے انکار کیا بالآخر مدعی کو مقدمہ سے دست بردار ہونے کے لئے سہ گونہ خرچہ دینا پڑا -

شارپ صاحب جہاں کہیں سنتے کہ کوئی شخص ظلم سے پکڑا گیا ہے وہاں فوراً پہونچتے اور اُسکی رہائی کے باعث ہوتے بار بیڈوز کے تاجروں نے

ایک حبشی ھیلاس نامی کی بیوی کو زبردستی گرفتار کرکے اپنے ملک بھیجدیا تھا۔ شارپ صاحب نے اپنی طرف سے اُن پر مقدمہ چلایا اور اُسکی بیوی کو انگلستان واپس منگاکر آزاد کرا ہی چھوڑا۔

ایک حبشی لوئیس نامی رات کے وقت کہیں اکیلا چلاجاتا تھا کہ دو آدمیوں نے اُسکو زبردستی پکڑکر جہاز پر جمیکا روانہ کردیا۔ اِن دو آدمیوں کا ارادہ تھا کہ اسکو جمیکا لیجاکر بیچڈالیں۔ جس جگہ یہ واقعہ ہوا تھا وہاں ایکعورت بی بی بریک نامی رہتی تھی اُس نے اُس بیچارے حبشی کا رونا چلانا سُنکر شارپ صاحب کو (جو اُس زمانہ میں حبشیوں کے دوست مشہور تھے) اِس حال سے مطلع کیا۔ صاحب فوراً اُس جگہ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ جہاز جس میں وہ قیدی تھا کھل گیا۔ مجبور صاحب نے جہاز کے روکنے کے لئے فوراً پروانہ حاصل کیا بالآخر جب وہ حبشی لنڈن لایا جاچکا تو شارپ صاحب نے اُن ظالم تاجروں کے نام کا وارنٹ حاصل کیا۔ جیسی ہمت اور چستی کہ شارپ صاحب نے اِس کام میں کی ویسی دوسروں سے ہونی مشکل ہے۔ لیکن وہ ادرسے صاحب کی اولوالعزمی کہ ایسی چستی پر بھی اپنی سستی کے قایل ہیں۔ غرض مقدمہ دائر ہوا اور جج صاحب نے غلام کو چھوڑ دیا۔ اِس زمانہ تک انگلستان میں حبشیوں کی آزادی ایک تصفیہ طلب بات تھی لیکن شارپ صاحب اپنے کام میں ویسے ہی مستعد اور قایم تھے۔ سیکڑوں حبشیوں کو ظلم اور تعدی سے بچاتے رہے آخرش جیمس سمرسٹ کے مقدمے نے انگلستان کی آزادی کا پورا تصفیہ کردیا۔ اِس مقدمے سے انگلستان کی آزادی مکمل اور بےخلش ہوگئی۔

اسکا قصہ اسطرح ہے کہ ایک حبشی سمرسٹ نامی کو ایک تاجر انگلستان پکڑ لایا تھا - یہاں جب اُس نے دیکھا کہ اِس ضعیف اور ناتوان سے میرا کام نہیں نکل سکتا تو مجبور ہو کر اُسے چھوڑ دیا - چند دنوں کے بعد جب اُس نے اس حبشی کو صحیح اور توانا پایا تو لالچ نے اُسے آگھیرا اور اُسکی گرفتاری کی فکر میں ہوا - شارپ صاحب اُس حبشی کے طرفدار ہو گئے - مقدمہ دائر کیا گیا لارڈ مینس فیلڈ نے یہ فرمایا کہ یہ ایک جمہوری حق کا مقدمہ ہے اِسمیں کُل ججوں کی رائے لینی ضرور ہے - اِسوقت شارپ صاحب نے دیکھا کہ مجکو ایک بہت سخت مقابلہ کرنا ہے - اِسوقت مجھے اپنی پوری کوشش اور قوت کا استعمال کرنا ضرور ہے لیکن خیریت یہ گذری کہ خدا کے فضل سے کئی بڑے قانون دان اُسوقت ہمارے ہی جانب ہو گئے - غرض مقدمہ پیش ہوا اور اس بات پر بحث شروع ہوئی کہ کیا ہر شخص انگلستان میں آزاد ہے؟ اس بابت اُن سب بحثوں کا بیان کرنا فضول ہے - غرض جب بحثیں ہوئیں بالآخر لارڈ مینس فیلڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ "بیشک یہ بات ہر طرح ثابت ہو گئی کہ انگلستان میں کوئی غلام نہیں رہ سکتا اِسلئے سمرسٹ رہا کیا گیا" اِس فیصلہ کی مدد سے شارپ صاحب نے انگلستان سے غلامی کو نیست و نابود کر دیا اور اب اِسوقت سے انگریزوں کا یہ فخریہ دعویٰ کہ "کوئی غلام جسوقت انگلستان کی مبارک زمین پر قدم رکھتا ہے فوراً اُسیوقت اُسے آزادی کا خلعت عطا ہوتا ہے" - بیشک بہت سچا ہو گیا -

سبحان اللہ اِس دنیا میں کیسے کیسے خدا کے نیک بندے پیدا

ہوئے ہیں۔ انہیں کی بدولت انگریزوں نے یہ اعزاز حاصل کیا انہیں کے جوش دلانیوالی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ آجکل اہل انگلستان تہذیب شائستگی میں مثل گنے جانے لگے۔

گرینول شارپ صاحب نے اور کون کون عمدہ کام کئے اسکی تفصیل بہت طول ہے۔ انہوں نے ایک جزیرہ سیرہ لیون نامی ان حبشیوں سے بسایا جو بیچارے غلامی کے ظلم سے ستائے جاتے اور بھاگ کر اس جزیرہ میں آتے اسوقت انگلستان کے انگریز دوسرے ملک یا جزیرہ کا کام کرنیکے لئے زبردستی جہاز پر سوار کرا کے روانہ کئے جاتے اور بیچارے غریب مظلوم بقصور جلاوطن اور غریب دیار ہوتے تھے۔ شارپ صاحب نے اس ظلم کے دفعیہ میں بھی کوشش کرنی چاہے مگر ڈاکٹر جانسن[1] انگلستان کا نامی منشی ان کے خلاف میں اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی پرزور تقریر لکھی کہ جسکا جواب دینا مشکل تھا۔ خود شارپ صاحب راقم ہیں کہ بڑے بڑے الفاظ اور باریک باریک دلیلیں میرے مقصد کو کبھی آزار نہیں پہنچا سکتیں۔ ایسی تقریریں میرے مضبوط دل کو ہلا نہیں سکتیں۔ اگرچہ مجھے اُن دلیلوں کے جواب دینے کی لیاقت نہیں لیکن پھر بھی میرا دل اُن دلیلوں کو ہرگز نہیں مانتا۔ جب انگلستان اور امریکہ میں لڑائی پھیلی تو گرینول شارپ گورنمنٹ انگلستان کو مجبور سمجھکر اپنے عہدہ سے

---

[1] جانسن انگلستان کا ایک بہت بڑا نامی منشی تھا اس کی تصانیف مشہور اور معروف ہیں ۱۷۰۹ء میں پیدا ہوا تھا اور لنڈن میں ۱۷۸۴ء میں مر گیا۔

دست بردار ہو گئے - وہ لکھتے ہیں کہ "اگرچہ اٹھارہ برس سے نوکری کرتے کرتے
مجھے اپنے عہدہ کا کام کرنے میں بہت بڑا ملکہ ہو گیا ہے اور میری اوقات
بسری بھی بظاہر اسی نوکری پر منحصر ہے لیکن جو گورنمنٹ کہ اپنی ایک
نیک اور بیگناہ رعایا کا خون کر رہی ہے اُسکی نوکری کرنے میں اپنی دیانت
اور عزت کے خلاف سمجھتا ہوں" صاحب موصوف نے بہتیری سوسائیٹیاں
بھی قایم کیں اور ایک بہت بڑی سوسائیٹی غلاموں کی آزادی کے لئے
بھی قایم کی - اس زمانہ میں بہتیرے اچھے اور نامی لوگ اِنکے معین ہو گئے
تھے اور وہ خواہش جو پہلے صرف ایک اِنہی کے دلوں میں تھی - اب عام
باشندگان انگلستان کے دلوں میں پھیل گئی تھی کلارکسن[ف۱] - ولبرفورس[ف۲]
بروھم[ف۳] - بکسٹن[ف۴] جیسے لوگ اِن کے دوست اور مددگار تھے اِن

ف۱ کلارکسن - انگلستان کے ایک بہت بڑے بہی خواہ گذرے ہیں ابطال غلامی میں یہ بھی ساعی تھے ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۸۴۶ء میں مر گئے -

ف۲ ولبرفورس - انگلستان کے تاجر کا لڑکا تھا - یہ شخص بھی انگلستان کے ایک بہت بڑے بہی خواہوں میں گذرا ہے ابطال غلامی میں یہ بھی شریک تھا ۱۷۵۹ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۳۳ء میں مر گیا -

ف۳ بروہم - ملک اسکاٹ لینڈ کا ایک معزز شخص تھا - لیاقت علمی اسکی مشہور ہے - فصاحت بھی اسکی ضرب المثل تھی - پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا - کئی عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہا - شہر اڈنبرا میں ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۸ء میں مر گیا -

ف۴ بکسٹن - دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۵ -

نیک بندگان خدا کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساری قلمرو انگلستان اور سلطنت برطانیہ سے غلامی مفقود اور معدوم ہوگئی۔

اِن مُعینوں میں سے بکسٹن صاحب کے سوانح عمری لکھنے کے قابل ہے۔ جب اِن کے والد نے قضا کی تھی تو یہ ایک ننھے سے بچے تھے لیکن خدا کے فضل سے اِن کی ماں ایک نہایت ہی عاقلہ عورت تھیں۔ اُنکی کوشش ہمیشہ یہی رہتی کہ یہ لڑکا برائیوں سے بچا رہے اور قوت فیصلہ خود اسی کے دل میں پیدا ہو۔ اسکا فیصلہ اور تصفیہ وہ خود ہی کرے کہ مجھے اس جہان میں کیا کرنا چاہئے۔ جب کبھی کوئی پڑوسی اِن سے کہتا کہ بی بی تمہارا لڑکا بہت ہی خود رائے ہے جو اُسکے دل میں آتا ہے وہی کرتا ہے کسی کی نہیں سُنتا تو وہ جواب دیتیں کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ ابھی وہ خود رائے ہے۔ لیکن آخر آپ دیکھئے گا کہ اسکا نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔ بکسٹن صاحب نے اسکول میں کچھ بھی نہ سیکھا۔ یہ اپنے اسکول میں نہایت ہی کاہل اور بڑے بیوقوف تصور کیے جاتے تھے۔ ماسٹر جو کچھ انہیں لکھنے کو کہتا یہ اُسے دوسرے لڑکوں سے لکھوا لیتے اور خود کھیلا کرتے۔ پندرہ برس کے سن میں یہ اپنے گھر آتے۔ قد میں بہت لمبے چوڑے کسی مصرف کے نہیں۔ کُشتی کھیلنا۔ شکار کرنا۔ گھوڑے پہ چڑھنا۔ کھیتوں میں دوڑتے پھرنا یا ایک آوارہ شکاری آدمی کے ساتھ دن کاٹنا۔ بس یہی اِن کا مشغلہ اور یہی اِن کا کام تھا۔ یہ شکاری پڑھا لکھا تو نہ تھا لیکن بہت نیکدل تھا۔ اِس زمانہ میں جبکہ بکسٹن صاحب کی عادتیں پختہ ہونے ہی کو تھیں کہ

اتفاقاً گرنی خاندان کے آدمیوں سے اِن کی ملاقات ہوگئی۔ یہ لوگ نہایت
ہی مہذب۔ نیک اور خیر خواہ خلایق تھے۔ بکسٹن صاحب لکھتے ہیں کہ اس
نیک خاندان کے آدمیوں کی ملاقات نے میری زندگی کی کثافت اور زنگ
کو جلا دیا۔ بلکہ اُسپر جلا کر دی۔ اُن لوگوں نے انہیں محنت اور تحصیل علوم
کا شوق دلایا۔ بالآخر بکسٹن صاحب نے ڈبلن یونیورسٹی میں پڑھنا شروع
کیا اور جب اپنے امتحان میں کامیاب ہوکر اور یونی ورسٹی کا خطاب
حاصل کرکے گھر لوٹے تو اِسی گرنی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کی۔
اور گرانی کا کام کرنے لگے۔ یہ ایسا جرأت اور ہمت والا آدمی تھا کہ کبھی
کسی کام میں بیدل نہیں ہوتا۔ وہی لڑکپن کی خود رائی اب اِن کی نیک چلنی
اور دلیری کا ایک جزو اعظم ہوگئی۔ اُن کا قد چھ فیٹ چار انچ لنبا تھا۔
اسی لئے اِن کے دوست ہنسی سے اِن کو بکسٹن ہاتھی کہا کرتے۔ یہ شخص جس
کام پر پڑتا اُسکو کر ہی چھوڑتا۔ ایک تجارت کے کارخانہ میں یہ شریک اور
منیجر مقرر ہوئے۔ انہوں نے اِس بڑے کارخانہ کو ایسی عمدگی اور خوش
انتظامی سے پھیلایا کہ اِس کارخانہ میں جان آگئی۔ اِن کی بہتر تدبیروں کا
اثر اِس کارخانہ کے ہر رگ و ریشہ میں تیر گیا۔ اِسکے علاوہ انہوں نے قانون کی
بھتیری کتابیں پڑھیں۔ کتابوں کے پڑھنے کے بارہ میں ان کی یہ نصیحت ہے
کہ جب کسی کتاب کو شروع کرو تو ضرور اُسکو ختم بھی کرو اور کبھی کوئی کتاب
ختم نہیں ہوسکتی جب تک اُسکے مضامین تمہارے اپنے نہ ہوجائیں کسی
کتاب کے ہر صفحہ کو دیکھ جانا بس یہی اُس کا ختم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اُن

کتاب کا پورے طور سے مالک ہو جانا۔ اُس کے ہر مضمون ہر بار یکیوں کا اپنے قبضہ میں آجانا۔ بس یہ بیشک اُس کتاب کا ختم ہونا کہا جا سکتا ہے۔

جب کسی کتاب کو پڑھو تو پورے دل اور پورے دماغ سے پڑھو۔

بکسٹن صاحب جب بتّیس برس کے ہوئے تو پارلیمنٹ میں داخل ہوئے اور غلاموں کی آزادی میں بہت کچھ زور مارا۔ از لھم خاندان کی ایک عورت سے اِن کی ملاقات ہوگئی تھی۔ اِس عورت کا نام پرس سیلا تھا یہ عورت بہت ہی ذہین اور اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ سے آراستہ تھی ۱۸۲۱ء میں اُس نے قضا کی۔ مرتے وقت اُس نے کئی بار بکسٹن صاحب کو اپنے پاس بلایا اور اُن کو بہت تاکید سے کہا کہ "بھائی دیکھنا غلاموں کی آزادی کا بڑا خیال رکھنا"۔ بکسٹن اُس عورت کی وصیت کو کبھی نہ بھولے بلکہ اُس کی یادگار رہنے کے لئے اپنی ایک لڑکی کا نام "پرس سیلا" رکھا۔ اِس نیک بخت مرحومہ عورت کی نیک نیتی کی تاثیر دیکھئے کہ جس دن (یعنی ۱۸۳۴ء) میں یہ لڑکی بیاہ کر اپنے سسرال گئی اتفاق سے اُسی دن قلمرو برطانیہ سے سارے غلام آزاد ہوگئے۔ چنانچہ بکسٹن صاحب نے اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ "بھائی دلہن ابھی اپنے سسرال رخصت ہوئی ہے اور سب باتیں خدا کی مہربانی سے بہت اچھی طرح پر طے ہوگئیں۔ اب آج ایک غلام بھی قلمرو برطانیہ میں نہیں رہا"۔

بکسٹن صاحب کوئی بڑے ذہین آدمی نہ تھے اور نہ کچھ ایسے بڑے عالم اور نہ کسی امر کے موجد ہی تھے۔ لیکن صرف ایک بڑے کوشش

کرنیوالے سچے مستعد اور دلیر آدمی تھے - چنانچہ اپنے چال وچلن کا حال اُنھوں نے خود لکھا ہے اور بیشک وہ اِس قابل ہے کہ اُس کو ہر جوان آدمی - اپنے دل پر نقش کا لحجر کرے - جوں جوں میری عمر بڑھتی جاتی ہے مجھے اِس بات کا زیادہ تر یقین ہوتا جاتا ہے کہ کمزور اور دلیر - بڑے اور چھوٹے انسان میں امتیاز اور فرق صرف دلیری اور مضبوط ارادوں ہی سے ہے جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے پر مستعد ہو تو اُسکو چاہیے کہ ضرور پہلے ہی سمجھ رکھے کہ بس اب موت ہے یا فتح - اور پھر درمیان میں اُس کام کو ہرگز ہرگز چھوڑ دے

ع یا تن رسد بہ جاناں یا جاں زتن برآید - بس یہی ایک ایسی قوت ہر انسان میں دی گئی ہے جسکے ذریعہ سے وہ دنیا بھر کے کام ضرور کر سکتا ہے ورنہ بیوپاؤں کا جانور کیسا ہی ذہین اور کیسی ہی عمدہ حالت اور عمدہ موقع میں کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز انسان نہیں بن سکتا ؎

باب (۴)

محنت اور استقلال

گوئیت نقطے خدا را گوش دار گر تو مردی محنتے کن پائیدار
شرم گر داری بیاموز از مگس محنتِ روزینہ بالطیب نفس

اس زندگی میں بہت بڑے بڑے کام آسان ذریعوں اور اوسط درجہ کی لیاقت سے ہی ہوتے ہیں - روزمرہ کی ضرورتیں اور فرائض ایسے ہیں کہ اگر انسان ان پر غور کرے تو بہت اچھا تجربہ حاصل کر سکتا ہے اگر ترقی کو ایک راہ تصور کریں تو یہ راہ بعض نیکیوں کی قدیم سڑک پر بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے - وہ نیکیاں کیا ہیں ؟ وہی محنت - سچائی - استقلال اور دیانت داری -

لوگ دولت کو اندھی کہکر بدنام کرتے ہیں - لیکن سچ پوچھو تو دولت اتنی اندھی نہیں ہے جتنے اندھے آدمی ہیں - اگر انسان کے عملی حصہ پر غور کیا جائے تو یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ دولت محنتیوں ہی کی طرفدار ہے - ہوا

اور مدرج اچھے جہاز رانوں ہی کی بہی خواہ ہے - صحیح کوشش اور کامیابی ایک ساتھ چلتی ہے وہ چیزیں جو کامیابی کے لئے لازم و ملزوم ہیں وہ بہت عجیب و غریب نہیں ہیں - اُنہیں ہم دو لفظوں میں کہے دیتے ہیں وہ عام عقل اور مستقل محنت ہے ذہانت اُس کے لئے کوئی ضروری لازمہ نہیں ہے - اعلےٰ درجہ کے ذہین بھی چونکہ محنتی تھے اس لئے اس درجہ پر پہونچے بہتیرے عقلا اس بات کے قائل ہی نہیں ہیں کہ ذہانت اور منجھی ہوئی عام عقل میں کچھ فرق بھی ہے - چنانچہ جان فاسٹر[1] صاحب لکھتے ہیں کہ "ذہانت بس یہی فطرتی نور کو روشن رکھنے کا نام ہے" بفن[2] صاحب کی راے میں ذہانت اور صبر (یعنی مشکلوں کی برداشت کی قوت) دو چیز ہی نہیں -

انگلستان کے کل علما آج اس بات پر متفق ہیں کہ نیوٹن[3] ذہانت میں اپنے وقت کا یکتا تھا - اُسوقت کوئی اُسکا ثانی نہ تھا لیکن جب اُس سے

---

[1] جان فاسٹر - شہر ہیلیفکس میں (جو انگلستان کے صوبہ یارک شائر میں واقع ہے) پیدا ہوا تھا اسکی عبارت بہت عمدہ اور خیالات اعلیٰ تھے - اسکی تصنیف کی ہوئی کتاب کا نام "ڈیسیشن آف کیریکٹر" قوت فیصلہ" ہے - سنہ ۱۷۷۰ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۴۲ء میں مرگیا -

[2] بفن صاحب - شہر برگنڈی میں پیدا ہوا تھا - علم طبعی میں اس نے بڑی لیاقت حاصل کی تھی سنہ ۱۷۰۷ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۸۸ء میں مرگیا -

[3] نیوٹن - ملک انگلستان کا مشہور اور بڑا نامی حکیم جسکے معلومات اور ایجاد کئے ہوئے مسئلوں پر کل انگریزوں کو ناز ہے سنہ ۱۶۴۲ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۲۷ء میں مرگیا -

بھی لوگوں نے ایکبار پوچھا کہ "آپ نے اتنی نئی نئی باتیں کیوں کر نکالیں" تو اُس نے یہی جواب دیا کہ "چونکہ میں برابر سوچتا رہا" ایک بار لوگوں نے اُس سے سوال کیا کہ "آپ پڑھتے کس طرح ہیں" جواب دیا کہ "مجھے جب کسی مضمون کو سمجھنا اور دریافت کرنا ہوتا ہے تو اُس مضمون کو دل کی نظر کے سامنے رکھے رہتا ہوں اور اس بات کا منتظر رہتا ہوں کہ حق کی روشنی جلوہ گر ہو۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد مطلع صاف ہو جاتا ہے اور پوری بات سمجھ میں آجاتی ہے" نیوٹن پر کیا منحصر ہے جتنے کاملین تھے سب ہی محنتی تھے۔ نیوٹن کا تو یہ حال تھا کہ جب ایک کام کرتے کرتے تھک جاتا تو دوسرے کام میں ہاتھ لگا دیتا اور کہتا کہ میں اسی کو تفریح سمجھتا ہوں"۔

محنتیوں نے دنیا میں ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ بعض حکمائے تو اُن شبہ میں آگئے کہ آیا ذہانت سے بھی کوئی نفع ہے یا نہیں؟ بعض کی رائے تو یہاں تک گئی کہ ہر شخص شاعر۔ مقرر اور مصور ہو سکتا ہے۔

مسٹر جے پی بڈر صاحب انگلستان کے ایک بڑے نامی انجینیر گذرے ہیں۔ اِن کی زبانی حساب بنانے کی لیاقت بہت مشہور ہے۔ صاحب موصوف اپنی ترقی کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ "میں نے جو خوب غور کیا اور اپنے دل و دماغ کو دوسروں کے دل و دماغ سے تولا تو دونوں میں کوئی تفرقہ نہیں پایا۔ اگر کچھ تفرقہ کہا جاسکتا ہے تو بس اتنا ہی ہے۔ کہ میں نے چونکہ زبانی حساب بنانے میں کچھ زیادہ محنت کی تھی اس وجہ سے دوسروں سے ذرا جلد حساب بنا لیتا ہوں۔ بڈر صاحب کا باپ مستری

تھا اِن کے بھائی نے بچپن میں اِن کو سو تک گننا سکھا دیا تھا - یہ بچپنے میں برابر سو تک گنا کرتے - عدد دس سے گویا انھیں ایک قسم کی موافقت ہوگئی تھی چند دنوں کے بعد انہوں نے چند دانوں کو جمع کرکے آپ سے آپ پہاڑا یاد کرنا شروع کیا - چنانچہ اسی طرح دس تک کا پہاڑا اُنھوں نے اچھی طرح یاد کرلیا - اِن کے گھر کے پاس ایک لوہار رہتا تھا - یہ اُس کے یہاں اکثر جاکر بیٹھا کرتے - ایکبار کسی نے پوچھا کہ "نو نوا کتنا" ؟ صاحب نے فوراً جواب دیا "اکاسی" پھر تو لوگوں نے اِن سے چھوٹے چھوٹے کئی سوالات کیے اور سب کا ٹھیک ٹھیک جواب پاکر سب حیرت میں آگئے - پھر تو اِس کا تذکرہ پھیلا - اب تو ہر شخص اِن سے سوال پوچھتا ہے اور خوش ہوکر ایک پیسہ بطور انعام دیتا ہے - انعام اور تعریف نے صاحب کے دل کو حساب کی طرف اَور بھی متوجہ کیا - پھر تو اُنھوں نے ہزار تک کا پہاڑا سیکھا اور اس کے بعد کروڑ تک کا پہاڑا یاد کیا - اب تو اِس لڑکے کی ایسی شہرت ہوئی کہ اس کے حالات اخباروں میں چھپنے لگے اور لوگوں نے اِس کی تصویریں کھینچ لیں تھوڑے دنوں کے بعد یہ کرانی کے کام پر نوکر ہوئے اور اُس کے بعد انجنیر کا کام کرنے لگے اور بڑی شہرت حاصل کی - ایک دفعہ بڈر صاحب نے ایک کمیٹی میں اسپیچ دیتے وقت کہا کہ میں نے برسوں زبانی حساب سیکھنے اور یاد رکھنے کی کوشش کی تھی - اِس سے روزمرہ کے کاموں میں بھی مجھے فائدہ ہوا اور لوگ میری طرف متوجہ بھی ہوئے اور اِس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں ایک عام مزدوری کی حالت سے ترقی پاکر اِس حالت کو پہونچا

کہ آج اس انجمن کا میر انجمن ہوں اور آپ لوگوں کے سامنے اسپیچ دے رہا ہوں ڈالٹن صاحب جو علم کیمیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ہیں اپنی ذہانت کی وجہ صرف محنت اور عمدہ باتوں کا جمع کرنا بتلاتے ہیں جان ہنٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "میرے دل کی مثال شہد کی مکھی کے چھتے کی سی ہے دور سے تو اُجڑا ہوا پریشان معلوم ہوتا ہے - لیکن جب غور کرکے دیکھو تو انتظام اور سلسلہ سے ہرگز خالی نہیں - اس میں شہد کی سی عمدہ اور سودمند باتیں دور دور سے لاکر بھری گئی ہیں" - اگر کُل بڑے بڑے عالموں - موجدوں - ہنرمندوں کے سوانح عمری پر غور کریں تو یہ بات بے شک بہت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اُن لوگوں کی کامیابی محض محنت کی بدولت تھی - اُن لوگوں نے محنت سے ہر چیز کو سونا بنا ڈالا یہاں تک کہ وقت کو بھی ڈزریلی صاحب کی رائے ہے کہ ترقی کاموں کے پورا اور پختہ کرنے پر منحصر ہے لیکن کیا یہ کاموں کا پورا اور پختہ ہونا محنت کے بغیر ممکن ہے ؟ ہرگز نہیں -

جن آدمیوں نے اس دنیا میں ایک ہل چل ڈال دی ہے وہ اتنے ذہین نہ تھے جتنے متحمل - صابر - بے خوف اور محنتی تھے - ملک اطالیہ

لہ ڈالٹن - انگلستان کا مشہور حکیم بہت ہی غریب آدمی تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی اسکی تصانیف علم کیمیا میں مشہور ہیں اسنے ال ال ڈی کا خطاب حاصل کیا تھا - ۱۷۶۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۴ء میں مر گیا -

لہ ڈزریلی کا حال صفحہ ۱۶ و ۱۷ پر دیکھو -

کی ایک ضرب المثل ہے کہ جو شخص آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر چلتا ہے وہ بہت دور تک چل سکتا ہے۔

سمندِ بادپا از تگ فروماند شتربان ہمچناں آہستہ می‌راند

اگر ہم لوگوں کو محنت کی عادت پڑ جائے تو سب کام آپ سے آپ آسان ہو جائیں۔ سر رابرٹ پیل نے جو انگلستان کی پارلیمنٹ میں اسقدر شہرت حاصل کی کیا وہ ذہانت کی وجہ سے ہوئی؟ ہرگز نہیں بلکہ محض محنت کی وجہ سے۔

اسپِ لاغر میاں بکار آید روزِ میداں نہ گاؤِ پرواری

صاحب موصوف جب بہت چھوٹے سے بچے تھے تو ان کے باپ کی یہ عادت تھی کہ ان کو میز پر بٹھا دیتے اور انہیں زبانی تقریر کرنی سکھاتے پہلے تو ان کی بہت تھوڑی ترقی ہوئی لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ یہ پورا وعظ یا اسپیچ بے تکلف کہتے۔ جب پارلیمنٹ میں لوگ سر رابرٹ پیل صاحب کو اسپیچوں کا جواب دیتے ہوئے دیکھتے تو تعجب کرتے لیکن صاحب موصوف کو یہ لیاقت کچھ یکایک نہیں ہو گئی تھی بلکہ بچپن کی لگی ہوئی عادت تھی۔

ستار بجانا کیسا آسان کام معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں تھوڑا کمال بھی حاصل کرنے کے لئے کتنی محنت درکار ہے۔ ایک نوجوان نے گیبارڈنی صاحب سے پوچھا کہ کتنے زمانہ کے بعد میں آپ کی طرح

ؔ سر رابرٹ پیل کا حال دیکھو صفحہ ۱۷۰۔

ستار بجانے لگوں گا؟ صاحب نے جواب دیا کہ اگر بارہ گھنٹہ روزانہ کے حساب سے چوبیس برس تک لگاتار محنت کرو"۔

ترقی کی چال بہت سُست ہے۔ بڑے نتیجے بہت جلد ظہور میں نہیں آتے۔ انسان کو ایک ایک قدم کرکے چلنا پڑتا ہے ڈی میسٹر صاحب کہتے ہیں کہ "انتظار کھینچنے کی عادت ڈالنی کامیابی کے بھید سے واقف ہوجاتا ہے وقت اور صبر کے ذریعہ سے توت کی پتیاں بھی ساٹن بن جاتی ہیں"۔

ہر وقت بشاش رہنا۔ کام کو خوشی سے کرنا بہت ہی ضروری امر ہے ایک بڑے شخص کا قول ہے کہ ہمیشہ بشاش اور خوش رہنا۔ دینی کمالات کے دس حصّوں میں سے نو حصے حاصل کرلینا ہے سڈنی اسمتھ صاحب شہر ایک شائر میں پادری کا کام کرتے تھے اور یہ کام اُن کی طبیعت کے بالکل خلاف تھا۔ ایک دن ان کے ایک دوست نے اُن سے پوچھا کہ اس کام میں آپ کا جی لگتا ہے یا نہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ "بھائی! اپنے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا ہے کہ اس عہدہ کو پسند کروں گا اور اس سے راضی ہوجاؤنگا بس اُسکو محض نامردی اور بزدلی سمجھتا ہوں کہ تمام شکایت کرتا پھروں کہ۔

لہ سڈنی اسمتھ صاحب انگلستان کا مشہور پادری اور نامی مصنف تھا اِسکی تحریریں بہت پڑھنے ہیں۔ ایک زمانہ تک اِسنے ایک رسالہ کی اڈیٹری بھی کی تھی شہر اسکس میں ۱۷۷۱ء میں پیدا ہوا تھا اور لنڈن میں ۱۸۴۵ء میں مرگیا۔

مجھ پر ظلم ہوا ہے اور میں نہایت پریشان ہوں"۔

وہ اشخاص جن کی ذات سے لوگوں کو نفع پہونچا۔ ہے اکثر بلا یقین نفع اور کامیابی کے زمانہ دراز تک کام کرتے رہے ہیں۔ کوئی اُن کا حامی اور مددگار نہ ہوا۔ جس تخم کو انہوں نے بویا تھا وہ برف کے نیچے دبا رہا۔ اور اکثر یہ بھی ہوا ہے کہ اسکے موسم بہار کے قبل ہی اُسکا کسان قبر میں جاکر سو رہا آدم اسمتھ صاحب نے تمدن اور معاشرت میں جو کتابیں لکھی تھیں اُنکو اُنکے زمانہ میں کسی نے دیکھا تک نہیں۔ ستر برس تک وہ کتابیں جوں کی توں پڑی رہیں۔ اِسکے بعد لوگ اُس سے فی الجملہ نفع اُٹھانے لگے چنانچہ اِس اُنیسویں صدی میں بھی اِن کتابوں کی قدر جیسی چاہیے نہ ہوئی اور جو حق اُن کتابوں سے نفع پانیکا ہے لوگوں نے نہیں پایا۔

مایوس اور نا امید ہو جانا ایک ایسی بلا ہے کہ خدا اِس سے ہر انسان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اِس سے بھلا چنگا انسان مٹی میں مل جاتا ہے امیدوں کی مثال آفتاب کی ہے۔ جو شخص ان کی طرف رُخ کرتا ہے اُس کی مصیبتیں سایہ کی طرح اُسکے سامنے سے ٹل جاتی ہیں"۔ کیونکر کام کروں، کس طرح خوش رہوں، دنیا نہایت خراب جگہ ہے" ایسے جملے اُنھی کی زبانوں

ف۵ آدم اسمتھ صاحب اسکاٹ لینڈ کا مشہور حکیم تھا۔ اِس کی تصنیف "سیاست مدن" میں بے مثل ہے۔ کالج کی ایک زمانہ تک پروفیسری کی تھی ۱۷۲۳ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۰ء میں مر گیا۔

سے نکلتے ہیں جن کی امیدیں معدوم ہوگئیں جنہوں نے اپنے کو آپ اپنے ہاتھوں تباہ کر ڈالا ہے۔

ڈاکٹر ینگ[۵۱] صاحب ایک بڑے حکیم گذرے ہیں انکا یہ مقولہ تھا کہ جس کام کو ایک انسان کرسکتا ہے اسکو دوسرا بھی ضرور کرسکتا ہے۔ ایکدفعہ صاحب موصوف گھوڑے پر سوار کہیں چلے جاتے تھے اور مسٹر بارسلی[۵۲] صاحب انکے ہمراہ تھے۔ ایک نالا ان دونوں صاحبوں کی راہ میں حائل ہوگیا۔ بارسلی صاحب جو گھوڑے کی سواری اچھی طرح جانتے تھے ایڑ مارتے ہی اُس کنارہ تھے۔ ینگ صاحب نے بھی کوشش کی۔ لیکن گھوڑے پر سے گر پڑے چوٹ کھائی۔ چاہئے تھا کہ وہ اس سے ہمت ہار جاتے۔ سو بجنیر پھر فوراً گھوڑے پر سوار ہوے اور نالے کو پھاند جانا چاہا لیکن پھر بھی گرے۔ اسپر بھی اُنھوں نے ہمت نہ ہاری اور تیسری بار پھاند ہی گئے لوگوں کو یہ ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوگی لیکن انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے

---

۵۱ ڈاکٹر ینگ صاحب انگلستان کا مشہور حکیم تھا۔ فن طبابت میں ڈاکٹری کا خطاب حاصل کیا تھا ملک جرمنی کے کالجوں میں تحصیل علم کی تھی اسنے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں ۱۷۷۳ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۲۹ء میں مرگیا۔

۵۲ مسٹر بارسلی صاحب اسکاٹ لینڈ کے پادری تھے۔ دین عیسوی میں ایک نئے فرقہ کی موجد گذرے ہیں۔ فن مباحثہ میں کمال رکھتے تھے برسٹل اور کئی لنڈن کے مقاموں میں وعظ کہتے پھرے اور آخر ۱۷۹۸ء میں رحلت کر گئے۔

انسان کے اندرونی چال چلن کی کیفیت کھل پڑتی ہے۔

اڈوبن صاحب مصوّر کہتے ہیں کہ میں نے کئی سال کی محنت میں پچاس عمدہ تصویریں بنائیں اور انہیں ایک بکس میں بند کر کے اپنے ایک دوست کے حوالہ کر دیا اور خود سفر کو چلا گیا۔ چلتے وقت میں نے اپنے اُس دوست پر اس کی حفاظت کی بڑی تاکید کر دی تھی۔ جب میں سفر سے واپس آیا اور اس بکس کو اُن سے لے کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوہے نے اِن کُل تصویروں کو کُتر ڈالا ہے۔ اور اُس صندوق میں اپنے بچوں کے رکھنے کے لئے گھر بنایا ہے۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہوا کہ میں پہلے تو متردد ہوا لیکن پھر دل میں سوچا کہ آخر ہوا کیا؟ میں اس سے کہیں عمدہ تصویریں بنا لوں گا۔ چنانچہ میں بخوشی اُس سے درگذرا اور پھر اپنے کام میں مشغول ہوا اور خدا کے فضل سے اُس سے بھی عمدہ تصویریں بنالیں جس کسی کو ایسا واقعہ پیش آیا ہوگا وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کتنی بڑی بات تھی اور صاحب موصوف نے کیسی ہمت اور دلیری کو راہ دی اور حقیقتاً صابر اور نیکدل تھے۔

ف۵ اڈوبن صاحب۔ امریکہ کے مشہور مصوّر اور علم طیور سے پورے واقف تھے یہ دو بار انگلستان بھی گئے اور ہر جگہ ان کی قدر و منزلت ہوئی۔ اِنکی کتاب طیور کے حالات میں بہت بڑی ہے اور ایسی ہے کہ کبھی پہلے نہ لکھی گئی تھی ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۵۱ء میں شہر نیویارک میں مر گئے۔

لارڈ[1] لائیل صاحب انگلستان کے نامی مورخ اور حکیم نے بڑی جانفشانی سے ایک کتاب تصنیف کی اور اس کتاب کا نام "فرانس کی بغاوت" رکھا۔ اس کتاب کا ایک حصہ چھپ چکا تھا اور دوسرا حصہ چھپنے کو باقی تھا۔ اس مسودہ کو ان کے ایک دوست ان سے لے گئے اور لے جا کر اپنے گھر میں کھڑکی پر رکھ دیا۔ ان کے نوکر کی ایک نئی ماما نے دیکھا اور اُسے پڑا دیکھ کر سمجھا کہ یہ ردی کا غذ ہے جلا دیا۔ جب یہ خبر لارڈ لائیل صاحب کو پہونچی تو وہ سناٹے میں آگئے۔ لیکن باستقلال تمام پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ اُس دوسرے حصے کو نئے سرے سے تمام کر ہی چھوڑا۔ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ناحق غصہ ہو کر پریشانی میں اُلجھا رہتا اور اُس سے وہ کتاب بھی تمام نہ ہوتی۔

دُنیا میں جن آدمیوں نے نئی نئی چیزیں نکالی ہیں اُنکے سوانح عمری پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت مستقل مزاج اور محنتی تھے۔

---

[1] لارڈ لائیل۔ انگلستان کا مشہور حکیم اور مورخ۔ جس کی تصانیف کا اثر انگلستان پر اتنا ہوا کہ کسی مصنف سابق کا نہ ہوا تھا۔ اس کی عبارت اس کے مضامین عجیب مزا لے طرز کے ہیں۔ ملک اسکاٹ لینڈ میں ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوا اور کئی مہینے ہوئے کہ قضا کی۔ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کوئین وکٹوریا کی جب اس مصنف نے ملاقات کی تو اس طرح باتیں کیں جس طرح کوئی آدمی کسی عام شخص سے باتیں کرتا ہو۔ مگر ہماری ملکہ کو اسکا رنج نہ ہوا بلکہ خوش ہوئیں اس شخص کی سوانح عمری لکھی گئی ہے۔

اسٹیفن سن[ف۱] صاحب نے جب پندرہ برس تک لگاتار محنت کی تب ریل کی
کل اس حالت تک پہونچا کہ وہ لوہے کی سڑک پر چلنے لگی ۔

جیمس واٹ[ف۲] ریل کی کل کو تکمیل پر پہونچانے کے لئے تیس برس تک
محنت کرتے رہے سر والٹر[ف۳] اسکوٹ صاحب نے اتنی کتابیں تصنیف کی ہیں
کہ آدمی انہیں برسوں پڑھا کیجئے تب بھی تمام نہ ہوں ۔ یہ کرانی
کا کام کرتے تھے ۔ آفس کے معمولی وقت پر انہیں آفس جانا ضرور صرف
صبح کو جتنی دیر ملتی تھی اسی میں وہ کتابیں تصنیف کرتے تھے ۔
آفس میں ان کو فی صفحہ دو آنے ملتے تھے ۔ یہ روزانہ ایک سو بیس صفحے
نقل کرتے تھے اور پندرہ روپے روزانہ پیدا کرتے تھے ۔ انکا یہ معمول تھا کہ جب

ف۱ اسٹیفن سن صاحب ۔ انگلستان بلکہ سارے جہان کے بہی خواہوں میں درجہ اعلےٰ کا بہی خواہ اور ایک انجنیر تھا جسکی کوششوں سے انگلستان میں ریل گاڑی جاری ہوئی اسکو اس بات میں بہت مزاحمتیں پیش آئیں لیکن سب پر فتحیاب ہوا اور ۱۸۱۲ء میں اس نے ریل گاڑی جاری ہی کردی ۔ اس تجارت سے اسکو آخرش بہت نفع ہوا ۱۷۸۱ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۴۸ء میں مرگیا ۔

ف۲ جیمس واٹ صاحب انگلستان کا مشہور شخص اور علم جرثقیل میں ماہر تھا اسکی کوشش اور سعی سے انجن اس قابل ہوا کہ ریل گاڑی کھینچے ۱۷۳۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۱۹ء میں مرگیا ۔

ف۳ سر والٹر اسکاٹ صاحب ۔ اسکاٹلینڈ کا مشہور مصنف اور شاعر تھا اس شخص کے ناول مشہور زمانہ ہیں ۱۷۷۱ء پیدا ہوا تھا اور ۱۸۳۲ء میں مرگیا ۔

کسی دوست کا خط آتا تو اُسکا جواب فوراً روانہ کرتے ہرگز دیر نہ کرتے
اسکاٹ صاحب نے اگرچہ بہت بڑی لیاقت حاصل کی تھی لیکن اسپر بھی وہ
اکثر کہا کرتے کہ میں اپنی جہالت سے بہت پریشاں ہوں اُن کا یہ جملہ کچھ جھوٹا
اور معمولی انکسار کا جملہ نہ تھا۔ جن لوگوں کو اچھی لیاقت ہوتی ہے۔ اُن کو
فی الحقیقت ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ۔ ٹری نٹی کالج کے نامی پروفیسر کے
پاس جب اُسکے شاگردوں نے جا کر کہا کہ خدا کے فضل سے ہم لوگوں کی تحصیل
ختم ہوگئی ۔ تو پروفیسر نے کہا کہ بھائی ! تم لوگوں کی تحصیل ختم ہوگئی ہو تو ہوگئی
ہو لیکن میری تحصیل تو ابھی شروع ہی ہوئی ہے ۔
سُقراط کا یہ قول تھا کہ مجھے اتنے دنوں میں صرف یہی ایک بات معلوم
ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ "میں نے ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں کیا" سر اسحاق
نیوٹن نے کہا کہ "میں ابھی تک علم کے سمندر کے کنارے صرف کنکریاں
چُن رہا ہوں"۔ غرض انسان کو غرور محض بیوقوفی اور جہالت سے ہوتا ہے
جان بریٹن جنہوں نے عمارت کے علم میں بہت سی عمدہ کتابیں تصنیف
کی ہیں۔ بہت ہی محنتی آدمی تھے ۔ یہ شہر ولٹی مور کے ایک بہت ہی
اونے جھونپڑے میں پیدا ہوئے تھے ۔ اِن کے باپ نان بائی کا کام

لہ سقراط یونان کا مشہور حکیم تھا۔ اِس شخص کے فلسفہ نے یونان کے فلسفہ کی کیفیت
ہی بدل دی۔ شہر اتھنز میں ولادت مسیح سے ۴۶۹ برس قبل پیدا ہوا تھا اور ولادت
مسیح سے ۳۹۹ برس قبل مرگیا۔

کرتے تھے۔ کارخانہ میں گھاٹا پڑنے کی وجہ سے اُن کے دل پر کچھ ایسا صدمہ ہوا کہ دیوانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ چند روز بعد قضا کی۔ اِن کے مرنے پر جان سرہٹین صاحب کے چچا نے اِن کی پرورش کا بار اُٹھایا۔ لڑکپن میں انہوں نے کچھ بھی نہ پڑھا۔ صحبت بھی اچھی نہ ملی۔ ہوش سنبھالتے ہی انہیں اِن کے چچا نے بوتل میں کاگ کرنے بھرنے کے کام میں لگا دیا۔ جب اِن کا چچا بیمار ہو گیا اور اِن کی پرداخت نہ کر سکا تو صرف بائیس روپیہ انکے حوالہ کرکے اپنے گھر سے نکال دیا۔ سات برس تک یونہی بھٹکتے پھرے صدہا قسم کی مصیبتیں جھیلیں لیکن ان مصیبتوں میں انہوں نے پڑھنے کا شغل ترک نہ کیا چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ "میں جس مکان میں رہتا تھا وہ نہایت تاریک تھا اور مجکو ماہواری بارہ آنہ اُس کے کرایہ کے دینے پڑتے تھے۔ میں پلنگ پر لیٹا بیٹھا کتابیں پڑھا کرتا اتنی وسعت نہ تھی کہ آگ روشن کرتا۔ اور اُس کی گرمی میں آرام سے کتابیں پڑھتا" یہ پا پیادہ باتھ شہر تشریف لیگئے اور بورا باندھنے کے کام پر نوکر ہوئے لیکن تھوڑے دنوں بعد یہ نوکری بھی چھوٹ گئی اور پورے مفلس گداگر بن گئے نہ پاؤں میں جوتی اور نہ بدن میں کُرتا۔ چند روز کے بعد پھر انہیں لنڈن کے ایک تہ خانہ میں بورا باندھنے کا کام ہاتھ لگا۔ اِنکو سات بجے صبح سے گیارہ بجے رات تک برابر تہ خانہ میں کام کرنا پڑتا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر اِن کی صحت میں خلل آ گیا بعوض کام چھوڑنا پڑا۔ چند روز کے بعد یہ ایک اڈیٹر[1] کے ہاں سات روپے ہفتہ وار پر کلرکی پر مقرر ہوئے۔ لیکن واہ رے تیرا دل کہ ایسی ایسی مصیبتوں

[1] ہفتہ وار اخبار کا ایڈیٹر۔

میں بھی لکھنے کی مشق کبھی نہ چھوڑی تھی۔ اِس نوکری کے مِل جانے سے اِن کو
کچھ فرصت بھی ملنے لگی۔ اب اُنھوں نے کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کیا۔
اور بہت عمدہ لیاقت حاصل کرلی۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد دوسرے
آفس میں دس روپے ہفتہ واری پر نوکر ہو گئے۔ جب ان کی عمر اٹھائیس برس
کی تھی۔ اُسوقت ایک کتاب "احوالات پیزیرو" نام تصنیف کی اور اِس
زمانے سے لیکے پچپن برس کی عمر تک برابر کتابیں تصنیف کرتے رہے۔ اِن کی
تصانیف کی تعداد قریب ستاسی کتابوں کے ہے۔

اِن کی ایک کتاب جس میں انگلستان کی پرانی عمارتوں کے حالات درج
ہیں بہت بڑی کتاب چودہ جلدوں میں ہے جو شخص اِس کتاب کو دیکھتا ہے
اُسکے دل میں اِن کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔

سیموئیل ڈرو صاحب کے حالات بھی عجیب وغریب ہیں۔
ان کا باپ بہت ہی محنتی مزدور تھا۔ اگرچہ اُس کو اتنی وسعت نہ تھی لیکن
اِسپر بھی اپنے اوپر تکلیف گوارا کرکے اِنھیں اور اِن کے ایک اَور بھائی کو ایک
ایسے اسکول میں داخل کیا جسمیں فی ہفتہ آٹھ پائی فیس کی دینی پڑتی تھی۔
اِن دو لڑکوں میں سے بڑا لڑکا جسکا نام جابز تھا خوب جی لگا کر پڑھتا
لیکن ڈرو صاحب تو محض نکمے اور شریر تھے جو کچھ اِن کی ماں نے اِنھیں
لکھایا پڑھایا تھا وہی تو اُنھوں نے سیکھا باقی اسکول میں کچھ بھی حاصل
نہ کیا۔ سوا ے شرارت اور کھیل کے اِن کو کوئی دوسرا شغل نہ تھا
جب یہ لڑکا آٹھ برس کا ہوا تو مزدوری کرنے لگا اور روزانہ چار پیسے

کما لاتا - ماں کے مرجانے کے بعد تو اُسے اَور بھی آزادی ملی - خوب چھوٹ کھیلا - جب دس برس کا ہوا تو اُس کے باپ نے اُسے ایک موچی کے ہاں کام سیکھنے کے لئے بٹھلا دیا - یہاں اِس لڑکے نے بہت تکلیفیں اُٹھائیں چنانچہ وہ خود راقم ہے کہ "جس طرح خندقوں میں مینڈک رہتے ہیں اُسی طرح میں وہاں رہتا تھا" - اِس لڑکے کی یہ عادت تھی کہ باغوں میں جاکر میوے توڑ لاتا اور چوری اور لوٹ کے کام میں سب شہری لڑکوں کا سردار بنا رہتا - جب یہ سترہ برس کا ہوا تو موچی کے ہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور بسکارڈ شہر میں ایک موچی کے یہاں نوکر ہوا اسکا بھائی اِسے ڈھونڈتا ہوا وہاں پہونچا اور سمجھا بوجھا کر گھر واپس لے آیا گھر پہونچکر یہ ڈاک گھر کا پیادہ مقرر ہوا اور اسکے بعد پلائمتھ شہر میں موچی کا کام کرنے لگا - اِس شہر میں اِس شخص نے ایک بار گیند کا کھیلنے میں انعام بھی پایا تھا - اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس فن میں اِس کو اچھی مہارت حاصل تھی - انگلستان میں جو اسباب غیر ملکوں سے جہازوں پر لدکر آتے تھے اُن کے اُتارنے میں جہاز والوں کو سرکاری ٹیکس دینا پڑتا ہے لیکن اکثر دغاباز تاجر محصول سے بچ جانے کے لئے بدمعاشوں سے مال وتہ والیا کرتے - سیموئیل ڈرو صاحب اِس طرح سے مال اُتارنے میں بڑے چالاک اور ہوشیار تھے - ایک دفعہ صاحب موصوف آدھی رات کو ایک چھوٹی سی ڈونگی پہ سوار ہوکر جہاز پر سے خفیہ مال اُتارنے گئے - اتفاق سے طوفان نے انہیں آگھیرا - ڈرو کے ساتھیوں نے بہتیرا ہاتھ

پاؤں مارا لیکن ڈینگی کو کنارہ تک نہ پہونچا سکے اور کشتی سمندر میں اُلٹ ہی گئی۔ ڈرو صاحب کے ساتھی سب سیدھے ملکِ بقا کو سدھارے لیکن یہ مرتے مرتے کسی طرح بچ گئے اور کنارہ پر جا لگے۔ کنارہ پر پہونچتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے اور رات بھر وہیں پڑے رہے۔ دن کو لوگوں نے انھیں دیکھا ہسپتال لے گئے۔ بارے علاج معالجہ سے اِن کے مردہ جسم میں گویا جان آ گئی۔

جس شخص نے ڈرو صاحب کی اِن حالتوں کو پڑھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ کس درجہ بگڑ چکے تھے۔ لیکن خیالات کے بدل جانے سے اور کوشش وسعی سے (اگر خدا کا فضل معاون ہو تو) انسان کہاں تک بدل جا سکتا ہے یہ بھی اِن کے خاتمہ سے ظاہر ہے کہ یہی ڈرو صاحب ایک نامی واعظ اور بہت بڑے مصنّف ہو کر مرے۔

موت کے پنجہ سے اِس طرح چھوٹ جانے کے بعد ڈرو صاحب کی طبیعت کچھ ایسی بدلی کہ ہمیشہ خاموش رہتے اور ہر وقت دل ہی دل میں کچھ سوچتے رہتے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد انکے بھائی نے بھی قضا کی۔ اِن سب واقعات نے اِن کے دل پہ کچھ ایسا اثر پیدا کیا اور دنیا کی بے ثباتی اور لہو ولعب میں مشغول رہنے کی بُرائی کچھ ایسے پیچ چھپے طور سے ان کے سمجھ میں آ گئی کہ یہ بالکل ہی بدل گئے۔ نئے سرے سے تحصیل علوم کا شوق انکے دل میں پیدا ہوا۔ لیکن اتنے دنوں کی غفلت نے اگلا لکھا پڑھا سب کچھ بھلا دیا تھا۔ الف کے نام بے بھی یاد نہ تھا اِنکے لکھنے کی

حالت یہ تھی کہ انکے ایک دوست نے انکے لکھنے پر یہ پھبتی کہی ہے کہ ڈرو صاحب کا لکھنا اور مکڑی کے پاؤں میں سیاہی لگا کر کاغذ پر رینگنا دونوں برابر ہیں۔

ڈرو صاحب خود اپنا حال لکھتے ہیں کہ جوں جوں میں پڑھتا ہوں۔ مجھ پر میری جہالت کھلتی جاتی ہے اور تحصیل علوم کی خواہش تیز ہوتی جاتی ہے فرصت کے ہر لحظہ کو میں نے تحصیل علوم میں صرف کیا چونکہ مجھے اپنی ہی محنت سے روٹی پیدا کرنی پڑتی تھی اسلئے مجھے تحصیل علم میں بہت کم وقت صرف کرنے کا موقعہ ملتا تھا۔ میرا اکثر یہ دستور تھا کہ کھاتا جاتا اور پڑھتا جاتا جب میں نے لاک صاحب کی وہ تحریر جو انہوں نے عقل کے بارے میں لکھی ہے پڑھی تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ کل پست خیالات میرے دل سے دور ہوگئے گویا میں دوسرا آدمی ہو گیا۔ ڈرو صاحب نے صرف سات روپے سے کارخانہ شروع کیا۔ اب چونکہ ان پر لوگوں کو اعتماد ہونے لگا تھا اسلئے انہیں ایک سوداگر نے کچھ روپے قرض دیئے اس قرض کو انہوں نے جلد ہی ادا کر دیا اور دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ پھر کبھی کسی سے قرض نہ لونگا چنانچہ ان کو بڑی بڑی تکلیفیں پیش آئیں لیکن یہ نیک مرد اپنے اس نیک ارادہ سے نہ ڈگا پھر نہ ڈگا۔ صاحب موصوف نے ارادہ کر لیا تھا کہ آزادی محنت اور کفایت بس انہیں تین ذریعوں سے روپیہ حاصل کرونگا چنانچہ خدا نے ان کی مدد کی اور وہ اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہوئے۔

اگرچہ ان کو اپنی اوقات بسری کے لیئے سخت محنت کرنی پڑتی تھی لیکن پھر

بھی اتنا وقت ضرور نکال لیتے تھے کہ علم ریاضی - تواریخ - فلسفہ ایسے ایسے علوم کو حاصل کریں -

دوکانداری اور تحصیل علوم کے علاوہ صاحب نے لوگوں کو وعظ کہنا بھی شروع کیا - پولیٹیکل امورات پر بھی بحث کرنے لگے - اکثر بڑے بڑے عقلا انکی دوکان پر ان سے بحث کرنے آتے اور اکثر ان کو بھی اُن لوگوں کے یہاں جانا پڑتا - اس سے ان کا بڑا حرج ہونے لگا اکثر انکو آدھی رات تک کام کرنا پڑتا - ایک دن کا تذکرہ ہے کہ یہ اپنی کوٹھری میں بیٹھے کوئی کام کر رہے تھے کہ ایک لڑکا کھڑکی کے پاس آ کر بولا - "ارے چمار ! ارے چمار دن بھر تو دوڑا پھرتا ہے اور رات کو کام کرتا ہے" !! انھوں نے نہایت نرمی سے جواب دیا " سچ بھائی سچ ! انشا اللہ اب ایسا نہ کروں گا " -
ڈرو صاحب راقم ہیں " اس لڑکے کا یہ کہنا مجھے بالکل منجانب اللہ معلوم ہوا - چنانچہ میں نے آج کے کام کو کل پر اٹھا رکھنے کی عادت مطلق ترک کر دی " -
انھوں نے شادی کر کے امریکہ چلے جانے کا ارادہ کیا پہلے پہل انھیں اشعار تصنیف کرنے کا شوق ہوا تھا اور ابھی تک جو اشعار انکی تصنیفات میں موجود ہیں اُن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ڈرو صاحب کے دل میں دنیا کی بے ثباتی بہت زور آور طور سے ثابت ہو گئی تھی - انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اُن میں ایک کا نام مروح کا بیجسم اور لازوال ہونا ہے - یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے اور لوگ ابھی تک اسکی قدر کرتے ہیں انھوں نے اس کتاب کو صرف دو سو روپے پر ایک تاجر کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اور دل

میں خیال کیا تھا کہ میں بہت نفع میں رہا لیکن اُسوقت اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُسی کتاب سے کتب فروشوں نے لاکھوں روپے پیدا کیئے۔ شہرت نے اُن کے دل کو مغرور نہیں بنایا تھا اکثر وہ اپنے مکان کے سامنے سڑک پر جھاڑو دیا کرتے اور وہاں سے کوئلا اُٹھا اُٹھا اپنے آتشدان میں رکھنے کے لیئے گھر لے جاتے ایک دفعہ اِن کے ایک معزز دوست نے اِن سے کہا کہ "یہ کام آپ کے شان کے خلاف ہے" اُنھوں نے جواب دیا کہ "جس شخص کو کوئلا اُٹھانے میں شرم آتی ہو اُسے آگ تاپنے میں بھی شرم آنی چاہیئے ڈاکٹر بیوک صاحب نے اِن کو کتابوں کے تصنیف کرنے اور ایک ماہواری رسالہ میں مضمون لکھنے کے لیئے نوکر رکھا۔ اِس زمانہ میں اِنھوں نے بڑی ترقیاں کیں چنانچہ وہ خود راقم ہیں "میں ایک بہت ہی نیچی حالت سے سربلند ہوا۔ برابر میری یہی کوشش رہی کہ میرے عزیز و اقارب عزت پائیں اور معزز بنیں۔ اُنھیں ایمانداری۔ محنت۔ کفایت شعاری اور خوفِ خدا حاصل ہو اور الحمدللہ کہ خدا میری کوششوں سے خوش ہوا اور اُس نے میری خواہشوں کو پورا کیا۔

ہیومر صاحب کے حالات بھی غور کے قابل ہیں۔ اِن کی لڑکپن ہی میں اِن کے والد نے قضا کی تھی۔ اِن کی ماں نے منٹروس شہر میں ایک دوکان کھولی اور ہیومر صاحب کو ایک ڈاکٹر کے ہاں طبابت سیکھنے کو بٹھلا دیا۔ صاحب نے طبابت کو خوب جی لگا کر سیکھا اور سند بھی حاصل کی۔ پھر ۱۸۰۳ء میں جنرل پاول کے ساتھ کام کرنے لگے جن

دونوں مرہٹوں اور سرکار انگلشیہ کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی اُن دونوں
سرکار کو ایک مترجم کی ضرورت ہوئی صاحب موصوف اُس کام پر نوکر رکھے گئے
ہندوستان میں آکر انھوں نے یہاں کی زبان بھی سیکھ لی تھی۔ پھر یہ فوج
میں طبابت کے کارخانہ کے سردار مقرر ہوئے۔ ان سب کاموں کو انجام
دینے کے بعد بھی ان کو اتنی فرصت مل رہتی تھی کہ وہ حیران تھے کہ کون سا
کام کیجئے۔ چنانچہ دو کام اور بھی انکے ہاتھ لگے یعنی ڈپٹی پوسٹ ماسٹر
(ڈاک خانہ کے منتظم) اور پے ماسٹر (تقسیم مشاہرہ کے منتظم) بھی مقرر ہوئے
ٹکسریٹ کا انتظام بھی انہیں کے سپرد ہوا اس سے انہیں بہت نفع ہوا اور
دس برس کے بعد اپنے وطن انگلستان بہت دولت لیکر واپس گئے انگلستان
پہونچتے ہی صاحب نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے کل رشتہ داروں اور عزیزوں
کے لیے ایک معقول بندوبست کر دیا۔

ہیوم صاحب کچھ ایسے خود غرض اور نفس کے بندے تو تھے ہی نہیں کہ
دولت مند ہو جانے کے بعد محض آرام طلبی میں زندگی بسر کرتے۔ ان کے
دل میں اپنے ہم وطنوں اور دوسرے ملک کے رہنے والوں کے حالات دریافت
کرنے کی خواہش ہوئی۔ غرض سیاحی کرنے لگے۔ سنہ ۱۸۱۲ء میں جب سفر
سے واپس آئے تو پارلیمنٹ کے ممبر مقرر ہوگئے اور چوبیس برس تک اس
عہدہ کو انجام دیتے رہے۔ جب پارلیمنٹ میں کوئی ایسی بات پیش آتی
جس میں خلایق کی بھلائی متصور ہو تو یہ ضرور اُس میں پوری کوشش
کرتے اور جس بات کے پیچھے پڑتے اُس میں اپنی پوری لیاقت کا استعمال

کرتے - یہ کچھ فصیح البیان نہ تھے لیکن بہت صاف سلیس اور روان فصیح بولتے تھے - شیفسٹری صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی لوگوں کے چڑانے اور خلاف باتوں کے کہنے سے ناراض نہیں ہوتا تو وہ ہیوم صاحب ہیں اکثر پارلیمنٹ میں غالب رائیں انکے خلاف ہیں ہوتیں لیکن اُسوقت بھی انکی باتوں کا اثر ضرور رہتا - اگرچہ لوگ اِن پر ضحکہ کیا کرتے اور اکثر کارروائی بھی اِن کی رائے کے خلاف ہوجاتی اور کبھی مباحثہ میں وہ اکیلے ایک جانب رہتے لیکن وہ اپنے کام میں برابر مستقل مزاج رہے اور کبھی ہمت نہ ہاری - اور نہ اپنی امید ہاتھ سے دی ؀

باب (۴)

کاروباری آدمی

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

کارے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے "جو شخص اپنے کاروبار میں محنتی ہے اُسے دیکھنا وہ بادشاہِ وقت کی بغل میں کھڑا ہوگا۔

کاروبار میں ترقی کے لئے بھی محنت اور استقلال کی اُتنی ہی ضرورت ہے جتنی تحصیل علوم میں۔ یونانیوں کا مقولہ ہے "کاروبار میں ترقی کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ مادہ۔ محنت اور تجربہ۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ اتفاقات سے کوئی شخص گھر بیٹھے مالا مال ہو جائے لیکن جس طرح وہ دولت جو قمار بازی کے ذریعے ہاتھ لگتی ہے انسان کے حق میں مضر ہوتی ہے ویسے ہی وہ روپے جو کسی اتفاقی سبب سے ہاتھ لگ جاتے ہیں سمِ قاتل ہوتے ہیں۔

لارڈ بیکن[1] یہی لکھتے ہیں کہ نزدیک والا راستہ اکثر گندہ اور تنگ ہوجاتا ہے۔ اگر آدمی آرام سے جانا چاہے تو اسے لازم ہے کہ صاف رستے جائے اگرچہ اس میں وہ اپنی منزل پر دیر ہی کو کیوں نہ پہونچے کیونکہ "نیکی میں بظاہر تکلیف ہے لیکن اصلی خوشی، اور عمدہ نتیجہ کامل عمدگی، درستی پاکی، صفائی میں ہے"

ہر نوجوان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسکی خوشی اور ترقی تو واسی پر اور اسکی کوششوں پر منحصر ہے۔ نوجوان کو اس جہان کے سوا اور کسی چیز پر گمان نہیں رکھنا چاہیے کہ تم کو آپ اپنے چلنے کے لئے راہ بنانی ہے۔ تمہارا فاقوں مرنا یا عیش کرنا تم ہی پر منحصر ہے۔

ہیزلٹ[2] صاحب کیا غلط لکھتے ہیں کہ کاروباری آدمی کی ٹھیک مثال ایک ایسے گھوڑے کی سی ہے جو دن رات گاڑی میں جتا رہے۔ اسکا بہت بڑے سے بڑا کام بھی بس اتنا ہی ہے کہ جس لکیر پر یہ چلتے ہیں اس سے الگ نہ ہوں بہت بڑے سے بڑے انتظام کے لئے بس صرف اسیقدر درکار ہے کہ آدمی ہر قسم کے تصورات اور خیالات کو چھوڑ کر صرف نفع اور ضرر کی

---

[1] لارڈ بیکن انگلستان کا مشہور حکیم اور نامی مصنف تھا وہ فلسفہ جسکا اصول تجربہ ہے اسکی ایجاد ہے کل یورپ اسکو اس فلسفہ کا موجد قبول کرتا ہے بہت سے عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہا۔ ۱۵۶۱ء میں پیدا ہوا ۱۶۲۶ء میں مر گیا۔

[2] ہیزلٹ انگلستان کے ایک موحد عیسائی کا لڑکا تھا اسنے اپنی تمام عمر تحصیل علم اور کتابوں کے تصنیف کرنے میں صرف کی بہت بڑا نامی مصنف تھا ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۰ء میں مر گیا۔

طرف متوجہ رہے"۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تعریف سے بڑھ کر اور کوئی غلط تعریف نہیں ہوسکتی۔ ہاں اس میں بھی شبہ نہیں کہ کثر کاروباری بھی پست خیال کے آدمی ہیں۔ لیکن عالموں۔ قانون دانوں اور مصنفوں میں بھی تو بعض بڑے پست خیال ہوتے ہیں

برک صاحب نے کیا خوب لکھا ہے کہ میں نے تاجروں اور سوداگروں میں ایسے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو سلطان سلطنت کی طرح کارروائی کرتے ہیں۔

ہر بڑے کارخانہ کے ثبات کے لئے یہ فرض ہے کہ اس کے منتظم کو اپنی لیاقت ہو تو ہو کہ وہ اس کارخانہ کے کام کو مستعدی سے انجام دے سکے اپنے ماتحتوں کی تعداد کثیر پر ہر دم نگراں رہے فطرت اور جبلت انسانی سے خوب آگاہ ہو۔ کھرے کھوٹے میں تمیز کرسکے۔ اپنی تعلیم آپ کرنے پر ہر وقت مستعد اور آمادہ رہے۔ بیشک کاروبار کا اسکول کچھ ایسا چھوٹا اسکول نہیں ہے جیسا بعض مصنف خیال کرتے ہیں مگر ہاں جس طرح دنیا میں اعلیٰ درجہ کے نیکوں بھلے آدمیوں۔ شاعروں۔ اولیاء اور شہیدوں کی تعداد کم ہے۔ اسی طرح بہت اچھے منتظم اور کاروباری آدمیوں کی تعداد

لہ برک انگلستان کا نامی فصیح البیان مصنف جس کی تحریر و تقریر بہر دل عزیز ہے شہر ڈبلن میں ۱۷۳۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۷ء میں مرگیا۔

بھی بہت کم ہے۔

کم فہموں کی ہمیشہ یہ غلطی رہی ہے کہ "عاقل اور ذہین لوگ کاروبار کے انتظام کے لایق نہیں ہوتے بلکہ کاروبار انسان کو غبی اور کند ذہن اور مخبوط الحواس بنا دیتا ہے" مگر یہ اُن کی نری کج فہمی ہے۔ حقیقت میں کوئی پیشہ انسان کو ذلیل نہیں کرتا بلکہ انسان خود پیشوں کو ذلیل کرتا ہے جتنے ایسے پیشے ہیں جن میں ایمان داری اور دیانت داری سے روپے حاصل کئے جاتے ہیں وہ سب کے سب معزز ہیں۔ خواہ انسان اُس میں اپنے دل سے کام لے خواہ ہاتھ سے۔ ہاتھ میلا ہو جائے تو ہونے دے۔ لیکن دل کو میلا ہونا نہیں چاہیے۔ کیونکہ مادی چیزیں انسان کے جسم کو اسقدر سیاہ نہیں کر سکتیں جسقدر بری خصلتیں اُسکے قلب و روح کو۔ ہاتھ کی سیاہی بہت آسانی سے زائل ہو جاتی ہے مگر دل کی سیاہی تو خدا ہی کے دھونے سے دھل سکتی ہے۔

تواریخ شاہد ہے کہ بہت بڑے بڑے آدمی مختلف پیشے اور کاروبار بھی کرتے تھے اور پھر اپنے اعلے درجہ کے کاموں میں بھی مشغول اور مصروف رہتے تھے۔ سولن[1] ملک ایتھنس کا بانی اور نامی حکیم

[1] سولن یونان کا مقنن اور مشہور عاقل تھا اسنے یونان پر ایک زمانہ تک بہت عادلانہ طور سے حکمرانی کی تھی ۶۳۸ برس قبل سن عیسوی کے پیدا ہوا تھا اور ۵۵۹ برس قبل سنہ عیسوی کے مرگیا۔

اور تھیلس[۱] یہ دونوں صاحب با ایںہمہ لیاقت منڈی تاجر پیشہ تھے ۔
افلاطون تیل بیچ بیچ کر اپنی زندگی بسر کرتا ۔ شاکسپیر ایک تھیٹر کا منیجر
تھا ۔ چوسر[۲] پہلے ایک سپاہی پھر ٹیکس کا کمشنر پھر جنگلوں کا انسپکٹر تھا
اسپنسر[۳] لارڈ ڈیپوٹی آیرلینڈ کا سکرٹری اور بڑا محنتی آدمی تھا ۔
ملٹن[۴] پہلے تو ایک اسکول کا ماسٹر تھا ۔ اُس کے بعد گورنمنٹ کا سکرٹری
مقرر ہوا ۔ اُس کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بڑا کاروباری اور محنتی تھا
نیوٹن ٹکسال گھر کا منتظم تھا بلکہ سنہ ۱۶۹۴ء کا سکہ خاص اِسی کے اہتمام سے
جاری ہوا تھا کوپر[۵] کو اِس بات کا بڑا فخر تھا کہ میں ایک بڑا کاروباری
اور محنتی آدمی ہوں ۔

[۱] تھیلس ملک یونان کا نامی حکیم فیثاغورث حکیم کا اوستاد یونانی فلسفہ کا موجد یہ ایک بہت بڑا شخص گذرا ہے ۔ ۶۴۰ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تھا اور ۵۴۸ برس قبل سنہ عیسوی کے مرگیا ۔

[۲] چوسر ۔ انگریزی شاعری کا موجد گذرا ہے ۔ شہر لنڈن میں سنہ ۱۳۲۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۰۰ء میں مرگیا ۔

[۳] اسپنسر انگلستان کا نامی شاعر لنڈن میں سنہ ۱۵۵۳ء میں پیدا ہوا اور لندن ہی میں سنہ ۱۵۹۹ء میں مرگیا ۔

[۴] ملٹن انگلستان کا بہت ہی اعلے درجہ کا شاعر جسکی کتابیں برابر کالجوں میں پڑھائی جا رہی ہیں سنہ ۱۶۰۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۷۴ء میں مرگیا ۔

[۵] کوپر مشہور شاعر سنہ ۱۷۳۱ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۰۰ء میں مرگیا اسکے اشعار سارے انگلستان کی درسی کتابوں میں پڑھائے جاتے ہیں ۔

ورڈس ورتھ[1] ٹکٹ بانٹا کرتا تھا اور سر والٹر اسکاٹ[2] کرانی تھا۔

یہ سب کچھ ایسے معمولی لوگ نہ تھے علم و فضل میں کامل انکی دانائی اور حکمت کا شہرہ آج سارے جہان میں ہے۔

میں اب بھی دیکھتا ہوں کہ جو بڑے عقیل اور دانا سے روزگار ہیں وہ ضرور کاروباری اور محنتی ہیں گروٹ[3] صاحب جنہوں نے ایک مشہور کتاب "تواریخ یونان" لکھی ہے۔ لنڈن کے بنک گھر کے منتظم ہیں جان[4] اسٹوارٹ مل صاحب ایسٹ انڈیا کمپنی کے آفس میں حساب و کتاب کے جانچنے کو مقرر ہیں۔ ان سب کی کل تصانیف جو زبان زد خلایق ہیں اس وجہ سے نہیں کہ یہ لوگ بڑے عالی خیال کے آدمی ہیں بلکہ صرف اسی وجہ سے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کے کاموں کو بخوبی انجام دیا۔

عملی محنت جب عقلمندی اور جوش سے کی جائیگی تو ضرور ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرے گی۔ اس کی بدولت انسان آگے چلتا ہے اور اس کی ترقی ہوتی ہے اگرچہ یہ مسلم ہے کہ ہر کوئی یکساں ترقی نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی لیاقت کے

---

[1] ورڈس ورتھ۔ انگلستان کا مشہور شاعر [illegible] ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۰ء میں مر گیا۔

[2] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۰۔

[3] گروٹ انگریزی مورخ تھا۔ اس کی کتاب "تاریخ یونان" مشہور ہے [illegible] ء میں پیدا ہوا۔ تاریخ وفات معلوم نہیں۔

[4] جان اسٹوارٹ مل صاحب۔ دیکھو صفحہ ۵۰۔

موافق ضرور سب ہی ترقی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہر شخص پہاڑ کی چوٹی پہ نہیں چڑھ سکتا۔ لیکن تب بھی ہر آدمی اتنا تو ضرور بلند جا سکتا ہے کہ دھوپ کھانا میسر ہو۔

خلقت انسانی پر غور کرنے سے یہ بات یقینی اور بہت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ اس غافل ہستی کی ترقی کے لئے ابتدا سے ہی کچھ تھوڑی بہت مصیبت اور تکلیف بھی ایک ضروری جزو ہے غربت سے بسر کرنا اپنی محنت سے روٹی کمانی۔ چین و آرام میں رہنے سب کام بے درد سر آپ سے آپ ہو جانے سونے کے لئے مخمل کا پلنگ ملنے سے کہیں بہتر ہے۔ کسی کام کو تھوڑی پونجی سے شروع کرنا اُس کی ترقی کے لئے ایسا اکسیر ہے کہ اگر یہ کامیابی اور ترقی کے لئے ایک دستور العمل ہو جائے تو بہت ہی زیبا ہے۔ ایک جج سے جب لوگوں نے پوچھا کہ وکیلوں کی ترقی کس طرح ہوتی ہے ؟ تو اُس نے کیا خوب جواب دیا کہ بعض لوگ تو اپنی ذہانت سے اور بعض اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے کامیاب ہوتے ہیں اور بعض تو بے سبب اور بے وسیلہ اور بے لیاقت کچھ ایسی ترقی کرتے ہیں کہ اُن کی ترقی بالکل اعجاز ہی اعجاز معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر اور عموماً تو صرف اسوجہ سے ترقی کرتے ہیں کہ اُن کے پاس عیش و عشرت کرنے اور بیکار پڑے رہنے کو آٹھ آنے کے پیسے بھی نہ تھے

کل شخصی اور قومی ترقی کی اصل جڑ محنت کی ضرورت پڑنی ہے انسان کے لئے اِس سے بڑھکر اور کوئی بدبختی نہیں ہو سکتی کہ اُس کی

کُل خواہشیں کُل امیدیں پوری کردی جائیں اُسے امید اور خواہش اور محنت کرنیکا موقعہ ہی نہ ملے مارکوئیس[له] ڈی اسپائی نوُ کا نے سر ھودیس سے پوچھا کہ "تمہارا بھائی کیوں مرگیا" اُنہوں نے جواب دیا کہ "اُس بیچارے کو کوئی کام کرنے کے لئے نہ تھا اِس لئے مرگیا" صاحب نے یہ سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور متعجب ہو کر کہا "کیا یہ ہمارے ایک بہادر جرنیل کے مار ڈالنے کے لئے کافی ہے"۔

اکثر لوگ جو تجارت اور کاروبار میں کامیاب نہیں ہوتے۔ زمانہ کی شکایتیں کیا کرتے ہیں لارڈ مرڈایئن صاحب لکھتے ہیں "مجھ کو حساب سے سخت درجہ کی نفرت ہے"۔ بیشک اگر صاحب موصوف حساب سے متنفر نہ ہوتے تو اُن کی یہ نوبت نہ پہونچتی کہ اُنکو بڑھاپے میں انکے مداح اور بہی خواہ اُن کی اوقات بسری کے لئے دربدر چندہ مانگتے پھرتے۔

بعض اپنے کو بدقسمت سمجھ لیتے ہیں اور کہتے ہیں "فلک کج باز میرے سراسر مخالف ہے" یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں نے ایک ایسے ہی حضرت کو کہتے سنا کہ "اگر میں ٹوپی بنا کر بیچنے لگوں تو شاید دنیا میں کُل آدمی بے سر کے پیدا ہونے لگیں"۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسے لوگ عموماً اپنی ہی غفلت۔ بدانتظامی۔ فضول خرچی اور کاہلی کے نتیجے بھگت رہے ہیں۔

له مارکوئیس ڈی اسپائی نولا ملک طالیہ کا مشہور جرنیل جنوا شہر میں ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۳۰ء میں مرگیا۔

ڈاکٹر جونسن[1] صاحب جو اپنی جیب میں صرف تھوڑے سے پیسے لیکر لنڈن آئے تھے اور جب ایک لارڈ کو خط لکھا تھا تو اُس میں "آپ کا خادم فلاں" کی جگہ "آپ کا فاقہ کش خادم جونسن" لکھا تھا۔ یہ لکھتے ہیں کہ دُنیا کی کُل شکایتیں غلط اور بیجا شکایتیں ہیں۔ میں نے کبھی کسی لایق شخص کو محتاج اور پریشان نہیں دیکھا جہاں کہیں اور جب کبھی لوگ تباہ ہوے ہیں تو اپنی ہی بدولت۔

واشنگٹن اُرونگ[2] امریکہ کا نامی مُصنف لکھتا ہے کہ "لایق شخص اور کامیاب نہ ہو۔ یہ جھوٹ ہے۔ اور کاہلوں اور سُست آدمیوں کا ایسا کہنا یہ اُن کی مکاری ہے۔ یہ جھوٹ خلایق کو بدنام کرتے ہیں اگر وہ لایق تھے اور اُن کی ترقی نہ ہوئی تو ضرور وہ سُست و کاہل ہونگے۔ سچّے لیاقت والا اور عمدہ تعلیم یافتہ آدمی دُنیا کے بازار میں ہرگز بے خریدار بیٹھا نہیں رہ سکتا۔ مگر ہاں کوشش شرط ہے اور یوں منہ ہاتھ پاؤں ہلاتے گھر میں بیٹھے رہنے اور چھت کے تختوں کو کئی دفعہ گن ڈالنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔" اکثر لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ "گستاخ اور بے ادبوں کی تو ترقی ہوتی ہے اور بیچارے سیدھے سادھے شرمگین لایق لوگ محروم رہ جاتے ہیں" لیکن یہ بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اِس قسم کے گستاخ آدمیوں میں

---

[1] ڈاکٹر جونسن دیکھو صفحہ ۳۹۔

[2] واشنگٹن آرونگ۔ ملک امریکہ کا مشہور مصنف تھا اُسنے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں اور شہر نیویارک میں ۱۷۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۹ء میں مرگیا۔

مستعدی اور چستی کی ایک ایسی صفت ہوتی ہے جس کے بغیر بڑی لیاقت اور قابلیت محض بیکار شے ہے - بھونکنے والا کتا - سوتے ہوئے شیر سے کہیں زیادہ مفید ہے -

توجہ - محنت - چستی - خوش سلیقگی - وقت کا خیال - چستی - یہ سب کی سب کاروبار میں ترقی کے لئے ضروری صفتیں ہیں - ہاں میں مانتا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی گراں قدر اور پاکیزہ صفتیں عموماً ہم لوگوں کی نظر میں معمولی ہیچ اور ادنی معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقتاً انسان کی ترقی اور راحت کے لئے یہ ضروری اسباب ہیں - یہی وہ چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جو بار بار کے برتے جانے سے آخرش انسان کی طبیعت اور عادت ہو جاتے ہیں - ایک فرد کیوں بلکہ قوم کی قوم کا چلن بھی ایسے ہی چھوٹے چھوٹے جزوں سے مرکب ہوتا ہے - تواریخ کو بہ نظر تعمق دیکھو ! اور ہر قوم کی تباہی کی علت پر غور کرو تو تمہیں پتہ لگے گا کہ انہیں چھوٹی چھوٹی صفتوں کی چٹان سے اُن کی کشتیاں ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی ہیں - کچھ نہ کچھ کام اس دار العمل میں ہر انسان کو ضرور کرنا ہی ہے اس لئے لازم ہے کہ ہر کوئی کسی نہ کسی کام کے کرنے کی لیاقت پیدا کرے خواہ وہ انتظام خانہ داری سے متعلق ہو خواہ تجارت کے کارخانہ کو پھیلانا - خواہ سلطنت کا انتظام کرنا یہ سب ہی کام کام ہیں -

چند آدمیوں کے حالات جو جابجا اس کتاب میں بیان ہو چکے اُن سے ظاہر ہو گیا کہ ترقی کے لئے محنت کس قدر ضروری شے ہے - اور یہ

اب دوبارہ مجھے اسکے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اور
بیشک یہ بدیہی ہے کہ محنت خوش قسمتی کی جڑ ہے۔ درستی اور خوش
سلیقگی بھی ترقی کے لئے بہت ضروری صفتیں ہیں۔ بیشک سلیقہ مند آدمی
اس بات کا ثبوت ہے کہ اُسنے اچھی تعلیم پائی ہے۔ سوچنے میں سلیقہ۔ بولنے میں
سلیقہ۔ انتظام میں سلیقہ۔ غرض ہر جگہ سلیقہ ہی سلیقہ کی ضرورت ہے۔ انسان کو لازم
ہے کہ جس کام کو شروع کرے اُسکو پورا ہی کر چھوڑے کیونکہ ایک چھوٹے سے کام کا
کامل اور تمام ہو جانا دس بڑے کاموں کے ادھورے پڑے رہنے سے ہزار
درجہ بہتر ہے۔

سلیقہ۔ درستی اور ہر کاموں کو سڈول طور پر انجام دینا۔ ان صفتوں پر
بہت کم توجہ کیجاتی ہے۔ ایک بہت بڑے عالم نے مجھسے کہا کہ ایسے لوگ بہت ہی
کم ہیں جو کسی ایک واقعہ کو بھی سڈول طور پر اور سلیقہ سے بیان کر سکتے ہوں۔
ضرور کچھ نہ کچھ کسر رہی جاتی ہے۔ کسی آدمی کا ایک چھوٹا سے چھوٹا کاروبار بھی
دیکھ کر بہت اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے اگر وہ شخص لائق بھی ہے
نیک چلن بھی ہے لیکن بدسلیقہ ہے تو اُسپر ہرگز اعتماد نہیں کرنا چاہئے اُس کا
کام ہمیشہ دھرایا جائیگا۔

چارلس[۱] جیمس فوکس کی یہ ایک عادت تھی کہ وہ ادنے سے ادنے

---

(۱) چارلس جیمس فوکس انگلستان کا مشہور فصیح البیان اور مدبر سلطنت تھا سکریٹری آف سٹیٹ کے عہدہ
پر بھی ممتاز رہا ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۰۶ء میں مر گیا۔

نظم کو بھی پوری محنت سے انجام دیتے تھے۔ جب وہ سلطنت انگلستان کے وزیر مقرر ہوئے تو ان سے کسی نے اُن کے بدصورت حرف لکھنے کی شکایت کی انہوں نے فوراً ایک خوشنویس نوکر رکھا اور بچوں کی طرح حرف مشق کرنا شروع کیا۔ بے شک محنت کیا کچھ نہیں کرتی ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ خوشنویس ہو گئے۔ انہیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان دینے سے انہوں نے اتنی بڑی شہرت حاصل کی۔

کامیابی اور ترقی کے لئے خوش سلیقگی ایک بہت ضروری چیز ہے اس کی بدولت بڑے سے بڑا کام آسانی سے تمام ہو جاتا ہے۔ خوش سلیقگی گویا بکس میں چیزوں کا تہ بہ تہ چُننا ہے۔ اچھا چُننے والا بُرے چُننے والوں سے دوگنی چیزیں بکس میں رکھ سکتا ہے۔ کسی کام کو سلیقہ کے ساتھ کرنے کی بہت ہی آسان ترکیب یہ ہے کہ ہر ایک کام کو اسی کے وقت میں کر ڈالیں۔ دوسرے وقت کے لئے اُٹھا نہ رکھیں سیسل صاحب کی عادت تھی کہ کبھی کسی کام کو ادھورا نہیں چھوڑتے تھے کبھی ایسا نہیں کرتے کہ میاں! اِسوقت رہنے دو کسی دوسرے وقت کرلیں گے۔ انہیں کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ کھانے کا وقت ہو چکا ہے اور وہ کسی کام کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آخر جب اس کام کو پورا کر چکے تو کھانے کو بیٹھے۔

ڈی وٹ صاحب کی بھی یہی راست ہے کہ ہر ایک کام کو اسی کے وقت

لہ ڈی وٹ صاحب قوم کے مجوج ایک نامی سپہ سالار گذرے ہیں ۱۶۷۲ء میں انکو باغیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔

ہیں پورا کر لینا۔ کامیابی اور ترقی اور خوش سلیقگی کی دلیل ہے صاحب ممدوح لکھتے ہیں کہ اگر مجھے کہیں خطوط روانہ کرنے ہوتے ہیں تو میں اُسوقت سوائے خطوط لکھنے اور اُن کے روانہ کرنے کے اور کسی کام کو خیال میں بھی نہیں لاتا۔ اگر مجھے کوئی خانگی کام در پیش ہوتا ہے تو میں اُسوقت ہمہ تن اُسی میں مصروف رہتا ہوں یہانتک کہ اُسکو پورا ہی کر لیتا ہوں۔

ملک فرانس کے ایک وزیر سے جو اپنے کاموں میں بہت چالاک اور تیز اور سیر تماشوں کا عاشق زار تھا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ بھائی! "تم سے یہ دونوں کام کیونکر ہو سکتے ہیں"؟ تو اُس نے کیا خوب جواب دیا اور بہت صحیح جواب دیا۔ "بھائی! میں آج کا کام کبھی کل پر نہیں چھوڑتا۔ اس لئے سیر و تماشے میرے کاموں میں خلل انداز نہیں ہو سکتے"۔ بڑے بڑے کاموں کو خود مستعد ہو کر انجام کرنا چاہئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا کام پورا ہو اور سدھر جائے تو تمہیں لازم ہے کہ خود مستعد ہو کر اُس کام کو کرو اور اگر تم اُسکا ناتمام ہی رہنا پسند کرتے ہو اور اپنے کاموں کو اپنے سامنے اپنی آنکھوں بگڑتے دیکھ سکتے ہو تو بیشک کسی دوسرے کے سپرد کرو۔

ایک کاہل زمیندار نے قرض سے پریشان ہو کر اپنی نصف زمینداری تو بیچ ڈالی اور باقی نصف کو ایک کسان کے ساتھ بست سالہ بندوبست کر دیا۔ میعاد گذرنے پر اُس کسان نے زمیندار صاحب سے آکر کہا "جناب! اگر آپ کو منظور ہو تو اس زمین کو میرے ہاتھ بیچ ڈالئے"۔ زمیندار کو یہ سُنکر سخت حیرت ہوئی اور کہا "بھائی! میں تو اپنی زمینداری کا

انتظام خود نہ کر سکا حالانکہ میری زمینداری اُس سے دگنی تھی مگر میں پریشان تھا
خرچ آمدنی سے کہیں زیادہ تھا مجبور نصف تو بیچ ڈالی اور نصف کا بہت ساتھ
بندوبست کیا - پھر تجھ کو اُسی نصف میں اتنا نفع کہاں سے ہو گیا کہ دو ہزار روپے
سالانہ دینے پر اب اتنی لیاقت پیدا کر لی کہ اس زمین کی خریداری کی خواہش کرتا
ہے ؟ کسان نے جواب دیا - صاحب ! بس فرق اتنا ہے کہ آپ نے زمینداری
کو کہا کہ "جا" اور میں نے اُسے کہا کہ "آ" آپ چپ چاپ پڑے آرام کرتے یا ال
عیش میں رہے اور چیزیں برباد ہوتی رہیں - اور میں سویرے اُٹھا اور اپنے کام پر آپ
نگراں رہا -

سر والٹر اسکاٹ نے ایک نوجوان کو خط لکھا تھا کہ بھائی ! اپنے وقت
کو کبھی رایگاں نہ کرنا - جو کام کرنا ہو اُسے فوراً ہی کر لینا چاہیے اپنے کاموں
سے فرصت پا چکنے کے بعد چین و آرام کرنا چاہیے اور پہلے ہی سے آرام اور
تن آسانی کے خیال میں پڑے رہنا اس کام سے دست بردار ہونا
ہے اور نتیجہ دستِ افسوس ملنا اور سر پیٹنا ہے - تم نے سپاہیوں کی
رجمنٹ کو روانہ ہوتے تو دیکھا ہوگا - دیکھو ! اگر پہلی صف اچھی طرح
نہیں چلتی ہے تو ضرور پچھلی صف والے پریشاں اور ابتر ہو ہی جاتے ہیں -
انکا آگے بڑھنا اِن کی تیزی - اس اگلی صف کے قدم بڑھانے اور اُسکی تیزی پر
موقوف ہے بس ٹھیک یہی حال کاروبار کا ہے - اگر ہاتھ کا کام فوراً جلدی
جلدی اور اچھی طرح یکے بعد دیگرے نہیں کیا جائے تو پھر آخر کاموں کا ہجوم
ہو جاتا ہے اور سب ملکر دبانا شروع کرتے ہیں - اور پریشانی کا مقابلہ

انسان پکا دماغ تو نہیں کر سکتا۔

وقت کی پوری قدر کرنے سے انسان چستی کے ساتھ ہر کام کو وقت پر کرتا ہے۔ ملک اطالیہ کا ایک حکیم وقت کو اپنی جائداد کہتا ہے اُسکا قول ہے کہ وقت ایک ایسی جائداد ہے جس میں بغیر محنت اور تلاش کئے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر پوری کوشش کی جاوے تو کبھی کسی کو بے پھل رہنے نہیں دیتی اور اگر یہ بیکار چھوڑ دی جاوے تو اس میں سوائے کانٹوں اور بیکار درختوں کے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا" وقت کو اچھی طرح سے استعمال کرنیکا ایک بہت ہی ادنیٰ سے ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ انسان بہتیری برائیوں سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ کاہل اور بیکار شخص کا دماغ شیطان کی دوکان ہے اور بیکار آدمی شیطان کا تکیہ۔ ہمارا مفید کاموں میں مشغول رہنا گویا زمین کا کاشت سے آباد رہنا ہے اور بیکار رہنا اس خوشنما زمین کا بیابان اور خالی رہنا ہے۔ بیکار آدمی کے خیالات کے دروازے کھلے رہتے ہیں اُسوقت لالچ حرص و ہوا جھٹ آ اُس کے دماغ میں آگھستی ہے اور بُرے بُرے خیال جھنڈ کے جھنڈ آنے لگتے ہیں۔ [illegible] یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اُسی جہاز میں بغاوت پھیلی ہے جسکے کارندے بیکار رہتے ہیں کیونکہ اُس بیکاری کے عالم میں شیطان اُن کے کان میں یہی پھونک دیتا ہے کہ چلو! کپتان کا کام تمام کرو اور جہاز اپنا کر لو۔ اسی لئے ایک تجربہ کار کپتان کا یہ دستور تھا کہ جب جہاز میں کوئی کام نہ ہوتا تو مجبور نوکروں پر تاکید کرتا کہ لنگر صاف کیا کرو۔

کاروباری آدمی وقت کو دولت سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بیش بہا چیز دولت سے بھی کہیں بڑھ کر ہے - وقت کو اچھی طرح استعمال کرنا - ترقی کا باعث اور نیک چلنی کی بنا ہے - وہ ہر ایک گھنٹہ جو کاہلی اور واہیات کام میں صرف کیا جاتا ہے اگر اس کو کوئی شخص اچھی طرح استعمال کر سکے تو اسی ایک گھنٹہ کی بدولت چند برسوں میں ایک جاہل عالم اور ایک بے وقوف عقلمند ہو سکتا ہے وقت اگر کاموں میں صرف کیا جائے تو زندگی ثمردار رہے - اور موت غلہ کاٹنے کی ایک اچھی فصل معلوم ہو -

اچھے خیالات اور عمدہ تجربے ہماری کوئی جگہ نہیں سے لیتے انہیں جہاں چاہو لئے پھرو - ان سے کوئی تکلیف نہیں پہونچتی بلکہ یہ غربت اور سفر کے مہربان رفیق اور زندگی بھر کے لئے ہمدم اور دانا مصاحب ہیں اور لطف یہ کہ ان کی مصاحبت یا رفاقت میں نہ تو ایک کوڑی کا صرف ہے اور نہ کوئی دِقت - وقت کا اچھی طرح استعمال کرنا بس آرام اور چین کے لئے موقع اور مُہلت پانے کا یہی ایک طریقہ ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسان کسی قسم کا کاروبار پھیلا سکتا ہے اور اس میں کامیاب ہو سکتا ہے اور پریشانیوں سے بچ سکتا ہے وقت کا ٹھیک حساب نہ رکھنے سے ہمیشہ کھلبلی پڑی رہتی ہے اور پریشانی اور مصیبت سر پر کھڑی رہتی ہے انگلستان کے مشہور سپہ سالار نلسن[۱] نے ایک دفعہ کہا کہ میری ترقی صرف اسی وجہ سے ہوئی کہ

[۱] انگلستان کا ایک بہت بڑا نامی جرنیل تھا اسکی فتحیابیوں اور بہادری کا شہرہ ہے ۱۷۵۸ء میں پیدا ہوا اور فرانسیسیوں سے لڑتے وقت گولی سے زخمی ہو کر ۱۸۰۵ء میں مر گیا -

کہ ہیں ہمیشہ ہر کام پر پندرہ منٹ پہلے سے تیار رہتا تھا۔

جس طرح بعض دولت مند پہلے دولت کی قدر نہیں کرتے یہانتک کہ جب دولت انکے ساتھ سے نکلی لگتی ہے تب کہیں نواب صاحب خواب غفلت سے چونکتے ہیں۔ بس بجنسہ یہی حال اکثر لوگوں کا وقت کے ساتھ بھی ہے۔ یہ وقت کو بیکار صرف کیا کرتے ہیں۔ کیسے کیسے بیش بہا گھنٹے گراں قیمت مہینے۔ نایاب سال۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے ضائع ہوتے ہیں اور وہ غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہیں۔ کچھ خبر بھی نہیں ہوتے اور جب انکے مرنے کا دن آپہنچتا ہے تب وہ اپنے وقتوں کو نیکیوں اور بھلائیوں سے معمور کر دینے کا ارادہ کرتے ہیں مگر اب کیا ہوسکتا ہے "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"۔ جب بے پروائی اور کاہلی کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور جب ہم اپنے ہاتھوں کی باندھی ہوئی زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں تو پھر اُسوقت اُن زنجیروں کا توڑنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ محنت سے ہم کھوئی ہوئی دولت پاسکتے ہیں۔ بھولا ہوا علم حاصل کرسکتے ہیں۔ دوا اور پرہیز سے زائل شدہ تندرستی ہم پھر دیکھ سکتے ہیں لیکن گم شدہ وقت ہمیشہ کے لئے گم ہے "سچ ہے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔

وقت کی قید۔ انسان کو وقت پر کام کرنے کا عادی بنا دیتی ہے۔ وقت کا لحاظ اور وقت پر کام کرنا بادشاہوں کے لئے اخلاق اور محمودہ صفت ہے اور شریف آدمیوں کا فرض ہے اور کاروباری آدمی کو اُسکی ضرورت اور حاجت ہے۔ وقت کے خیال اور پابندی سے انسان کو اپنے اوپر اعتماد

ہوتا ہے جو آدمی انتظار میں دوسروں کو پریشان نہ کرے وہ بیشک اپنے وقت کی بھی قدر کرتا ہے اور دوسروں کے وقت کی بھی۔ غرض ہمارا وقت کا خیال اور لحاظ رکھنا اس امر کو ثابت کر دیتا ہے کہ ہمکو دوسروں کی بھی تعظیم منظور ہے۔ یہ ایک قسم کی دیانتداری بھی ہے کیونکہ کسی سے ایک خاص وقت میں ملاقات کا وعدہ کرنا۔ یہ بھی ایک قسم کا معاہدہ ہے پھر جو شخص اس معاہدہ کو توڑتا ہے وہ بیشک بے ایمان ہے اور ہرگز دیانتدار نہیں اور چونکہ وہ وقت دوسرے کا ہو چکا تھا اور اب یہ اسکو اپنے مصرف میں لاتا ہے تو اسلئے وہ دغاباز بھی ہے اور ہرگز نیک چلن نہیں جس شخص کو اپنے وقت کا خیال نہیں اسکو اپنے کاروبار کا بھی خیال نہیں رہتا۔ ایسوں کے ہاتھ میں ہرگز کسی قسم کا کارخانہ سپرد نہیں کرنا چاہیے۔

واشنگٹن[1] کا سکرٹری ایک دفعہ اپنے آفس میں وقت معینہ سے کچھ دیر بعد پہونچا جب واشنگٹن نے اُس سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اُس نے یہی جواب دیا کہ میری گھڑی کی چال کچھ غلط ہو گئی تھی اس لئے مجھے وقت کا ٹھیک پتہ نہ لگ سکا۔ واشنگٹن نے اُس سے کہا کہ بھائی! "یا تم نئی گھڑی مول لو یا ہم نیا سکرٹری مقرر کریں ورنہ ایسی چال سے تو کام نہیں چل سکتا"۔

---

[1] واشنگٹن ملک امریکہ کا نامی سپہ سالار جسنے انگریزوں سے لڑکر اپنے ملک کو آزاد بنایا ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۷۹۹ء میں مر گیا۔

جس شخص کو اپنے وقت کا خیال اور پابندی نہیں ہے وہ دوسروں
کے آرام و چین کا بھی برباد کرنے والا ہے ایسے آدمی سے جس کسی کا سروکار
پڑے گا وہ وقتاً فوقتاً ضرور خلجان میں پڑے گا - ایسا آدمی ہمیشہ بے انتظامی
اور بے سلیقگی کے ساتھ ہر کام میں دیر کرتا ہے - ایسا شخص اپنی بے قاعدگی
میں بہت ہی باقاعدہ ہے - اس کی بے ضابطگی میں بھی ایک ضابطہ ہے
اس کا وعدہ ہمیشہ کھانا کھانے کے بعد آنا ضروری ہے اسے گاڑی چل
چکنے کے بعد سٹیشن پر پہنچنا چاہئیے - ڈاک کے روانہ ہونے کے بعد پوسٹ آفس
میں خط روانہ کرنا لازمی ہے غرض ایسے شخص کا ہر قسم کا کاروبار اسی طرح سے وبال
ہو جاتا ہے اور جس شخص کو اس سے کچھ بھی تعلق رہتا ہے وہ ضرور اس سے ہمیشہ
رنجیدہ اور پریشان رہتا ہے -

یہ معمول ہے کہ جو ہمیشہ عادتاً وقت کے بعد کام کرتے ہیں وہ وقت کے
بعد کامیاب بھی ہوتے ہیں اور دنیا ان کو اس گوشۂ تنگ و تاریک میں پھینک
دیتی ہے جہاں لوگ رات دن زمانہ ناہنجار کو کوسا کرتے ہیں اور بخت و قسمت اور
اور تقدیر و فلک کجرفتار کو گالیاں دیتے ہیں -

اگر آدمی اعلے درجہ کا کاروباری ہونا چاہتا ہے تو اسے ان صفات کے
علاوہ مضبوطی اور استقلال بھی چاہئیے - اسے اتنی چالاکی اور سمجھ بھی ہونی چاہئیے
کہ وہ وقت پر فوراً معلوم کر سکے کہ اس جگہ کس ڈھب سے کام ہو سکتا
ہے اور پھر فوراً اسی ڈھب سے اس کام کو مستعدی اور استقلال کے
ساتھ پورا کر لے - اس صفت کی ضرورت خاصکر ان حالتوں میں بہت

ہوتی ہے جن حالتوں میں انسان کو خلق اللہ کی ایک جماعت کثیر پر حکمرانی کرنی پڑتی ہے جیسے فوج کے سرداروں اور بادشاہوں کو سپہ سالار کے لئے صرف بڑا جری اور لڑاکا ہی ہونا کافی نہیں ہے بلکہ اوسکو کاروباری اور محنتی آدمی بھی ہونا چاہئے اُسکو اتنی لیاقت ضروری ہے کہ وہ اتنا تو پہچان سکے کہ کون سا آدمی کس کام کے سپرد کئے جانے کی لیاقت رکھتا ہے اُسکو ضرور ہے کہ کل سپاہیوں کی خوراک پوشاک اور ہر طرح کے آرام کا پورا خیال رکھے یہ صفت یورپ کے دو سرداروں میں تھی اور وہ بیشک اعلے درجہ کے کاروباری آدمی تھے۔ ایک نپولین اور دوسرا ولنگٹن[۱]

[۱] ولنگٹن انگلستان کا نامی جرنیل جسنے نپولین سے بادشاہ کو واٹرلو کی لڑائی میں شکست دی۔ ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۲ء میں مر گیا۔

باب (۵)

دولت کا اچھا اور بُرا استعمال

زر کہ بدنام کند اہلِ خرد را غلط است   بلکہ زر مے شود از صحبتِ ناداں بدنام

اِس دنیا کے بازار میں عقلمند اور دانا وہی ہے جو روپے پیدا کرنیکی ترکیبوں سے واقف ہوگیا جسنے روپیہ پیدا نہیں کیا بلکہ اُسے بعنوان شائستہ صرف بھی کیا اور اپنے حقداروں کے لئے بھی چھوڑ گیا۔ یہ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا نے انسان کو صرف دولت ہی پیدا کرنیکے لئے بنایا ہے مگر اسمیں بھی شبہ نہیں کہ دولت ایسی چیز نہیں ہے جسکو نفرت کی نظر سے دیکھیں اور رہبانوں کی طرح اُس سے علحدہ رہنا گویا سانپ کے زہر سے بچنا سمجھیں اسی دولت کے ذریعہ سے سیکڑوں جسمانی آرام ہمیں میسر ہوتے ہیں اسی دولت پر قوم کی عمدہ حالت کا مدار ہے۔ جس قوم پر افلاس چھا رہی ہو وہ کبھی معزز ہوسکتی ہے؟ جسمانی آرام کو جانے دو۔ انسان کے بہت ہی اعلےٰ درجہ کے ملکوتی قوٰے بھی اسی دولت کی بدولت شگفتہ ہوتے ہیں۔ شگفتہ ہی ہونا کیوں بلکہ اُن قوٰے کا ظہور میں آنا بھی اسی پر منحصر ہے۔ کیا سخاوت۔ دیانتداری۔ انصاف۔ کفایت شعاری حسن انتظام ایسی

ایسی ایسی عمدہ صفتیں دولت کے بغیر نشو ونما پا سکتی ہیں؟ مگر ہاں میں اس سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اسی دولت کا جب برا استعمال کیا جاتا ہے تو سیکڑوں صفات ذمیمہ ہمارے دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ لالچ۔ دغا بازی۔ خود غرضی۔ بخالت۔ فضول خرچی۔ خن تلفی وغیرہ۔ اسی دولت کے برے استعمال کے نتیجے ہیں۔ لیکن اس میں دولت کا کچھ قصور نہیں آزاد انسان ہر چیزوں اور قوتوں کو برے اور بھلے دونوں طور پر استعمال کر سکتا ہے وہ ان سے نیک اور بد دونوں قسم کے نتیجے حاصل کر سکتا ہے ہنری[1] ٹیلر صاحب فرماتے ہیں کہ اگر انسان روپیہ پیدا کرنے اسکو پسماندہ رکھنے۔ خرچ کرنے۔ لین دین کے معاملے۔ لوگوں کو قرض دینے لینے اور وارثوں کے لئے چھوڑ جانے میں پورا پورا کامل نکل آئے اور کسی مد میں کہیں بھی لغزش نہ کھائے تو بیشک وہ قریب قریب کامل آدمی کے ہے۔

ہر آدمی پر فرض ہے کہ فراخ دستی اور فراغت حالی کے لئے مناسب کوشش کرے کیونکہ ایسا کرنے سے اسے جسمانی آرام میسر ہوگا اور یہ جسمانی آرام وہ شئے ہے جسکے بغیر روحانی ترقیاں ممکن ہی نہیں ہیں ۔

خداوند کنت بحق مشتغل ۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل

فراخ دست انسان ہی اپنے عزیز واقارب کے بھی کام آسکتا ہے تو کیا اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مدد نہیں کرنی چاہئے؟ انکی مدد کرنی تو گویا کا فرینا ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کی نظروں میں تب ہی

[1] ہنری ٹیلر۔ ایک انگریزی شاعر اور کئی کتابوں کا مصنف تھا ۱۸۸۶ء میں مر گیا۔

ہماری عزت ہو سکتی ہے جب وہ دیکھیں کہ یہ کسی کا دست نگر نہیں بلکہ روز بروز دولتمندی کے میدان میں آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

انسان جب منتظم ہوتا ہے اور جب اپنی چادر کے انداز سے پاؤں پھیلاتا ہے تو اُس میں ایک بہت ہی عُمدہ صفت حاصل ہو جاتی ہے یعنی کہ وہ نفس کش ہو جاتا ہے اور یہ نفس کشی وہ چیز ہے جس کے بغیر انسان انسان ہی نہیں کہا جا سکتا جان[۱] آسٹرلنگ صاحب فرماتے ہیں "تعلیم بہت ہی خراب کیوں نہ ہو لیکن اُس میں اگر نفس کُشی کی بھی تعلیم ہوتی ہو تو یہ تعلیم اُس تعلیم سے کہیں اعلےٰ اور افضل ہے جس میں ہر قسم کی تعلیم تو ہوتی ہو لیکن نفس کُشی کی نہیں"۔

پڑھنے والوں کو ایسا خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ غرُبا اور مزدور بڑی محنت سے دولت پیدا کرتے ہیں یہ تو ضرور کفایت شعار ہوں گے لیکن نہایت تعجب اور کمال افسوس کی بات ہے کہ یہ مزدور تو اوَر بھی پرلے درجے کے فضول خرچ ہوتے ہیں۔ اپنی ساری کمائی تاڑی۔ شراب میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ پھر کیا اِن مزدوروں کی حالت کو کوئی قانون درست کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب تک وہ خود اپنے نفس کو

---

[۱] جان اسٹرلنگ۔ انگلستان کا مصنف اور اخبار ٹائمس کا مشہور اڈیٹر تھا۔ اسکی سوانح عمری کو مسٹر کارل آیل صاحب نے نہایت عمدگی سے لکھا ہے ۱۸۰۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۴ء میں مر گیا۔

اپنے قابو میں نہ رکھیں سیموال ڈرو[51] صاحب نے کیا خواب فرمایا ہے :۔
"کفایت شعاری - دور اندیشی - حسن انتظام ہماری برائیوں اور عادتوں کے بہت ہی عمدہ مصلح اور کارگر ہیں - انہیں اپنے دل کے گھر میں جگہ دو! تمہیں ہرگز جب نہیں معلوم ہوگا - جب معلوم ہونے کا ذکر کیا ہے تو دنیا بھر کے قانونوں اور ٹولوں سے کہیں بڑھکر تمہاری زندگی کی برائیوں اور آفتوں کی بہت ہی اچھی طرح اصلاح اور مرمت کرنیوالے ہیں"

سقراط[52] کا قول ہے "جس آدمی کے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ دنیا میں ایک تحریک پیدا کر دے اور گویا ایک طرح کی ہل چل ڈال دے اُسے لازم ہے کہ پہلے خود اپنے دل کو متحرک کرلے - پہلے خود اپنے کو قابو میں رکھنے کی قدرت پیدا کرے تب البتہ اُس سے کچھ ہوسکتا ہے"

وہ فضول خرچ جماعت جو اپنی ساری کمائی کو پھونک ڈالتی ہے ہمیشہ ذلیل اور خوار رہیگی - دوسروں کی نظروں میں اُس کی قدر تو کیا خاک ہوگی وہ خود آپ ہی اپنی نظروں میں ذلیل بنی رہے گی - مجھے حیرت ہے کیا فضول خرچ کے دل میں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ میرے مرنے پر میرے بال بچوں کی کیا کیفیت ہوگی ؟ کیا ان کی بھی مصیبتوں کی مہیب تصویر کبھی اُسکی نظروں کے سامنے نہیں کھنچتی -

[51] ڈرو صاحب کا حال دیکھو صفحہ ۶۲ و ۶۳ وغیرہ -

[52] سقراط دیکھو صفحہ ۵۷ -

مسٹر کوبڈن[1] صاحب نے ایکبار مزدوروں کی کمیٹی میں یہ فرمایا "دنیا ہمیشہ سے دو قسم کے آدمیوں سے مرکب رہی ہے ایک تو وہ جو فضول خرچی میں ہمیشہ اپنا سرمایہ برباد کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو کفایت شعار ہیں - مگر تم اسکو یاد رکھو! کہ اس جہان میں جتنی ملیں - سڑکیں - جہاز اور محل وہ چیزیں جن سے ہم لوگوں کو آرام ملتا ہے بنی ہیں وہ کل اسی دوسرے فرقہ کے آدمیوں کی بنائی ہوئی ہیں - فضول خرچ اور بے پرواہ ہمیشہ ان کے غلام بنے رہتے ہیں اور بنے رہیں گے - بیشک فطرت کا قانون یہی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ فضول خرچ اور لاابالی آدمی ترقی کرسکتا ہے تو مجھ سا جھوٹا اور منافق کوئی دوسرا ہو نہیں سکتا -

مسٹر برائیٹ[2] صاحب نے بھی ایکبار مزدوروں کی کمیٹی میں ارشاد فرمایا - "الحمد للہ کہ اب انگلستان کے ہر درجہ کے آدمیوں میں دیانتداری پائی جاتی ہے اور اب ہر کسی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ بُری حالت سے نکلو اور اچھی حالت کی طرف بڑھو - مگر یہ یاد رکھو! کہ ترقی صرف خواہش ہی سے نہیں ہوسکتی - ترقی کے لئے یہ تین چیزیں ضروری لوازمہ ہیں محنت[1] - کفایت[2] شعاری اور بُرے فعلوں[3] سے پرہیز - جب تک ہم

---

[1] مسٹر کوبڈن انگلستان کا تاجر اور پارلیمنٹ کا ممبر اور بڑا سیاح تھا - شہر ڈنڈر فورڈ میں پیدا ہوا اور لنڈن میں ۱۸۶۵ء میں مر گیا -

[2] مسٹر برائیٹ انگلستان کا تاجر اور پارلیمنٹ کا ممبر ۱۸۱۱ء میں پیدا ہوا ہے -

اِن پر عامل نہ ہوں گے ترقی ہو نہیں سکتی - ترقی کرنے کے لئے کوئی نئی راہ نہیں ہے وہ پرانی راہ جس پر اگلے چلے تھے ہم کو بھی اُسی پر چلنا ہوگا - دیکھو! انہیں مندرجہ بالا صفتوں پر کاربند ہونے کی وجہ سے آج انگلستان میں متوسط درجہ کے آدمی کثرت سے دکھلائی دیتے ہیں - اور ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ اِن صفتوں پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے اِس انگلستان میں امیروں اور غریبوں کے سوا متوسط درجہ کے آدمیوں کا وجود تک نہ تھا - تم یہ کبھی نہ سمجھنا کہ گورنمنٹ یا کوئی قانون تمہاری حالت کو بدل سکتا ہے مجھے بہت غور و فکر کے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تم کو آپ اپنی مدد کرنی چاہیئے بس اسکے سوا کوئی دوسرا ذریعہ تمہاری ترقی کا ممکن نہیں -

کفایت شعاری سے صرف روپیہ جمع کرنا اور صندوقوں میں قفل لگا کر رکھنا خزانہ کے سانپ کی طرح رات دن اس کی صرف حفاظت ہی کرتے رہنا بیشک نہایت ذلیل کام ہے اور اِس میں کچھ شبہ نہیں کہ بخیل ہمیشہ ذلیل ہے لیکن کفایت شعاری اِس غرض سے کہ زندگی آرام سے بسر ہو کسی کا دست نگر ہونا نہ پڑے بیشک ایک مردانہ کام ہے اور اِس نیت سے کہ عزیزوں رشتہ داروں کے حقوق سے سبکدوشی ہو قوم کی امداد کر سکوں نہایت ہی اعلیٰ بلکہ قابل تحسین کام ہے -

فرانسس ھارنر[1] صاحب نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو یہ نصیحت

---

[1] فرانسس ہارنر ایک انگریزی مصنف تھا اسنے سیاست مدن پر کئی تحریریں لکھی ہیں اور پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا - شہر اڈنبرا میں ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۱۷ء میں مر گیا -

کی کہ " اگر تم اپنی زندگی آرام سے بسر کرنا چاہتے ہو تو کفایت شعاری کو فرض سمجھو۔ یہ صفت اِس قابل ہے کہ ہر شخص اس سے موصوف ہو۔ آزادی اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور آزادی کا حاصل کرنا ہر ذی ہوش خصوصاً بلند حوصلہ انسان پر ایک بہت ہی ضروری فرض ہے۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی چادر کے اندازے سے پاؤں پھیلائے بغیر اسکے دیانتداری محال ہے کیونکہ جو شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ ضرور دوسروں کے سر کھپاتا ہے ۔

باگرسنگی قوت پرہیز نہ ماند　　افلاس عنان از کف تقوی بستاند

وہ حضرات جو چند روزہ عیش و عشرت میں اپنا کُل سرمایہ خرچ کر ڈالتے ہیں اور اپنے حقدار عزیز و اقارب کا خیال تک دل میں نہیں لاتے۔ وہ پہلے تو اپنی عیاشی کے نشہ میں کچھ ایسے بدمست رہتے ہیں کہ ایک نہیں سمجھتے۔ لیکن جب گدائی کی تُرشی اُن کا سارا نشہ اوتار دیتی ہے تب اُنہیں اپنے افعال پر حسرت اور ندامت ہوتی ہے اور اب آکر اُنہیں اپنی دولت کی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے مگر " اب پچھتائے کیا ھوت جب چڑیاں چُگ گیئں کھیت " یہ فضول خرچ اگرچہ فطرتی سخی بھی ہوں لیکن اِن کی بے پروائی انہیں ایسا کنوئیں جُھکاتی ہے کہ آخر یہ اپنی نظروں میں آپ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی اچھی خاصی دولت کو اپنے گرانمایہ وقت کی طرح اک قلم پھونک ڈالتے اور جب اُن کی دولت اُن کی فضول خرچیوں کے لئے کافی نہیں ہوتی تو آخر اس موہومی امید پہ قرض لیتے ہیں کہ آیندہ ادا ہو جائے گا۔ اداتو کیا خاک ہوگا

رہی سہی آزادی کا تاج بھی چھن جاتا ہے اور آخر کو شرافت سے بھی دست بردار ہونا پڑتا ہے - ایسے آدمی دُنیا کے بڑے شاکی ہوتے ہیں اور سب کو اپنا دشمن سمجھ لیتے ہیں لیکن سچ پوچھو تو اِن کا کوئی بھی دُشمن نہیں ہوتا یہ اپنے دشمن آپ ہوتے ہیں جس شخص نے اپنے اوپر رحم نہ کھایا پھر اُس کا دوسروں کی رحمت اور شفقت کا امیدوار ہونا محض نری بیوقوفی ہے - وہ آدمی جو حساب وکتاب سے چلتے ہیں جو سنبھل سنبھل کر اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں اکثر اُنہی کے جیبوں میں اتنے روپے پائے جاتے ہیں جو کبھی کسی مصیبت زدہ کے کام آجائیں لیکن وہ حضرت جو شاہ خرچ کہلاتے ہیں وہ تو صرف نام ہی کے شاہ ہوتے ہیں ایک محتاج کی مدد بھی اُن سے نہیں ہوتی -

اِس میں شُبہ نہیں کہ کوتاہ اندیشی ہی کی وجہ سے انسان کاروبار میں تنگ دل ہو جاتا ہے اور ایسوں سے اِس جہان میں کامیابی بہت مشکل ہے - جس کی نظر ہمیشہ ایک ہی کوڑی پر رہتی ہے وہ دو کوڑی کبھی نہیں دیکھ سکتا - ایک چھوٹے دانے ہی کی تاک میں بیٹھنے والی چیونٹی پہاڑ کو کبھی خیال میں بھی نہیں لا سکتی یعنے جو شخص دنایت پر کمر باندھتا ہے وہ اکثر مرتے دم تک دنی الطبع ہی رہتا ہے کبھی بلند نظر نہیں ہوتا اُس کی نظر صرف جزئیات ہی پر محدود رہتی ہے - کُلیات کا تصور اُس کے دماغ میں سماہی نہیں سکتا - بیشک دیانتداری کی طرح سخاوت بھی بہت عمدہ پولیسی (حکمت عملی) ہے تواریخ میں ایسی مثالیں بہت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ دیانتدار اور سخی بھی

ہمیشہ کامیاب رہے اور چل نکلے۔ اور بخیل اور تنگدل آدمی منہ ہی دیکھتے رہ گئے۔ سچ ہے جس کی دیگ اُسی کی تیغ"۔

خالی کیسہ ہمیشہ سرنگوں ہی رہتا ہے اسی طرح قرضدار کبھی سربلند نہیں ہوتا وہ لالچی بن جاتا ہے وہ اپنے مہاجن کا گویا غلام ہو جاتا ہے اس کی نظر ہمیشہ نیچی رہتی ہے وہ سچائی پر کبھی قایم نہیں رہ سکتا۔ یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ "قرض کی پیٹھ پر جھوٹ کی سواری" یعنے قرض کے ادا کرنے اور تقاضوں سے بچنے میں انسان کو اکثر وعدہ خلافی کرنی پڑتی ہے جھوٹا وعدہ کرنا ہوتا ہے۔ پہلے ہی مرتبہ قرض نہ لینا اور قرض دینے والے کا احسان مند نہ ہونا بہت آسان ہے لیکن جب انسان ایک مرتبہ قرض کا بوجھ اٹھا لیتا ہے تو دوسری دفعہ پھر اُسکا بوجھ اُٹھا لینے میں اُسے کچھ روک اور مضایقہ نہیں ہوتا اور آخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ وہ شخص قرض کے اُس جال میں پھنس جاتا ہے جس سے ہزار کوشش کرنے پر بھی نکلنا دوبھر ہو جاتا ہے ؎

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ میل   چو پُر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل

جیسے کوئی ایک جھوٹ بولتا ہے تو اُس جھوٹ کو پایۂ صداقت پر پہونچانے کے لئے اُسے کئی جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح سے جو شخص ایک دفعہ قرض لیتا ہے تو پھر اُسے اُس قرض کے ادا کرنیکے لئے مسلسل اور غیر متناہی قرض لینا پڑتا ہے جانسن[1] صاحب نے قرض کے بارے میں کیا عمدہ

---

[1] جانسن دیکھو صفحہ ۳۹۔

مضمون لکھا ہے کہ قرض لینے کے عادی نہ بنو یہ تمہیں صرف تکلیف ہی نہیں دیگا بلکہ مصیبت میں بھی پھنسائے گا اور غریب بھی بنا چھوڑے گا اور تم جانتے ہو کہ اسی غربت کی وجہ سے انسان بھتیرے نیک کاموں کے کرنے سے مجبور ہو جاتا ہے - اسی غربت کی وجہ سے بھتیرے جرموں کا مرتکب ہوتا ہے اسلئے ہرگز قرض نہ لو اور ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ غربت تمہارے پاس نہ پھٹکے - انسان کی کل خوشیوں کا خون کرنے والی یہی غربت ہے - جتنی مقدار تمہارے پاس ہو اُس سے بہت کم خرچ کیا کرو - کفایت شعاری سے تمہیں صرف چین و آرام ہی نہیں نصیب ہوگا بلکہ تم سخی بھی ہو سکتے ہو - جو شخص اپنی مدد نہیں کر سکتا ہے وہ دوسروں کی کیا مدد کر سکتا ہے - ہم لوگ کسی کی مدد تب ہی کر سکتے ہیں جب ہمارے پاس اپنے ضروری اخراجات سے فاضل سرمایہ ہو -

ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مصارف کو قلمبند کیا کرے - خرچ کا لکھ رکھنا کوئی بڑا مشکل کام نہیں ہے اور اس میں بہت بڑا نفع ہے -

لوک[۱] صاحب کا یہ مقولہ ہے جبتک انسان کے اخراجات ہر وقت اسکی نظر کے سامنے نہ ہوں تب تک وہ حساب سے چل ہی نہیں سکتا -

نوجوانوں کو لازم ہے کہ جب کسی کام میں ہاتھ لگائیں تو اسکو بعنوان شائستہ شروع کریں - کیونکہ کسی کام کو بعنوان شائستہ شروع کرنا ہی

---

[۱] لوک ایک انگریزی مشہور فلاسفر تھا - یہ موحد عیسائی تھا اسکی تحریریں بڑی عظمت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں ۱۶۳۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۰۴ء میں مرگیا -

گویا اُس میں نصف کامیاب ہوتا ہے بہتیرے جوانوں نے اسی غلط ابتدا کی وجہ سے ایسی ٹھوکر کھائی ہے کہ اُن کی ہمت ہی پست ہو گئی ہے

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ابتدا ہی میں کسی کام کا سجل اور سڈول ہونا اُس کی آیندہ ترقیوں کے بہت عمدہ آثار ہیں۔

بہتیرے صرف نتیجہ ہی اُٹھانے کی فکر میں پڑے رہتے ہیں۔ اگلوں نے اس کام کو جس جگہ سے شروع کیا تھا وہیں سے شروع کرنا انہیں نہیں بھاتا بلکہ جہاں پر اُن بزرگوں نے اس کام کو ختم کیا تھا یہ اُسی جگہ سے اُسکو شروع کیا چاہتے ہیں۔ اُن کے دل میں یہ خواہش ہے کہ محنت کے نتیجے آپ سے آپ حاصل ہو جائیں لیکن محنت کرنی نہ پڑے۔ ایک صاحب سے جب لوگوں نے پوچھا کہ جناب! آپکے لڑکے اِس قدر جلد کیوں تباہ ہو گئے؟ اُن کی تجارت میں ترقی کیوں نہ ہوئی؟ تو اُنھوں نے جواب دیا "حضرت! جب انسان ابتدا میں چنے چبا کر کسی قسم کا کارخانہ پھیلاتا ہے تب انتہا میں پلاؤ۔ قورمہ تک کی نوبت پہونچتی ہے، لیکن اِن حضرات نے پلاؤ قورمہ ہی سے ابتدا کی۔ اِسی لئے ان کی یہ نوبت پہونچی"۔

نوجوانوں کی ترقی کی راہ میں لُبھانیوالی اور للچانے والی چیزوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ جہاں وہ کسی خواہش سے بھی مغلوب ہوے تو پھر قدم قدم پر ذلت اُن کے آگے ہے۔ نفسانی خواہشوں کی پابندی۔ نوجوانوں کے دلوں سے اُس فطرتی نور کو زائل کر دیتی ہے۔ جسکو خدا نے ہم لوگوں کی بھلائی کے

لیئے اُنکے دلوں میں رکھا ہے - جسوقت تمہارا نفس امّارہ تمہیں برائیوں کی ترغیب دے - اُسوقت تمہارا نہایت دلیری اور مستعدی سے ایک "نہیں" کا لفظ کہدینا اُن برائیوں سے بچنے کے لیئے بس ہے - بڑی باتوں کے نکرنے میں پس وپیش کرنا بلا میں گرفتار ہونا ہے - کیونکہ اپنے حفظ ناموس کے بارے میں جو عورت پس وپیش میں پڑی تو سمجھ رکھو کہ اُسنے اپنے عزت اور آبرو کھودی برائیوں سے بچنے کے لیئے صرف دعا ہی سے کچھ نہیں ہوسکتا - برائیوں کو کماحقہ بُرا سمجھ لینا ہی اُن برائیوں سے بچنا ہے - اب چاہو تم اُسے دعا کہو یا نجات خدا سے دُعا مانگنی اور منتیں کرنی کہ وہ ہم سے برائیوں کو چھوڑا دے اور پھر ہمت کر کے اُن برائیوں سے الگ نہ ہونا بڑی بے ادبی و خلاف تعظیم خداوندی بلکہ ایک قسم کا نفاق ہے - اِس زندگی میں سیکڑوں لُبھانے والی خواہشیں اور خوش آیند چیزیں انسان کے سامنے آتی ہیں پھر اُن میں سے ایک کا بھی تابع ہو جانا - اپنی ایک خوبی کو کھونا اور رفتہ رفتہ کمزور بننا ہے - اگر انسان دلیری اور ہمت کر کے ایک بڑی خواہش سے بچے تو پھر اُسے دوسری سے بھی بچنے کی جرأت حاصل ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر برائیوں سے برابر بچتا چلا جائے تو آخر اُسکو برائیوں سے بچنے کی عادت ہو جاتی ہے - انتظام الٰہی یہی ہے کہ اِس دنیا کے کل کاروبار عادتوں سے ہوا کریں -

ھگ[1] ملر صاحب لکھتے ہیں کہ "میں مستری کا کام کرتا تھا - ایک

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۴

دن میں اور میرے ساتھیوں نے معمول سے کچھ زیادہ کمایا۔ سبھوں کی یہ رائے ہوئی کہ آؤ! آج اس کی خوشی میں سب کوئی مِلکر خوب شراب پئیں۔ میں بھی اپنے ساتھیوں کی دیکھا دیکھی دو پیالے پی ہی گیا۔ گھر جو آیا تو میری باتیں بہکی بہکی باتیں ہوتی ہیں۔ قدم کہیں کے کہیں پڑتے ہیں کتاب پڑھتا ہوں تو حروف بھاگتے نظر آتے ہیں۔ آنکھ ہے کہ ٹھہرتی ہی نہیں۔ مجھے اپنی اس حالت پر سخت ندامت ہوئی۔ دل میں مصمم ارادہ کیا کہ اب شراب کو کبھی ہاتھ سے چھوؤنگا بھی نہیں۔ چنانچہ اس کامل ارادہ سے مجھے بہت بڑا نفع ہوا۔ اور ابھی تک میں اپنے اُسی مصمم قصد کی بدولت (خدا کے فضل سے) اُس بُری بلا سے بچا ہوا ہوں"۔

اسیطرح کا قطعی فیصلہ انسان کو برائیوں سے بچاتا ہے اگر صاحب موصوف دوسری مرتبہ شراب پی لیتے تو پھر اُس سے بچنا مشکل ہوتا اور اگر کہیں اُنہیں اسکی عادت پڑ جاتی تو پھر معاذ اللہ منہا اسکا چھوٹنا مشکل کیا بلکہ ناممکن ہوجاتا ہے

خوے بد در طبیعتے کہ نشست ۔۔۔ نرود جز بہ مرگ پیش از دست

شراب خواری جوانوں کے حق میں زہر ہلاہل ہے سر والٹر اسکاٹ[۱] صاحب انگلستان کا نامی شاعر اور قصہ نویس لکھتا ہے کہ "شرابخوری اور کمال ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ یعنی کامل آدمی اور شراب کا عادی ہو یہ ممکن نہیں۔ شراب۔ کفایت شعاری۔ تندرستی۔ ایمانداری سب کو خاک میں ملاتی ہے۔

---

[۱] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۶

اگرچہ برائیوں سے بچنے کا مصمم ارادہ کر لینا بعض حالتوں میں بہت بہتر ہے لیکن اصل یہ ہے کہ جب تک خیالات نہیں بدلتے تب تک عادتوں کے بدلنے کے لئے ہزاروں کوششیں کیوں نہ کی جائیں سب نقش بر آب ہیں۔ اپنے اوپر فتح پانی اور اپنے کو قابو میں رکھنا سب فتح یابیوں سے بڑھکر ہے۔

دولت کے بارے میں سیکڑوں مقولے اور بیسیوں ضرب الامثال زبان زد ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ "قطرہ میں قطرہ ملے تو دریا ہو جائے بوند ہی بوند تالاب بھر جاتا ہے ؎

قطرہ قطرہ بہم شود بسیار   دانہ دانہ است غلہ در انبار

جو کوڑی بچ رہی وہ گویا از سر نو ملی۔ جب تکلیف نہیں تو دولت بھی نہیں جب پیسہ نہیں تو مٹھائی بھی نہیں۔ کاہلی افلاس کی کنجی ہے جسکے ہاتھ ڈوئی اسی کا سب کوئی۔ سب خرچ کروگے تو بچاؤگے کیا؟ رات کو بھوکے پیٹ سو رہنا صبح کو قرضدار اٹھنے سے بہتر ہے ؎

بہ تمنائے گوشت مردن بہ   کہ تقاضائے زشت قصاباں

صبح خیزی دلیل دولت ہے۔ اسی قسم کی ضرب المثلوں میں دولتمندی کے اسرار مخفی ہیں۔ انہی جملوں میں اگلوں کے تجربوں کے نتیجے پوشیدہ ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں "کاہل مسرف کا بھائی ہے۔ اسے کاہل چیونٹی سے محنت سیکھ! جو شخص جاڑوں کے خوف سے کھیت نہ جوتے گا وہ غلہ کیونکر کاٹے گا۔ بندۂ شکم اور شرابی

یہ دونوں ضرور غریب ہونگے۔ کاہلی تمہیں چیتھڑے پہنائیگی۔ دوراندیشی حاصل کرنی دولت حاصل کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے ؎

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید بنود وجہ بامداد انش
مور گرد آورد بتابستاں تا فراغت بود زمستانش

اگر آدمی محنتی اور کفایت شعار ہو تو بہت جلد اُس حالت کو پہونچ سکتا ہے کہ جس میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ ایک پائی کی کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن اگر اسی کو ہوشیاری سے صرف کریں تو خانہ داری کے سیکڑوں بکھیڑوں سے نجات مل سکتی ہے۔ ایک مزدور جس کا نام ٹومس رائٹ[۵] تھا۔ شہر مینچسٹر کے گودام میں کام کرتا تھا۔ یکایک اس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سرکاری مجرم قید خانہ سے رہائی پانے کے بعد بھی نیک چلن نہیں ہوتے اور اپنی بُری عادتوں سے باز نہیں آتے۔ کوئی ایسی تدبیر ہوتی جس سے یہ سدھر جاتے۔ اِس بات کا اُسکو بہت خیال رہا اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح یہ نیک چلن بن جائیں۔

یہ شخص چھ بجے صبح سے چھ بجے شام تک برابر گودام کا کام کرتا تھا۔ آخر اُسکی دیانتداری اور محنت نے اُسے گودام کا افسر بنا دیا۔ جو قیدی جیلخانہ سے چھوٹتا اُسکو یہ شخص اپنی فرصت کے وقت میں وعظ و نصیحت کرتا۔ اِسی طرح دس برس تک اُن کی اصلاح میں اسنے کوشش و سعی کی جسکا نتیجہ یہ

[۵] ٹومس رائٹ صاحب۔ زمانہ حال کا ایک بڑا انگریزی مصنف ہے اسنے بہت سی کتابیں از قسم تواریخ تیار کی ہیں سنہ ۱۸۱۰ع میں پیدا ہوا تھا۔

ہوا کہ تین سو آدمی جنکا پیشہ محض چوری اور دغا بازی تھا محنتی اور کام کے آدمی ہو گئے - اس شخص کی ماہواری آمدنی صرف اسی روپیہ کی تھی - لیکن کفایت شعاری کی بدولت صرف اپنے کل رشتہ داروں اور عزیزوں ہی کی مدد نہیں کرتا تھا بلکہ بہتیرے غربا اور مساکین اس سے فیض پاتے تھے - اس شخص کی زندگی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اگر انسان محنتی اور کفایت شعار ہو تو وہ دوسروں کی بھی مدد کر سکتا ہے اور اپنی زندگی بھی چین و آرام سے بسر کر سکتا ہے - دیانت داری کے ساتھ جس پیشہ میں ہاتھ لگاؤ گے اسی میں عزت پاؤ گے اب چاہے وہ موچی کا کام ہو یا درزی کا لوہار کا کام ہو یا جولاہے کا - فولڈ[۱] صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ "جن دیانت دار محنتیوں کا پیشہ دنیا کی نظروں میں ذلیل معلوم ہوتا ہے انہیں ہرگز شرمندہ نہیں ہونا چاہئے شرم اُن کو لازم ہے جو بے ایمانی سے روپے کماتے ہوں لارڈ ٹنڈرٹن[۲] ایک مرتبہ اپنے بیٹے سے ایک چھوٹی سی دوکان کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا کہ میرے والد یعنی تمہارے دادا اسی دوکان میں بیٹھ کر ایک پیسہ میں لوگوں کی حجامت بنایا کرتے تھے اور اس جملہ کو انہوں نے فخریہ طور پر کہا ایک شخص نے شہر تمس واقع ملک

---

[۱] ایک انگریزی مورخ اور پادری تھا اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اس نے ڈی ای کا خطاب بھی پایا سنہ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۹۴ء میں مر گیا۔

[۲] ٹنڈرٹن دیکھو صفحہ ۱۳

فرانس کے لارڈ پادری بشاپ فلیچر صاحب کو طعن سے یہ کہا کہ آپ تو پہلے موم بتی ہی بنایا کرتے تھے نا؟ انہوں نے جواب دیا۔ "ہاں بھائی! میں پہلے موم بتی ہی بنایا کرتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ ترقی کر کے اب اس رتبہ کو پہونچا ہوں لیکن اگر تم میری حالت میں ہوتے تو ابھی تک موم بتی ہی بنایا کرتے اور ہرگز ترقی نہ کرتے"۔

مسٹر لوورڈ صاحب[۱] ایام طفولیت میں ایک نہایت ہی غریب آدمی تھے۔ لوگوں کی لیمپ کی چمنیاں صاف کیا کرتے تھے لیکن محنت اور کفایت کی وجہ سے آخر کو بہت بڑے امیر ہو گئے۔ ایکدفعہ برنارڈ صاحب نے اُنسے پوچھا کہ آپ کی ترقی کی اصل وجہ کیا ہوئی؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ "میں نے کسی گھنٹے اور کسی روپیہ کو بیکار اور ضائع ہونے نہ دیا"۔

دولت حاصل کرنے کے لیے ہمت کی بڑی ضرورت ہے جان فاسٹر صاحب[۲] لکھتے ہیں "ایک جوان مالدار نے دو تین برس کے عرصہ میں اپنی کل جائیداد عیاشی اور فضول خرچی میں برباد کر دی اور بالکل محتاج ہو گیا جیسے دوست بھلا ایسے وقت میں کب کام آتے ہیں۔ غمخواری کے بارے اُس سے نفرت کرنے لگے۔ جب وہ نہایت ہی محتاج ہو گیا تو اپنی آیندہ کی ذلت اور مصیبت کو خیال کر کے باوجودیکہ جان کیسی پیاری ہوتی ہے۔ اُس نے جان دینے کا ارادہ کیا اور دل میں ٹھان لیا کہ چلو پہاڑ

[۱] مسٹر لوورڈ انگلستان کا ایک تاجر تھا ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۵ء میں مر گیا۔

[۲] جان فاسٹر۔ دیکھو صفحہ ۴۶

پرسے اپنے کو نیچے گرادو - غرض خودکشی کا مصمم ارادہ کرکے وہ ایک پہاڑی
کی چوٹی پر چڑھ گیا - وہاں سے وہ کُل بستیاں جو ایک دن خاص اُسی کی
تھیں نظر آنے لگیں اُن کو دیکھ کر وہ دریائے تحیر میں ڈوب گیا اور خیال
کی بڑی بڑی لہروں میں پڑ گیا - گھنٹوں کے بعد قوت فیصلہ نے سہارا
دیا - ہمت اور استقلال نے جو بازو پکڑے تو ساحلِ مقصود نظر آنے لگا
خوشی کے مارے اُچھل پڑا اور کہنے لگا کہ میں پھر اپنی کُل جائیداد کا مالک
ہوں گا - یہ کہکر نیچے اُتر آیا اور چند مزدوروں کو کوئلا اُٹھاتے دیکھ کر
فوراً خود بھی اُن کا شریک ہو گیا جو کچھ مزدوری ملی اُس میں سے تھوڑا تو خرچ
کیا اور باقی رکھ چھوڑا - اسی طور سے برابر محنت کرتا رہا - یہاں تک کہ تھوڑے
دنوں میں اتنی حیثیت ہو گئی کہ اُس نے ایک چھوٹی سی تجارت شروع کر دی -
اور بڑی کفایت شعاری اور محنت سے برابر سوداگری کرتا رہا تھوڑے
عرصہ میں بہت بڑا مالدار ہو گیا جان فاسٹر صاحب کہتے ہیں - کہ
میں برابر اُس شخص کی حالت کو دیکھتا رہا اُس نے اپنی کُل جائیداد پھر
خرید کی اور چھ لاکھ روپے نقد چھوڑ کر مر گیا - بیشک اس شخص میں فیصلہ
کرنے والی قوت تھی - انہی باتوں کو وہ پہاڑی پر سوچ رہا تھا اور بے
فیصلہ کئے وہاں سے نہ ہلا اور اُترا تو ہمت اور استقلال دو رفیقوں کو ساتھ
لیکر نیچے اُترا اور جو کچھ وہاں سوچا وہی کر گذرا - اسکی بخالت سے قطع نظر کرو
تو بیشک یہ شخص تعریف کے قابل ہے -

اگر یہ اپنے روپے رفاہ عام میں صرف کرتا تو کتنے فخر کے لایق ہوتا

انسان کتنا ہی دیانتداری سے روپے کیوں نہ حاصل کرتا ہو لیکن جب جو
اپنے روپے سے لوگوں کو نفع نہیں پہونچاتا ہے تو وہ بہت ہی ذلیل آدمی ہے جوانوں
کو ہمیشہ اسکا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی جوانی کی کفایت شعاری کہیں بڑھاپے
میں جا کر بخالت نہ بنجائے اور جو کام پہلے فرض عظیم تھا کہیں وہی گناہ عظیم ہو جائے
دولت نہیں بلکہ دولت کی محبت سب گناہوں کی جڑ ہے - دولت کی
محبت انسان کے دل کو تنگ اور تاریک بنا دیتی ہے اور صفات حمیدہ کا نور اس
میں آنے نہیں دیتی -

جس شخص نے اپنی ذاتی محنت اور کوشش سے دولت حاصل کی ہو
وہ بیشک نہایت تعریف کے قابل ہے مگر یہ یاد رہے کہ نیک چلنی صرف
دولت سے ہی حاصل نہیں ہوتی جس شخص کو ہمیشہ ایک ایک پیسے کا خیال
رہتا ہے وہ کبھی نیک کاموں اور رفاہ عام میں اپنے روپے صرف
نہیں کر سکتا - وہ فی الحقیقت ایسے موقعوں میں بہت ہی غریب ہو جاتا
ہے - بے شک "تونگری بدل است نہ بمال" - بعض موقعوں میں ایک پیسہ
بھی دے دینا خوش نیتی کی بدولت اشرفی سے کہیں زیادہ بیش بہا
اور قابل قدر ہو جاتا ہے - میں نہیں جانتا کہ اس شخص کو دولت سے
کیا فائدہ اور امارت سے کیا حظ ملتا ہے جس کا کیسہ زر تو بھرا ہوا ہے مگر
ہمت ندارد - زمینداری تو وسیع ہے مگر دل تنگ - گھر میں تو بہت کچھ
ہے مگر حوصلہ نہیں ہمت نہیں - بیشک غربت اور امارت صرف دل ہی
پر منحصر ہے -

کوئی شکاری ایک تنگ منہ والے مٹکے میں تھوڑی مٹھائی ڈالکر چپکے سے جنگل میں رکھ آیا۔ ایک بندر نے اُسے دیکھا پاس جو گیا تو مٹھائی پائی۔ نکالنے کے لئے اُس میں ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر کر ہاتھ باہر نکالنا چاہا لیکن اب وہ نکلے تو کیونکر نکلے نہ مٹکے کا مُنہ پھیلتا ہے اور نہ وہ اپنی مُٹھی کھولتا ہے۔ اُسے اتنی عقل نہیں کہ مٹھی کھولدے مٹھائی سے ہاتھ اُٹھائے اور اپنی جان بچائے آخر کار شکاری آیا اور اُسے گرفتار کر لیگیا۔ ٹھیک یہی مثال اُن لوگوں پر صادق آتی ہے جو مال کی محبت میں پھنس جاتے ہیں یہانتک کہ وہ بڑا شکاری یعنی موت اُنہیں گرفتار کر لیجاتا ہے۔ یہ مثال بہت غور کے قابل ہے اگر ہم برابر اسکا خیال رکھیں کہ ہماری حالت اُس بندر کی سی نہ ہونے پائے تو سیکڑوں بلاؤں سے بچ سکتے ہیں۔

دولت کی تعریف میں لوگوں نے بہت کچھ مبالغہ کیا ہے لیکن سوچ کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان میں جتنے بڑے بڑے کام ہوئے وہ کچھ دولتمندوں ہی سے نہیں ہوئے دین عیسوی کے پھیلانے والے سارے یورپ کی موجودہ تہذیب کے بانی۔ علوم و فنون کے موجد اکثر غربا ہی تھے اور بعض تو ایسے تھے کہ صرف مزدوری پر اُن کی اوقات تھی۔

دولت اکثر اپنی ذاتی کوشش اور سعی کو روکتی ہے اُن امرا کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھو! جو بیٹھے بٹھائے بے درد سر اپنے باپ دادوں کی میراث پاکر امیر بن بیٹھے ہیں اور دولت اُنکے حق میں نعمت ہونیکے بدلے آفت ہو گئی ہے ایسے مال مفت کے پانیوالے مشخص کاہل اور بیکار ہوتے ہیں اور ہمیشہ اپنے گرانمایہ وقت کے بیچ کرنیکی فکر میں رہتے ہیں اگر یہی دولتمند لڑکے اپنی دولت کا اچھا استعمال کریں اور اپنی جوابدہی کا خیال

رکھیں تو ان کی ذات سے کتنی بھلائی ہو سکتی ہے۔

اپنی قوم میں معزز ہونیکی کوشش کرنی ہر شخص پر فرض ہے لیکن صرف بگھی۔ گھوڑے اور مصاحبوں سے سچی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ نیک چلن غریب بدچلن امیر سے لاکھ درجہ زیادہ معزز ہے۔ زندگی کی علت غائی جسم۔ دل۔ دماغ اور روح کی ترقی ہے اور دولت بھی وہی مفید اور ضروری ہے جو ان صفات کی معاون ہو۔ دولتمند انسان اعلےٰ درجہ کی سوسائیٹیوں میں بیشک داخل ہو سکتا ہے لیکن یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہاں اس کی عزت بھی ہو۔ سیکڑوں ہزاری مل ایسے پاؤ گے جنکی عقلمندوں میں کچھ بھی عزت نہیں ہوئی۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ صرف ایک طرح کے خزانچی یا کیسۂ زر تصوّر کئے جاتے ہیں۔

اپنی قوم میں معزز ہونا لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرنی یہ کچھ ضرور نہیں کہ دولت ہی سے حاصل ہو بلکہ یہ فخر نیک چلنی۔ تجربہ کاری اور مفید خلایق ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

باب (۶)

اپنی تعلیم آپ

"تا خود از خویشتن نیاموزی　　نہ بہ سود و بپند لقمانت
خود اگر پند و جہ خیر بدی　　جائے بوجہل کے بدید بدی"

"دنیا میں دو طرح پر تعلیم ہوتی ہے ایک تو دوسروں کے ذریعہ سے جسکو
سب کوئی جانتے ہیں اور دوسری جو بہت ہی اعلے اور بغایت مفید ہے وہ
تعلیم ہے جو انسان اپنی آپ کرتا ہے" (رگبن)

"کیا کوئی ایسا بھی ہے جو مصیبت اور تکلیف سے ہراساں اور
طوفان سے ڈرتا ہے اگر کوئی ہے تو وہ سمجھ رکھے کہ اس سے کچھ بھی نہ ہوگا
کیا کوئی ایسا بھی ہے جو اپنی فتحیابی کے لئے کمربستہ ہے اگر کوئی ہے تو اس
سے کہدو کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا" (جان ہنٹر)

عقلمند اور کام کے آدمی مشکلوں پر کسی نہ کسی وقت تک ضرور فتحیاب
ہو ہی جاتے ہیں لیکن سست اور کاہل ہمیشہ اپنے دل کے گڑھے ہوئے
موانعات سے ڈرتے اور کانپتے رہتے ہیں اور ایک ہلکی سی ٹھوکر سے
بلبلا اٹھتے ہیں - کاہل اپنی کاہلی اور نامردی کی وجہ سے ایک آسان کام

کو بھی غیر ممکن بنا دیتے ہیں" (سمائلز)

انگلستان کا ایک نامی شاعر اور قصہ نویس سر والٹر اسکاٹ[1] لکھتا ہے کہ تعلیم کا وہ دوسرا حصہ یعنی آپ اپنی تعلیم کرنی بہت ہی تعریف اور قدر کے قابل ہے بنجمن بوڈی[2] ہمیشہ اس بات کا فخر کیا کرتا تھا کہ میں نے اپنی تعلیم آپ کی۔ فی الحقیقت جتنے ایسے گذرے ہیں جنھوں نے کسی علم و ہنر میں پوری لیاقت حاصل کی تھی وہ سب کے سب اپنی تعلیم آپ کرنے والے اور خود اپنے کو آپ سکھلانے والے تھے۔ سکول کی تعلیم ایک ابتدائی تعلیم ہے اور اس سے صرف اتنا نفع بیشک ہوتا ہے کہ آدمی کو محنت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے جو کچھ ہم دوسرے معلموں کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہم خود اپنی کوشش و سعی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ جب محنت کے ذریعہ سے فتح حاصل کی جاتی ہے تو اس وقت علم اپنی ملک ہو جاتا ہے مگر اس کی صفائی اور قیام تب ہی حاصل ہوتا ہے جب ہم خود اپنے ہاتھ پاؤں ہلائیں اور اپنے پاؤں چلیں۔ اس طرح حاصل کرنے سے علم نقش کالحجر ہو جاتا ہے۔ ایسی کوشش سے ہماری چھپی ہوئی قوتیں ابھر آتی ہیں

[1] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۶ و ۵۷۔

[2] بنجمن بوڈی۔ ملک فرانس کا ایک مصنف تھا۔ شہر پیرس میں ۱۷۴۳ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۷۹۴ء میں قتل کیا گیا۔

اور اپنی ساری قوتوں پر ہمارا پورا قبضہ ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ ایک حساب کے نکالنے یا اقلیدس کی ایک شکل کے ثابت کرنے سے ہم لوگوں کو دوسرے حساب کے نکالنے یا دوسری شکل کے ثابت کرنے کی قوت حاصل ہو جاتی ہے اور اسی قسم کی روزانہ مشق سے علم آخر ملکہ ہو جاتا ہے اگر ہم خود کوشش نہ کریں تو اوستاد یا کتاب ہمارے کس کام کے ہیں۔

اچھے اچھے اوستادوں نے اس امر یعنے اپنی تعلیم آپ کرنے پر خوب غور کیا ہے اور اسی لئے ہمیشہ اُن کی یہی کوشش رہی ہے کہ لڑکے اپنے بل چلیں۔ لنگڑوں کی طرح اُنہیں عصا کی ضرورت نہ رہے۔ سہارا ڈھونڈھنے کی عادت چھوٹ جائے۔ علم کے دریا میں بے سہارا تیرنا سیکھیں۔ اس قسم کے اوستاد پڑھاتے بہت کم تھے وہ لڑکوں کو صرف علم حاصل کرنے کا طریقہ بتلاتے تھے۔ اُنہیں کام کا آدمی بناتے تھے۔ یہ لڑکوں کو وہ چیز سکھلاتے تھے جس پر عمل کرنا کتابوں کے پڑھنے سے کہیں زیادہ مفید ہے۔ ڈاکٹر آرنالڈ[1] صاحب کی یہی کیفیت تھی۔ یہ صرف لڑکوں کو اپنے بل چلنا سکھلاتے تھے ... یہ لڑکوں کو بتلا دیتے تھے کہ انسان کس طرح اپنی کوششوں سے اپنی اندرونی قوتوں کو جو اُس میں ودیعت رکھی گئی ہیں پھر زندہ کر سکتا ہے وہ صرف لڑکوں کی رہنمائی کرتے۔ اُنہیں دلاسا دیتے۔ بلند حوصلہ بناتے۔ اور بیشک اچھے اوستادوں کا صرف

---

[1] ڈاکٹر ارنالڈ۔ انگلستان کا مشہور عالم اور بہت ہی محنتی آدمی گذرا ہے ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں مر گیا۔

اتنا ہی کام ہونا چاہئے - ان کا قول تھا کہ لوگ لڑکوں کو اکسفورڈ کالج میں
بھیجکر آرام طلب بنا دیتے ہیں اس سے تو بہتر تھا کہ انہیں وان ڈی منس
لینڈ کے جزیرہ میں بھیجدیتے جہاں انہیں اپنی کوششوں سے روٹی
پیدا کرنی پڑتی - یہ اپنے ایک محنتی اور جفاکش شاگرد کی شان میں کہتے
تھے کہ یہ لڑکا اس قابل ہے کہ میں اس کے سامنے ٹوپی اتار کے کھڑا رہوں
جیسی مثالیں اس کتاب میں لکھی گئی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ
بڑے بڑے ذہین بھی محنتی ہیں - اندازے محنت کرنی انسان کے جسم
کو نافع اور مرغوب بھی ہے جس طرح پڑھنے لکھنے سے دل کی تعلیم ہوتی
ہے اسی طرح محنت سے جسم کی تعلیم ہوتی ہے - ہر شخص کے بیکار اور
معطل قوتوں کے لئے اسکے مناسب کوئی نہ کوئی کام یا شغل دنیا میں ضرور
موجود ہے اور ہر کام کرنے والوں کے لئے ضرور فرصت کا کوئی وقت بھی
ہے - محنت یعنی کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا انسان کی فطرت ہے اور
عام انسان کو اس کی طرف ایک ایسا طبعی رجحان ہے جسکو کوئی روک
نہیں سکتا - قوم کے وہ لوگ بھی جنہیں بہت فرصت رہتی ہے بعض اوقات
کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ ان کی مجبوری ایسی ہوتی ہے کہ اس
سے چارہ نہیں بعض لومڑیوں کا شکار کرتے پھرتے ہیں بعض تو پہاڑوں پر
چڑیوں کے شکار میں مشغول - اور بعض کوہستان کی فضا دیکھنے میں مصروف
رہتے ہیں - بیشک وہ کشتی پر سوار ہونے اور اسے کھینے - دوڑنے -
اور جکنے - پھاندنے - محنت یا ورزش کی تعلیم جو اسکولوں میں ہوا کرتی ہے

بہت ہی ضروری چیز ہے ڈیوک[۵۱] آوف ولنگٹن جنے نیپولین[۵۲] بونا پارٹ سے جری اور بہادر شہنشاہ کو (جنے سارے جہان میں ایک ہل چل ڈال دی تھی) شکست دی تھی ایک مرتبہ کسی کالج میں لڑکوں کو کھیلتے دیکھکر کہنے لگا کہ نیپولین سے واٹرلو کی لڑائی میں نے یہیں جیتی تھی۔ کیا معنے کہ یہ ڈیوک جب لڑکا تھا تو کالج میں اور لڑکوں کی طرح یہ بھی کھیلا کرتا تھا۔ ایسی کھیل کود بے پایاں محنت اور ورزش نے انہیں ایسی پھرتی اور چالاکی ہمت اور جرأت جفاکشی اور استقلال زور اور قوت بخشی جسکا نتیجہ واٹرلو کی لڑائی پر نیپولین کے مقابلہ میں ظاہر ہوا۔ جرمی ٹیلر کہتے ہیں کہ خبردار! خبردار! کاہلی سے کوسوں بھاگو! اپنے خالی وقتوں کو مفید کاموں سے معمور رکھو۔ کیونکہ جب تمہارے اعضا بیکار پڑے رہیں گے اور تمہارا جسم آرام طلب ہو جائے گا اور تمہاری لطیف پاکیزہ روح فکروں اور نیک ارادوں سے معطل رہیگی اور تمہارا دماغ عمدہ خیالات سے خالی رہے گا تو ضرور ہوائے نفسانی اور حرص۔ خبث طینتی اُس خلا میں گھر کرے گی۔ جسمانی ریاضت اور جسمانی کام سب کاموں سے زیادہ مفید ہے اور بیشک شیطان کے وسوسوں اور اُس کے فریب اور حیلوں سے بچنے کا عمدہ وسیلہ ہے۔ بیکار شخص تندرست بھی ہو تو اُس کا جسم بیشک سُبک اور ہلکا ہوگا۔ اُسکے اعضا کبھی ٹھونس اور پر یا ونڈفی نہیں ہونے سکے۔ اُسکے جسمانی اجزا کا باہمی اتصال ایک ایسی گرہ کا سا

---

[۵۱] ڈیوک آف ولنگٹن دیکھو صفحہ ۸۶۔

[۵۲] نیپولین بونا پارٹ دیکھو صفحہ ۳۰۔

ہوگا جو ابھی تک خوب مضبوط باندھی نہیں گئی۔

عقلی ترقی جسمانی صحت پر بھی بہت کچھ منحصر نہیں ہے ہاڈسن صاحب نے اپنے ایک دوست کو ہندوستان سے لکھا تھا کہ اگر میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں تو اسکا باعث یہی ہوگا کہ میری قوت ہاضمہ بہت درست ہے کسی کام کو دلی محبت سے انجام کرنا یعنی صرف ایک تندرستی اور صحت پر منحصر ہے اور اسی لئے تندرستی کا خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے اسکول کے اکثر طلبا جو بہت دل شاکی [illegible] اور خیالی منصوبہ باندھنے والے نظر آتے ہیں اسکی حقیقی وجہ یہ ہے کہ انکی صحت و تندرستی کی طرف پورا خیال نہیں رکھا گیا اور نہ انہوں نے اپنا جسمانی فرض پورا پورا ادا کیا۔ ڈاکٹر چیننگ[۱] صاحب نے لکھا ہے:-

افسوس کی بات ہے کہ آجکل بہتیرے لڑکے ناامیدی کے اسکول میں تعلیم پاتے ہیں اپنی تمام مہلک عارضے (یعنی سبز باغ کی سیر اور خیالی منصوبے باندھنے) کی [illegible] اور انکے رفع ہونے کی موثر تدبیر کے سوا اسکے کوئی نہیں ہے کہ محنت کریں۔ جسمانی ریاضت کی روزانہ مشق کبھی نہ چھوڑیں۔

انگلستان بلکہ سارے یورپ کا نامی فیلسوف سر اسحٰق نیوٹن[۲]

۱؎ ڈاکٹر چیننگ ملک امریکہ کا نامی موحد عیسائی تھا اسی کے وعظوں کا جہان میں شہرہ ہے ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں مر گیا۔

۲؎ اسکا حال [illegible] دیکھو صفحہ [illegible]

جنے کئی ایسے مسئلے نکالے ہیں جن سے علوم کی کیفیت ہی بدل گئی۔ اسکول میں کچھ ایسا ذہین لڑکا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہاں ہتھوڑے اور بسولے کے کاموں میں آرہ چلانے میں۔ اوزاروں کے کل کاموں میں بہت مشاق تھا لڑکپن میں اپنے کمرے میں بیٹھا چھوٹی چھوٹی گاڑیاں۔ عمدہ اور مفید کلیں بنایا کرتا اور جب جوان ہوا تو اپنے ہاتھوں سے دوستوں کو میزیں بنا کر دیتا۔ کل بڑی بڑی کلوں (جیسے ریل گاڑی وغیرہ) کے موجد اسمی ٹن[۵۱] - واٹ[۵۲] - اسٹیفن سن[۵۳] آرہ کشی میں نہایت مشاق تھے۔ بیشک اگر یہ چھٹ پن ہی سے جسمانی محنت کے عادی نہ ہوتے تو جوانی میں اتنا کچھ نہ کر سکتے الی ہیبورٹ[۵۴] لکھتا ہے کہ اگر میں جسمانی محنت چھوڑ دوں تو مجھ سے اچھی طرح پڑھنا ہو نہیں سکتا۔ چنانچہ یہ ایک دفعہ جسمانی محنت نہ کرنے سے جو اکتا یا تو لڑکوں کا پڑھانا اور اپنا پڑھنا سب کو تج دے چند روز تک صرف نجاری ہی کرتا رہا۔ لازم ہے کہ لڑکوں کو ابتداء میں دستکاری سکھلائی جائے اور اُن کو ایسے ایسے کاموں میں لگایا جائے

---

۵۱ اسمی ٹن انگلستان کا مشہور انجینیر تھا۔ اسنے کئی کلیں اور بہت سی عمارتیں بنائی ہیں۔ ۱۷۲۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۲ء میں مر گیا۔

۵۲ واٹ دیکھو صفحہ ۵۶

۵۳ اسٹیفن سن دیکھو صفحہ ۵۶

۵۴ الی ہیبوبرٹ - ملک امریکہ کا عالم تھا۔ اِس نے کئی زبانوں کو حاصل کیا ۱۸۱۱ء میں مر گیا۔

جس سے اُن کی جسمانی صحت روزافزوں ہو۔ پہلے اُن کو علم جرثقیل کی چھوٹی چھوٹی
باتیں عملی طور پر بتلائی جائیں پھر اُن کو اُس میں مشاق بنایا جائے۔ تاکہ
جب وہ بڑے ہو جائیں اور دُنیا میں کچھ کرنا چاہیں تو اُن کو محنت کی عادت
پڑی رہے اور اُسوقت کسی کام سے اُن کا جی اُکتا نہ جائے۔ کیا بُرا دستور ہے
کہ غربا اور مزدوری سے پیٹ بھرنے والے صرف محنت ہی کیا کرتے ہیں۔
اور روحانی ترقیوں کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ اُمرا اور لکھے پڑھے جسمانی
محنت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نرے کتاب کے کیڑے ہی بن جاتے
ہیں۔ اِس لئے دونوں فرقوں میں دونوں صفتوں کا اکٹھا کر دینا بہت
ہی ضرور ہے۔ ہر ایک دونوں صفتوں سے مالا مال ہو ہر ایک فرقہ اپنی کمی
اور نقصان کو پورا اور کامل کرے۔ ایک محقق کی تحقیق ہے کہ دُنیا میں
جتنے بڑے بڑے لوگ گذرے ہیں وہ صرف اِسی وجہ سے بڑے نہیں
ہوئے تھے کہ روحانی صفتوں میں ہی وہ کامل اور عام آدمیوں سے ممتاز تھے
بلکہ وہ اِس وجہ سے بڑے آدمی تھے اور بڑے آدمی کہلائے کہ جس طرح وہ
روحانی صفتوں میں کامل اور سب سے ممتاز تھے اِسی طرح جسمانی قوتوں میں
بھی پورے اور عوام سے بڑھکر تھے۔ قانون دانوں۔ وکیلوں۔ سلطنت کا
انتظام کرنے والوں کا عام لوگوں سے زیادہ قوی ہونا ایک بہت ہی ضروری
امر ہے کیونکہ اُن کو دن دن بھر بند جگہوں اور تنگ مکانوں میں رہنا۔ بکنا
اور سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ نامی قانون دان
اور مُدبران سلطنت عام آدمیوں کے اعتبار سے قوی الجسم تھے۔

بروہم[۱] - لنڈھرسٹ[۲] - کیمبل[۳] - پیل[۴] - پامرسٹن[۵] سب کے سب قوی الجسم تھے - ڈاکٹر اسکاٹ کچھ ایسا ذہین نہ تھا یہ اپنے اسکول کی جماعت میں گدھا کہلاتا تھا لیکن محنت اور جسمانی ریاضت میں اوستاد تھا - چنانچہ جب اُس نے اپنی عجائب وغرائب تصانیف سے لوگوں کو حیرت میں ڈالنا شروع کیا تو اُس وقت بھی جسمانی محنت کی خواہش اس کے دل سے دور نہ ہوئی اور برابر شکار کھیلا کیا - پروفیسر ولسن[۶] جیسا نامی شاعر اور فصیح البیان تھا ویسا ہی قوی اور محنت اور ریاضت میں بے مثل اور یکتا بھی تھا ۔

ف[۱] بروہم دیکھو صفحہ ۱۷

ف[۲] لنڈہرسٹ انگلستان کا جج پارلیمنٹ کا ممبر تھا - ملک امریکہ میں ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۳ء میں مر گیا -

ف[۳] کیمبل پارلیمنٹ کا مشہور ممبر اور کئی کتابوں کا مصنف تھا ملک اسکاٹ لینڈ میں ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۱ء میں مر گیا -

ف[۴] پیل دیکھو صفحہ ۱۷

ف[۵] پامرسٹن پارلیمنٹ کا ممبر تھا اُسنے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۸۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۵ء میں مر گیا -

ف[۶] ولسن - اسکاٹ لینڈ کا مشہور مصنف اور شاعر - نہایت قوی الجسم آدمی تھا - اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۸۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۴ء میں مر گیا -

اسحاق برو[1] کشتی لڑتے تھے اور اسپنٹ ... نسا چلانے میں لاجواب تھے
آدم کلارک[2] بھاری پتھروں کے اٹھانے اور پھینکنے میں مشہور تھا اور شاید
یہی وجہ تھی کہ [illegible] اس نے پتھروں سے مشکل اور زبانی خیالات کو دنیا

[illegible]

روحانی صفات کی ترقی بھی نہایت ضروری ہے۔ محنت ایک ایسا
قوی اور زبردست جوہر ہے جو سب پر فتحیاب ہوتا ہے۔ علی الخصوص علم کی
سلطنت پر تو پورا پورا اسی کا دخل و قبضہ ہے چیسٹر فیلڈ کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ
نے انسان کو بہت ہی لاثانی [illegible] پیدا کیا ہے۔ یہ جس چیز پر
چاہے اپنا قبضہ کر سکتا ہے۔ دلیری اور محنت کی ضرورت ہر جگہ اور ہر کام
میں ہے۔ اگر انسان اپنی تعلیم کرنے پر خود متوجہ ہو اور وقت کو بیکار اور ضائع
نہ ہونے دے اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے تو وہ کیا ہے جو نہیں کر سکتا
اور کون سا علم و ہنر ہے جو نہیں سیکھ سکتا اور وہ کون سی فضیلت یا کون سا
فائدہ ہے جو نہیں حاصل کر سکتا ہے۔

---

[1] اسحاق برو انگلستان کا پادری اور نامی مہندس تھا۔ شہر لنڈن میں ۱۶۳۰ء میں پیدا
ہوا اور ۱۶۷۷ء میں مر گیا۔

[2] آدم کلارک ال ال ڈی۔ انگلستان کا مشہور پادری اور علوم مشرقی کا
بڑا ماہر ایک بڑا محنتی شخص تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں
۱۷۶۲ء میں پیدا ہوا۔

فرگیوسن[١] نے بھیڑیں چراتے چراتے علم ہیئت آپ سے آپ سیکھ لیا۔
اسٹون[٢] باغبان کے ہاں نوکر بھی تھا اور علم حساب بھی سیکھتا تھا۔
ڈرو[٣] نے علم حکمت سیکھنا اور جوتا بنانا دونوں کام ایک ساتھ کیا۔ ہیلر[٤]
نے جیولوجی زمین کھودتے کھودتے سیکھا۔
رینالڈ[٥] کہتا ہے اگر تمہیں ذہن ہے تو محنت سے اسپر اور جلا ہوگی تمہارا
ذہن روز بروز زیادہ ہو جاوے گا اور اگر تم کند ذہن ہو تو محنت ضرور تمہاری
کمی کو پورا کردیگی۔ اچھی طرح پوری محنت کرنے سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے
اور اسکے بغیر کچھ بھی نہیں۔

ف١ فرگیوسن ملک اسکاٹ لینڈ کا نامی فلاسفر اور ریاضی دان بہت ہی غریب آدمی تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی ۱۷۱۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۶ء میں مرگیا۔

ف٢ اسٹون ملک اسکاٹ لینڈ کے باغبان کا لڑکا تھا محض اپنی کوشش اور سعی سے کئی علوم پر حاوی ہوا سترھویں صدی کے اختتام میں پیدا ہوا اور ۱۷۶۸ء میں مرگیا۔

ف٣ ڈرو۔ دیکھو صفحہ ۹۰

ف٤ ملر۔ دیکھو صفحہ ۴۲

ف٥ رینالڈ انگلستان کا نامی مصور جسکی تصویریں یادگار زمانہ ہیں ۱۷۲۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۲ء میں مرگیا۔

ہرؔوس[1] لکھتا ہے کہ میں ایسے بہت لوگوں سے ملا ہوں جو بڑے ذہین مشہور تھے - لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ اصل میں وہ بڑے محنتی تھے - بیشک بے محنت کے ذہانت محض ہیچ اور پوچ ہے - انسان اُسی کام میں اپنی اوقات عزیز اور محنت کو صرف کر سکتا ہے جسکی اُسکے دل میں پوری عظمت اور وقعت ہو - محض معمولی ارادوں اور جھوٹی خواہشوں سے کسی چیز میں پوری محنت نہیں ہو سکتی آسانی محنت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کوئی آسان کام ایسا نہیں ہے جو پہلے کسی زمانہ میں مشکل نہ رہا ہو - اسی چلنے پھرنے کو دیکھو کہ بچپن میں ہم کو کیسا کچھ مشکل معلوم ہوتا تھا - کتنی بار ہم نے ٹھوکریں کھائیں - آپ کو گرتے دیکھا اور اب ہم ہی ہیں کہ چلنے پھرنے کو کیسا آسان کام سمجھتے ہیں - وہ فصیح البیان جن کی طلاقت لسانی دیکھکر لوگ دنگ ہو جاتے ہیں جو اپنے خیالات کے زور سے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیتے ہیں جن کی زبانوں میں دریا کی سی روانی معلوم ہوتی ہے جن کے بولنے میں پھول جھڑتے ہیں جن کی باتیں دُرِ آبدار کی طرح چمکتی نظر آتی ہیں جو اپنے بے مثال خیالات کو گوہر فشاں جملوں میں بے تکلف کیسی آسانی کے ساتھ ادا کرتے ہیں کیا انہیں یہ کمال یکبارگی حاصل ہو گیا ؟ ہرگز نہیں - انہوں نے برسوں اس میں کوششیں کی ہیں اور سیکڑوں دفعہ پریشان ہوئے ہیں - بیسیوں مرتبہ غلطیاں کی ہیں - مدتوں اُلجھے رہے ہیں تب آکر اب اتنے

---

[1] ڈاکٹر رؔوس انگلستان کا مشہور ریاضی دان تھا اِسنے ایک بہت بڑی دوربین بنائی ہے سنہ ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۶۷ء میں مر گیا -

سلجھے ہیں۔

ہر کام کو پیدا اور درست ہی کر چھوڑنا یہ دو چیزیں تعلیم کے لئے بہت
ضروری ہیں۔ فرانسس[1] نے اپنی ترقی کے لئے قاعدے مقرر کر رکھے
تھے اُن میں سے اِس بات کو انھوں نے سب سے مقدم رکھا تھا کہ کسی کام
میں پوری طرح سے برابر محنت کرتے رہنا اور اُسکو پورا کرکے چھوڑنا۔ انھوں نے
یہ بہت سی کتابیں نہیں پڑھے صرف چند ہی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے لیکن
وہ صرف سرسری نظر سے نہیں بلکہ انھیں چند کتابوں میں خوب ڈوب جاتے تھے اور
اُن کی ہر ایک باریکیوں میں ایسا اتر جاتے جیسے خوشبو پھولوں میں اور محبت
عاشقوں کے رگ و پے میں۔ کثرت معلومات اور بہت سی کتابیں چاٹ
جانے پر کبھی نہ جانا چاہئے صرف اُسی قدر پر توجہ کرنی چاہئے جسکو پوری طرح
سے عمل میں لا سکیں۔ اسی واسطے عمل کرنے کے لئے تھوڑا مگر کامل اور پختہ
علم جو ہو اُس سے کہیں زیادہ مفید ہوتا ہے جو محض بالائی اور سرسری ہو۔
لاویلا[2] کی رائے ہے کہ جو شخص ایک وقت میں صرف ایک ہی کام کرتا
ہے وہ اُس شخص سے کہیں بہتر ہے جو ایک وقت میں کئی کاموں کا خون
کرتا ہے۔ ایک ہی وقت میں چند کاموں کی طرف متوجہ ہونے سے انسان
کی قوت بٹ جاتی ہے اور جتنے اُن میں سے کسی کام میں بھی اپنی پوری

[1] فرانسس ہاجسن دیکھو صفحہ ۹۲

[2] لاویلا ملک ہسپانیہ کا رہنے والا۔ ایک عیسائی فرقہ کا موجد نامی واعظ تھا۔
۱۵۹۱ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۶۰ء میں مر گیا۔

قوت صرف نہیں کر سکتا - آخرش وہ اُن سب میں ناکامیاب رہتا ہے اور اُس کی آیندہ کی ساری ترقیاں رُک جاتی ہیں - تلوّن بے استقلالی اور گھبراہٹ اُسکا خمیر بن جاتا ہے اور پھر ہر کام کو وہ ادھورا چھوڑنے لگتا ہے

لارڈ لیوسرڈ نے بکسٹن کو لکھا تھا کہ بھائی بڑی کامیابی کی اصل وجہ یہی ہے کہ میں نے ابتدا ہی میں قانون میں پوری لیاقت حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا - جو کچھ میں پڑھتا تھا اُسے صرف پڑھ ہی نہیں لیتا بلکہ اُسے اپنا کر لیتا تھا - جب تک میں ایک کام کو پورا نہ کر لیتا تب تک دوسرے کام سے کبھی نہ چھُوتا تھا - میرے ساتھی روزانہ اتنا پڑھتے تھے - جتنا میں ہفتہ بھر میں پڑھتا تھا - لیکن بارہ مہینے کے بعد جتنا میں پڑھا تھا وہ ویسا ہی تر و تازہ اور یاد تھا اور وہ بیچارے ساتھی اپنے پڑھے ہوئے میں سے بہت کچھ بھول چکے تھے -

اگر انسان بہت سا پڑھ جاوے تو اُس سے کچھ عقلمند نہیں ہو جاتا بلکہ اگر کوئی چیز ہے جس سے وہ عقلمند ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ وہ جو کچھ پڑھے اپنے خیالات کو سمجھ کر اور اپنے دل کی تعلیم کرے - ایبرنیتھی[1] لکھتا ہے کہ انسان کا دل ٹھیک بھیگے ہوئے کپڑے کا سا ہے - جتنا پانی اُس میں فاضل ہے - وہ اُس سے ٹپک پڑتا ہے اور جسقدر اُس میں جذب ہو سکتا ہے اُسقدر باقی رہ جاتا ہے -

---

[1] ایبرنیتھی - ایک نامی ڈاکٹر تھا اسنے علم طب میں کئی نئے اصول ایجاد کئے اسکاٹلینڈ میں ۱۷۶۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۱ء میں مر گیا -

عمدہ تحصیل وہ ہے جسکی بنا کسی مقصد اور کسی غرض پر ہو۔ کسی خاص علم کو کامل توجہ کے ساتھ پڑھنے سے وہ علم اس قابل ہوجاتا ہے کہ اسے حسب پابندی عمل میں لاویں۔ اسی لئے کتابوں کے پاس صرف چھاونی ویئے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ علم اور عقلمندی کو ایسا ہونا چاہئے کہ وہ ہمہ دم ہمارے ساتھ رہیں۔ اگر ہمارے گھر میں لاکھوں روپے جمع ہوں مگر سفر میں ہماری جیب میں ایک جھنجی بھی نہ ہو تو وہ سب روپیہ اس وقت کس کام کے ہیں اسلئے ضرور اور لازم ہے کہ عقلمندی اور علم اور ہنر کا سکہ ہر وقت ہمارے دل کی جیب میں موجود رہے کہ جہاں ضرورت پڑے ہم بے تکلف اسے صرف میں لاسکیں اور اس سکہ سے نفع اٹھاسکیں۔

اپنی آپ تعلیم کرنے کے لئے سعتمدی اور قوت فیصلہ کی بہت ضرورت ہے میری دانست میں ان صفتوں کی ترقی کے لئے بچوں کو اپنے اوپر اعتماد کرنے کی تعلیم اور بچپن ہی میں حتی الامکان انہیں پوری آزادی دیدینی بہت ہی لازمی اور ضروری امر ہے۔ جن بچوں کے والدین ان کے ہر کاموں میں دخل اور سہارا دیا کرتے ہیں۔ ان کے ہر کاموں میں ہدایت کیا کرتے ہیں انہیں ہر وقت بتایا سکھلایا کرتے ہیں وہ بچے کبھی اپنی مدد نہیں کرسکتے۔ اور اس عمدہ اور ضروری صفت میں کبھی ترقی نہیں پاسکتے۔ ان کے والدین اپاہجوں کے عصا ہیں جسکے سہارے یہ اپاہج لڑکے چل رہے ہیں افسوس!

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا ‌‌‌‌‌‌‌ کار طفلاں تمام خواہد شد

یہ کم بخت کوتہ اندیش والدین اتنا نہیں سمجھتے کہ آخر دنیا میں انہیں ضرور ایک نہ ایک دن اپنے بل چلنا ہی پڑے گا - پھر اگر انہیں ابھی سے اسکی عادت نہ رہی اور سہارا ڈھونڈھنے کی خو پڑی رہی تو اُسوقت اُن ننھے سے بچّوں پر جسوقت یہ بوڑھے والدین قبر میں سوتے ہونگے کیسی مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑیگا - ایسی آسان سی بات ان کم عقلوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اپنے اوپر بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا انسان کی ترقی میں کس قدر حارج ہے *

باب (۷)

نمونہ اور مثال

از نیک و بدت چو ہست بخشے مارا — وز سوز و غمت ملال و عیشے مارا

زنہار تو بد مکن کہ ہم بد گردیم — پستی منگر کہ پست بچہ گردیم

بر اوج نیکوئی شو دلیل عزت — وز بہر عروجِ ما مثالِ ہمّت

عمل بہت بڑا مُعلم ہے اگرچہ خود نطق سے محروم ہے - لفظوں سے عمل کا درجہ کہیں زیادہ ہے - نصیحت سے صرف رہنمائی ہوتی ہے مگر اصل یہ ہے

کہ انسان نصیحت کے عملی نمونہ ہی کو دیکھ کر فائدہ اٹھاتا ہے نصیحت کے مفید ہونے میں کچھ کلام نہیں لیکن جب تک یہ عمل کی کسوٹی پر کسی نہ جاوے ۔ بالکل بیفائدہ ہے ۔ یہ مشہور مقولہ کہ "انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال" (یعنی) زبانوں پر خیال رکھو کہنے والوں پر نہ جاؤ) صرف کہاوت ہی کہاوت ہے۔ اس جہان میں ٹھیک اسکے برخلاف عملدرآمد ہے گویا سب زبان حال سے یہ کہتے ہیں کہ جو تم کروگے وہی ہم کریں گے اور صرف بات بنانے کو ہم جھوٹی کہانی سے زیادہ بے وقعت سمجھیں گے۔

ہم جسقدر آنکھ سے سیکھتے ہیں اُسقدر کان سے نہیں سیکھتے۔ جو کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اُسکا اثر اُس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جسکو ہم صرف کانوں سے سن لیتے یا کتابوں میں پڑھ لیتے ہیں خصوصاً بچپن میں تو جو کچھ انسان سیکھتا ہے زیادہ تر آنکھوں ہی سے سیکھتا ہے ۔ بچے جو کچھ دیکھتے ہیں بے سمجھے بوجھے اُسکی نقلیں کرنے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے ساتھیوں کے سے ہو جاتے ہیں۔ بچوں کی مثال ٹھیک اُن کیڑوں کی ہے جو جس رنگ کے درختوں پر رہتے ہیں اُسی رنگ وروپ کے ہو جاتے ہیں اسی لئے بچپن میں تعلیم کا عمدہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسکول میں کیسی ہی عمدہ تعلیم کیوں نہ ہوتی ہو لیکن انسان جو کچھ گھر میں سیکھتا ہے اُسکا اثر اُس سے کہیں قوی ہوتا ہے اور اکثر (بلکہ) بیرونی تعلیموں پر غالب آجاتا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قوم کی قوم اپنے گھروں ہی میں سنورتی یا بگڑتی ہے۔

مقتضائے سلسلہ کو آیندہ کی قوموں میں جاری رکھیں گی کسی انسان کا کام فنا نہیں ہوتا - ہاں یہ ممکن ہے کہ اسکا جسم خاک ہوکر ہوا میں اڑ جائے اسکا پتہ تک نہ نکلے لیکن بھلے اور برے کام ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتے رہینگے -

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند

اگر انسان اس بلیغ مضمون کو خوب سوچے تو معلوم ہو کہ اسپر کتنی بڑی جوابدہی ہے - ایسے ہی غور و فکر کے بعد انسان اپنے نیک کاموں سے خوش اور برے کاموں کے ہولناک نتیجوں کو سمجھ کر خوف زدہ ہو سکتا ہے مسٹر ببیج[۵۱] لکھتا ہے " اس جہان کے ایک ایک ذرہ میں انسان کی بھلائی اور برائی کا اثر موجود رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا - ہوا ایک کتب خانہ ہے جس میں ہر انسان کے الفاظ لکھے رکھے ہیں وہ کل وعدے جو پورے ہوئے وہ کل سخت الفاظ جو منہ سے نکالے گئے وہ کل گالیاں جو دی گئیں - سب اس میں موجود ہیں[۵۲] - صرف ہوا ہی نہیں بلکہ زمین سمندر اور سب چیزیں انسان کے افعال اور خیالات کی مورخ ہیں - علوم جدیدہ نے اب ان باتوں کو نہایت صاف طور سے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی حرکت زایل نہیں ہوتی - علم جر ثقیل سے ثابت ہے کہ ہر فاعل کے سیکڑوں گواہ

---

۵۱ مسٹر ببیج ایک مشہور ریاضی دان ہے اسنے کئی چیزیں ایجاد کی ہیں اور ۱۷۹۲ء میں پیدا ہوا تھا -

۵۲ مَا یَلفِظُ مِن قَولٍ اِلَّا لَدَیہِ رَقِیبٌ عَتِیدٌ انسان جتنی باتیں اپنے منہ سے نکالتا ہے ان سب کے لئے ایک ہوشیار محافظ ہے -

ہیں ۔ قتل کے وقت اُس کے جسم سے جو حرکت صادر ہوئی جسطرح اُس کا
ہاتھ ہلا وہ سب قایم ہے ۔

غرض جو کام ہم کرتے ہیں ۔ جو لفظ ہم بولتے ہیں ۔ جس حرکت کو ہم دیکھتے
ہیں ۔ جس بات کو ہم سنتے ہیں ۔ سب میں اثر ہے اور وہ برابر پھیلتا جاتا ہے
اور وہ صرف ہم پر ہی اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ ساری قوم کو اپنے رنگ میں رنگتا
ہے ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم اُسکی رنگساری کی ترکیب سے واقف ہوں اس لیئے
بہت ضرور ہے کہ ہمیشہ لوگوں کو عمدہ نمونہ دکھاؤ ۔ ہمیشہ ایسے خیالوں کو دل میں
جگہ دو جو فائدہ مند ہوں ۔ ہمیشہ ایسے لفظ بولو جو بکار آمد ہوں ہمیشہ ایسے کام کرو
جسکو دیکھکر لوگ نصیحت پکڑیں ۔

انسان کتنا ہی غریب اور لوگوں کی نظروں میں کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو
لیکن اس دلی کی تعلیم سے ہمیشہ اپنی قوم کو فائدہ پہونچا سکتا ہے روشنی ٹیلہ
پر ہو یا زمین پر اُسکی شعاع ضرور پھیلتی ہے ۔ ع

گر [illegible] آبادی یکے است

نیک چلن یا انسان خواہ ستارہ بنا ہو کر سارے جہان میں مشہور ہو ۔ خواہ ایک
جھونپڑے میں پڑا رہے اور وہاں جیا کرے ۔ اُسکی نیک چلنی کا اثر بنی نوع انسان
پر ضرور ہوتا ہی ہے ۔

شاخِ گل ہر جا کہ مے روید گل است　　　خمِ مل ہر جا کہ مے جوشد مل است

زندگی عمدہ طور سے نیک کاموں میں بسر کرنا اپنے وارثوں بلکہ سارے جہان کے
لئے ایک بیش بہا میراث چھوڑ جانا ہے ۔ کیونکہ ایسی زندگی نیک چلنی

پر ایک نہایت بلیغ لکچر اور بدچلنی کی ایک سخت ہجو اور مذمت ہے۔ وہ کیسے خوش نصیب لڑکے ہیں جو انگلستان کے نامی شاعر پوپ کی طرح کہہ سکیں "میرے والدین نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکو یاد کرکے مجھکو شرم آئے الحمدللہ کہ میں نے بھی کوئی ایسا کام نہیں کیا"۔ یہ سنتے ہی اُنکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

چس ہالم[۱۵۱] صاحبہ اپنی کامیابی کی وجہ اس طرح بیان کرتی ہیں:- "جب میں نے کسی نیک کام کو کرنا چاہا تو فوراً اُس میں مشغول ہوگئی۔ باتیں ہی نہ بناتی رہی"۔ واقعی اگر مسیز صاحبہ اُن کاموں کے بارے میں صرف تقریریں ہی کرتی پھرتیں تو وہ کام زبانی ہی رہتا لیکن چونکہ اُنھوں نے زبانی جمع خرچ کے بدلے اُن کاموں کو کرنا بھی شروع کردیا اسلئے اُن کے معاون بھی کھڑے ہوگئے اور وہ کام بھی بخوبی انجام کو پہونچگیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات بہت صحیح معلوم ہوگی کہ خوش تقریر اور عالی خیال آدمی اُسقدر مفید خلایق نہیں ہے جتنا کہ عمدہ کام کرنے والا۔

اگر ٹومس رائیٹ[۱۵۲] صرف یہ کہتا ہی پھرتا کہ سرکاری مجرم سزا پانے کے بعد بھی کام کے آدمی نہیں ہوتے اور سرکار اُن کی تہذیب اور اصلاح کی کوشش

---

۱۵۱ چس ہالم صاحبہ۔ انگلستان کی مشہور انسان دوست عورت تھی جسنے ہزاروں عورتوں کو کام کا آدمی بنایا۔ کئی نیک کام کئے۔ جزیرہ اوسٹریلیا میں رفاہ عام کا کارخانہ جاری کیا۔ سنہ ۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئی تھی۔

۱۵۲ ٹومس رائیٹ دیکھو صفحہ ۱۰۱۔

نہیں کرتی تو کیا نتیجہ پیدا ہوتا۔ یہ تو ایک ادنیٰ دوکاندار تھا۔ اسکی باتوں کی پروا کسکو تھی۔ مگر اسنے بجائے گلہ اور شکوہ کرنے کے خود کمر ہمت چست باندھی اور جو قیدی رہا ہوا اسکو کام کا آدمی بنانے کی فکر میں لگا اور سیکڑوں کو راہ راست پر لایا۔ اسکی کوششوں سے سیکڑوں مجرم ایسے نیک کردار اور لایق ہو گئے کہ پھر قیدخانہ جانے کی انہیں نوبت نہ آئی۔

اگر جان پونڈ یہ ہی لکچر دیتا پھرتا کہ غریبوں کے لئے اسکول جاری کرنا چاہئے تو ادنیٰ موچی کی ہدایت پر کون چلتا؟ کیا وہ اسکول کبھی جاری ہوتا؟ لیکن جب اُسنے وہ اسکول خود جاری کر دیا تو اُس سے کتنے غریب لڑکوں کو فائدہ پہونچا۔ ڈاکٹر گھتری اس اسکول اور اُس کے بانی کے بارے میں لکھتے ہیں "جان پونڈ۔ پورٹس موتھ کے موچی کو غربا کی حالت پر رحم آیا۔ کوئی امیر یا امیرزادہ تو اس طرف متوجہ نہ ہوا لیکن اس موچی بیچارے نے اپنی کوشش و سعی سے غربا کے لئے ایک اسکول جاری کر دیا۔ یہ نیک آدمی ہمیشہ لڑکوں کے فراہم کرنے کی فکر میں رہتا اور انہیں بھنے آلو کا لالچ دیکر بلا لاتا اور پڑھواتا۔ بیشک یہ شخص فخر انگلستان تھا۔ جتنی عمارتیں ناموروں کی یادگار کے لئے دنیا میں بنائی جاتی ہیں۔ اُن سب سے بلند عمارت اس موچی کے لئے بنانا لازم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس دن عزت حقداروں کو ملیگی اور مستحق اپنی داد پائے گا اُس دن اُن مشہور آدمیوں کے غول میں سے جن کی تعریف میں شاعروں اور مورخوں نے قصیدے پر قصیدے لکھے ہیں۔ اور تواریخ کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالے ہیں اس غریب بیچارے کو صف چیرتے

ہوے اُس پیارے حاکم کے پاس ے جایئں گے جو فرماتا ہے کہ جس نے میری ایک ادنی مخلوق پر بھی احسان کیا تو گویا اُس نے مجھ پر احسان کیا اور اُس وقت وہ منصف شہنشاہ اپنے پاک ہاتھوں سے عزت اور فخر کا تاج اُسکے سر پر رکھے گا۔

نصیحت جسقدر نیک مادہ تیار کرتی ہے بُری صحبت اُسکو فوراً برباد کر دیتی ہے صحبت کا بڑا اثر ہے - لڑکپن ہیں لڑکوں کو بُرے آدمیوں کی صحبت سے بچانا بہت ہی ضرور ہے ایک صاحب کا قول ہے کہ "تنہائی بُری صحبت سے کہیں افضل ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آدمی ایسوں کی صحبت اختیار کرے جو اُس سے اچھے ہوں اور اگر یہ نہو تو اُسکے برابر تو ضرور ہوں ؎

ہم نشین تو از تو بہ باید | تا ترا عقل و دیں بیفزاید

اگر کسیکا چال وچلن دریافت کیا چاہو تو اُسکی صحبت کے آدمیوں کے چال چلن پر قیاس کر لو - جو جیسا ہوتا ہے اُسکے جلیس بھی ویسے ہی ملتے ہیں ؎

کند ہمجنس با ہم جنس پرواز | کبوتر با کبوتر باز با باز

سر پیٹر لسلی[1] ایک بڑا نامی مصور تھا - یہ لکھتا ہے "میں حتے المقدور بُری تصویروں پر نظر نہیں ڈالتا کیونکہ بُری تصویروں کے دیکھنے سے میرا قلم بیساختہ ویسی ہی تصویریں کھینچنی سیکھ لیتا ہے اِسیطرح انسان بُروں کی صحبت میں بُرائی اخذ کر لیتا ہے اور اُسے خبر تک نہیں ہوتی"

[1] سر پیٹر لسلی ایک نامی مصور تھا جسنے جیمس بادشاہ کے لئے بہت سی تصویریں بنائی تھیں- ۱۶۱۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۸۰ء میں مر گیا۔

اچھے آدمی اپنا اثر فوراً پہنچاتے ہیں۔ سیر کرنے والے جب پھولوں کے
چمن میں سے ہوکر گذرتے ہیں تو اُن کے کپڑوں کے ساتھ پھولوں کی باس لپٹی
چلی جاتی ہے۔ اِسی طرح انسان جب نیکوں کی صحبت سے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ
اُن کا اثر لیتا ہی آتا ہے۔ بہتیرے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی صحبت میں ہی
پہونچکر آدمی دوسری دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ اُنکے خیالات عالی اور حوصلے بلند
ہو جاتے ہیں۔ دلیروں کو دیکھکر بزدلوں میں بہادری آجاتی ہے جوانمردوں کی
حکایتیں سُنکر خون میں جوش پیدا ہوجاتا ہے۔ دل میں عجیب طرح کی اُمنگیں ہوتی
ہیں۔ زِسکا[1] بوہیمیا والوں کو جوش دلانے کے لئے یہ وصیت کرگیا کہ میرے
چمڑے کا طبل بنا کر جنگ میں بجایا جائے اُسکو یقین تھا کہ اُس طبل کی آواز ہی
مُردہ دلوں کو زندہ بنادیگی۔

سکندر بیگ[2] البانیا کا بادشاہ جب مرگیا تو اُس کی فوج نے اُس کی
ہڈیوں کا تعویذ اِس غرض سے بنایا کہ اُن کی ہمتوں میں ترقی اور دلوں میں
جوش پیدا ہو۔

سوانح عمری پڑھنے کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو عمدہ مثالیں ملتی ہیں

---

[1] زِسکا - ملک بوہیمیا کا نامی شریف آدمی تھا یہ بہت سی لڑائیاں لڑا - بڑا ہی دلیر تھا
سنہ ۱۳۶۰ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۲۴ء میں مرگیا۔

[2] سکندر بیگ - البانیا کا شاہزادہ تھا - یہ بڑا ہی دلیر شخص گذرا ہے
اِس نے سلطان روم سے لڑکر البانیا کو آزاد بنایا سنہ ۱۴۰۴ء میں پیدا ہوا۔
اور سنہ ۱۴۶۷ء میں مرگیا۔

متقدمین جس طرح اپنے کاموں کی بدولت زندہ ہیں اسی طرح وہ اپنے تذکروں
کے باعث بھی زندہ ہیں - سوانح عمری پڑھتے وقت گویا ہم اُن سے ملاقات کرتے
ہیں - مصافحہ کرتے ہیں اور وہ ہمیں نصیحت اور ہدایت کی باتیں سناتے ہیں
اور ہم سے کہتے ہیں کہ تم بھی ہم سے ہو جاؤ اور ہماری راہ چلو - سوانح عمری
کے ذریعے سے اگلے زمانہ کے بڑے بڑے آدمی گویا پھر ہم لوگوں میں
پیدا ہو جاتے ہیں - وہ گویا ہمارے جسموں میں حلول کرتے ہیں - اور
پھر اس دنیا میں آکر عجیب و غریب کام کرتے ہیں - ایسی کتابیں جن میں
بڑوں کے سچے حالات لکھے ہوں ایک بہت بڑا ہدایت نامہ ہے ایسی کتابوں
کے پڑھنے سے انسان عالی خیال اور بلند حوصلہ ہو جاتا ہے - نیک کام کرنے
میں اس کی ہمت بڑھ جاتی ہے - یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی ارنالڈ اور بکسٹن کے
سوانح عمری پڑھے اور اسکو یہ نہ معلوم ہو کہ ہمارے دل و دماغ تازہ ہو گئے -
"بکسٹن اور ارنالڈ کے عمدہ اور اچھے ارادے ہمارے دلوں میں مستحکم ہو گئے"
ایسی کتابیں انسان کو اس قابل بنا دیتی ہیں کہ اپنے اوپر بہت زیادہ بھروسا
کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ اس بات کو صاف دیکھ لیتا ہے کہ انسان سے
کیا کیا ممکن ہے - اس قسم کی کتابیں امیدوں کی معاون اور دلوں میں جوش پیدا
کرنے والی ہیں - سوانح عمری پڑھتے پڑھتے کہیں کہیں ایک ایسا نمونہ مل ہی جاتا ہے
جو اُس کے حسب حال ہوتا ہے اور اس سے اس کو بہت بڑا نفع پہنچتا ہے اسکے
دل میں بے اختیار یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں بھی اس کا سا ہو جاتا - چنانچہ اسی طرح
بہت سے ہو بھی گئے -

سر سیموال رہمیلی پہلے کچھ نامی مُصنّف نہ تھا لیکن اُس نے چینسلر ڈی گوسو[1] فرانسیسی کے حالات پڑھے تو وہ کوئی اور ہی ہوگیا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔ میرا دل قوی ہوگیا۔ ہمت جوش مارنے لگی۔ عزت اور ترقی کی نئی نئی راہیں نظر آنے لگیں۔ اور میری خواہشیں بہت ہی مضبوط ہوگئیں فرنیکلن[2] امریکہ کا نامی حکیم اور علم برق کا موجد جو بہت ہی غریب آدمی تھا اور پھر محض اپنی کوشش وسعی سے اس درجہ پر پہونچا کہ شہنشاہ فرانس نے اس کی دعوت کی اور اُس کے مرنے پر سارا امریکہ اُسکے غم میں دو مہینے تک سیاہ پوش رہا یہ لکھتا ہے کہ موتھ صاحب کی کتاب (جسمیں اُنکی سوانح عمری تھی) پڑھکر مجھے ترقی کرنیکا حوصلہ پیدا ہوا سیموال ڈرو لکھتا ہے کہ مینے فرنیکلن صاحب کے حالات کو پڑھکر چاہا کہ اپنے کو اُسکا سا بناؤں۔

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگوں نے کسیکی سوانح عمری کو تفریحاً پڑھنا شروع کیا اور اُسکا ایسا قوی اثر ہوا کہ وہ دفعتاً بدل گئے پوبوٹارک[3] کی زندگی

---

[1] چینسلر ڈی گوسو ایک جوہری کا لڑکا تھا۔ علم قانون دانی میں اسنے بڑی لیاقت پیدا کی۔ بیرسٹر بھی ہوا۔ پارلیمنٹ کا ممبر بھی مقرر ہوا۔ اُسنے اپنی بی بی کے مرنے کے افسوس میں خودکشی کی۔

[2] فرنیکلن ملک امریکہ کا نامی حکیم ایک بہت ہی غریب آدمی تھا اسنے محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی۔ عہدہ ناجلیلہ پر ممتاز ہوا۔ شہر بوسٹن میں ۱۷۰۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۰ء میں مرگیا۔

[3] پوبوٹارک ملک یونان کا نامی آدمی سوانح عمری لکھنے والا حکیم اور سیاح تھا سن عیسوی کے ۴۸ برس قبل پیدا ہوا تھا اور بہت بوڑھا ہوکر مرا۔

کے حالات پڑھکر الفری[1] ایک نامی منشی ہوگیا یعنی اُسکے دل میں یکایک انشا پردازی کی ایسی خواہش پیدا ہوگئی کہ وہ بہت جلد اس فن میں یکتائے روزگار ہوگیا۔ مارٹن لوتھر[2] جنے گویا سارے یوروپ کو پوپ کے ظلم و تعدّی سے نجات دی صرف جان ھُس[3] کی سوانح عمری پڑھ کر اپنے اِس پاک کام پر مستعد ہوا تھا۔

ہر حالت میں بشاش رہنا ایک نہایت عمدہ خصلت ہے۔ اِس خصلت کے آدمی کی صحبت سے انسان ایسا جلد مُتاثر ہوتا ہے جیسے کسی متعدّی مرض سے بشاش آدمی کے چہرے بشرے سے ایسی چمک دمک ظاہر ہوتی ہے کہ جس آدمی تک وہ پہنچتی ہے اُسکی امیدیں مضبوط اور تکلیفیں اور مصیبتیں دور ہوجاتی ہیں اُسکو کام اور محنت کی جرأت ہوجاتی ہے۔ کوئی کام ہو تب ہی پورا ہوگا جب دل سے کیا جائیگا اور کرنیوالا اُس کام کو خوشی اور بشاشت کے ساتھ کرے گا ھیوم[4] اکثر کہا کرتا کہ میں مغموم بادشاہ پر بشاش

[1] الفری ملک اطالیہ کا شاعر تھا اِسکی تحریریں بہت مؤثر ہیں ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۰۳ء میں مرگیا۔

[2] مارٹن لوتھر ملک جرمنی کا رہنے والا عیسائیوں میں پروٹسٹنٹ مذہب کا پھیلانیوالا یورپ کو پوپ کے ظلم سے نجات دلانے والا اور انجیل کو اپنی زبان مادری میں ترجمہ کرنیوالا ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۴۶ء میں مرگیا۔

[3] جان ہس ملک بوہیمیا کا رہنے والا اور عیسائیوں میں ایک نئے فرقہ کا موجد تھا اِسکے مذہبی عقاید عوام کے مخالف تھے اِسلئے یہ قتل کیا گیا ۱۳۷۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۴۱۵ء میں مرگیا۔

[4] ہیوم دیکھو صفحہ ۶۵ و ۶۶۔

میں دوسروں کو ترجیح دیتا ہوں۔ انگلستان کے غلاموں کے دوست اور خیر خواہ گرینول شارپ[1] صاحب دن بھر تو نہایت محنت سے کام کیا کرتے اور شام کو اپنے بھائیوں کے ساتھ گاتے اور ڈھول بجایا کرتے۔

ڈاکٹر آرنالڈ بھی ایک بڑا خوش مزاج اور محنتی شخص گذرا ہے۔ اپنے کو نوجوانوں کی تعلیم میں تن من سے مصروف کر دیا تھا۔ اس کے کل طلبا خوش باش رہتے اور ایک ایک کام ہر ایک کے سپرد تھا اور ہر ایک کو اس سے از حد محبت تھی۔ یہ ادنیٰ سے ادنیٰ کام کو بھی خوب جی لگا کر کرتا۔ یہ اس بات پر پورا یقین رکھتا تھا کہ انسان کام ہی کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے اور اسی لئے انسان کو طرح طرح کی جسمانی اور روحانی قوتیں عطا ہوئی ہیں۔ کام ہی سے اسکی فطرت کی ترقی ہوگی اور کام ہی کے ذریعہ سے وہ الوہیت کے درجے سے نزدیک ہوتا جائے گا اور مقرب خدا کہلائے گا۔ اسکے شاگردوں میں سے ھوڈسن نے بڑا نام پایا۔

ہوڈسن نے ہندوستان سے اپنے ایک دوست کو یہ خط لکھا تھا "ہندستان میں بھی اپنے رگ و پے میں استاد کی تعلیم کا اثر پاتا ہوں اور الحمد للہ کہ میرے کل ماتحت بھی اس اثر سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔"

محنتی اپنے ہمسائیوں پر کتنا اثر پہونچا سکتا ہے۔ اسکو سر جان سن کلی ری کی سوانح عمری بہت عمدہ طور سے ثابت کرتی ہے۔ اس کا سا محنتی

---

[1] گرینول شارپ دیکھو صفحہ ۱۱۱۔

شخص سارے یورپ میں نہیں ہوا - یہ اسکاٹ لینڈ کے شمالی حصہ میں پیدا
ہوا تھا - یہ ملک ایسا غیر آباد تھا کہ شاید ہی کوئی دوسرا حصہ اسکاٹ لینڈ کا ویسا
ہو - جب یہ سولہ برس کا تھا تب اسکے والد نے قضا کی - یہ بہت بڑے زمیندار
تھے - اُنکے مرنے پر کل انتظام سر جان کے سپرد ہوا - قصہ مختصر اٹھارہ برس
کے سن میں یہ اپنے وطن کی تہذیب اور اصلاح پر کمر بستہ ہوا - وہاں کی
فلاحت نہایت ہی بُری حالت میں تھی کسی کی کھیت کے گرد آل[۱] نہ تھی جہاں
پانی تھا وہاں سے اس کو نکال پھینکنے کی ترکیب کسی کو معلوم نہ تھی - کسان ایسے
غریب تھے کہ ہل جوتنے کے لئے گھوڑا تک اُن کے پاس نہ تھا - عموماً سب
کھیت بیچاری عورتیں درست کیا کرتی تھیں - جب کسان کا گھوڑا مر جاتا
تو وہ شادی کر لیتا اور کبھی نقصان نہ اٹھاتا - کیونکہ گھوڑے اور عورت
دونوں سے کھیت کی درستی کا کام برابر ہی نکلتا تھا - سارے شہر میں نہ تو
کہیں پل تھا اور نہ کہیں سڑک - شہر میں داخل ہونے کے لئے صرف
ایک راہ پہاڑ پر ہو کر تھی اور وہ بھی ایسا دشوار گذار کہ جہاں جان پر کھیل کر
چلنا پڑتا تھا - سر جان نے بن چلیٹ نام ایک ٹیلہ پر ہو کر راستہ بنانا
چاہا اُس بستی کے رہنے والے اسکے اس قصد پر خوب ہنسے اور کہنے لگے کہ
اس نے تو ایسے کام کا ارادہ کیا ہے جسکا ہونا سلاطین وقت سے بھی غیر ممکن
ہے لیکن اسنے بارہ ہزار مزدوروں کو اس کام میں لگا دیا اور خود بھی انکے
کام میں شریک ہو گیا - سب مزدوروں کی نگرانی کرتا ان کا دل بڑھاتا یا آخر

[۱] کھیتوں کے اردگرد تھوڑی بلند مٹی ڈال کر اسکی حدبندی کی جاتی ہے

ایک ہی دن میں چھ میل تک سڑک تیار ہو گئی - دیکھنے والے عالمِ تحیر میں تھے -
جادو کا کارخانہ معلوم ہوتا تھا - یہ کام بہت عمدہ ہوا اور اسکا اثر سارے شہر کے
آدمیوں پر ہوا اسکے بعد یہ سڑکوں - پلوں - پن چکیوں کی تعمیر میں مصروف ہوا
اور غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے لگا -

اس نے کھیتوں کے درست کرنے کا بہت ہی عمدہ طریقہ جاری کیا اور
رعایا پر بہت رعایت کی تاکہ اُن کی ہمت بڑھے - غرض تھوڑے ہی عرصہ
میں کےتھنس جو ایک نہایت گمنام شہر تھا اس کی کوششوں سے فلاحت
اور ہر قسم کی ترقیوں میں دوسرے شہروں کے لیئے نمونہ ہو گیا - کےتھنس میں
ڈاک پہلے ہفتہ وار آیا کرتی تھی اسنے کہا کہ جبتک یہاں کی ڈاک روزانہ نہو جائیگی
تب تک مجھے چین نہ آئیگا اسکے اس قصد پر سب قہقہے مارتے تھے اور گویا یہ
مثل ہو گئی تھی کہ جب لوگ کسی کام کو غیر ممکن سمجھتے تو آپس میں طعنے سے کہتے کہ
ہاں بیشک یہ کام اُسدن ہو گا جبدل سرجان کی ڈاک روزانہ جاری ہو جائیگی
لیکن خدا کے فضل سے اسکے کل ارادے پورے ہوے اور روزانہ کی ڈاک
جاری ہو ہی گئی -

اُس زمانہ میں انگلستان کی اُون کی تجارت بہت خراب تھی اس نے
اپنی توجہ اسکی طرف مائل کی اور ایک سوسائیٹی قایم کی اور اپنے روپیہ سے
بھی آٹھ سو بھیڑیں غیر ملکوں سے منگوائیں آخر چند ہی برس میں اس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ غیر ملکوں کی تین لاکھ بھیڑیں اسکاٹ لینڈ میں پھیل گئیں - اس
سے چراگاہوں کی مالگذاری بھی بڑھ گئی - اور اسکاٹ لینڈ کی زمینداری

کاننگ بھی بدل گیا۔

سر جان تیس برس تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا اور رفاہ عام کے بہت سے کام کئے اور برابر ایسے ہی کاموں کا ممد و معاون رہا۔ ایک مرتبہ پٹ صاحب وزیر اعظم انگلستان نے خود ان سے کہا کہ اگر کسی امر میں آپ مجھ سے مدد چاہتے ہوں تو میں بخوشی مدد کرنیکو مستعد ہوں۔ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اسکو اپنی ذاتی ترقی کا عمدہ موقع سمجھتا لیکن اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ مجھے اپنے لئے کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں اگر فلاحت کا ایک قومی سررشتہ قائم کیا جائے تو مجھ پر بڑا احسان ہو اُرتھر ینگ صاحب جو اُسوقت وہاں موجود تھے طنز سے کہنے لگے کہ ایسا سررشتہ اس دنیا میں تو نہیں ہونیکا ہاں چاند میں البتہ ہو سکتا ہے۱؎۔ لیکن سر جان اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور پارلیمنٹ کے بہت سے ممبروں کو اپنی طرف کرلیا اور واقعی وہ سررشتہ قائم ہی کر چھوڑا اور خود اس سررشتہ کا افسر اعلے مقرر ہوا۔ اس سررشتہ کا کیا اثر ہوا اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ سارے قلمرو برطانیہ کی کیفیت ہی بدل گئی لاکھوں بیگھہ زمین جو محض ویران اور غیر آباد تھی آباد ہوگئی۔ اس نے اُن کارخانوں کی بھی جو مچھلیوں کے شکار کے لئے تھے بڑی مدد کی۔ چنانچہ تھرسو اور وک شہر میں جو ایک بھاری کارخانہ جاری ہوا تھا وہ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ وک کے کارخانہ نے اسقدر رونق پکڑی کہ سارے

۱؎ یورپ کے عالموں کے نزدیک چاند سورج بلکہ ہر ستارہ اس دنیا کی طرح ایک جدا دنیا ہے بعض کی رائے ہے کہ وہ بھی اسیطرح آباد بھی ہے۔

جہاں تک اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ جس کام میں مصروف ہوتا اُس میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا اور سست اور کاہلوں کو محنتی اور کام کا آدمی بنا دیتا تھا۔ جنکے دلوں کی امیدیں اور خواہشیں مردہ ہو گئی تھیں اُن کو دلاسا دیتا اور اُن کے ساتھ مل کر خود کام کرتا تھا۔ جب فرانس والوں نے انگلستان پر حملہ کرنا چاہا تو اُس نے وزیر اعظم سے کہا کہ میں خود فوج تیار کر کے سرکار کی مدد کروں گا۔ چنانچہ اُس نے اپنی سعی و کوشش سے ہزار سپاہیوں کی ایک فوج تیار کی۔ یہ فوج ایسی عمدہ تھی کہ سارے انگلستان میں اپنا مثل نہ رکھتی تھی یہ جسوقت شہر ابرڈین میں اپنی فوج کو قواعد سکھلاتا تھا اسوقت مندرجہ ذیل خدمتیں بھی اسی سے متعلق تھیں۔

اسکاٹلینڈ کے بنک کی ڈائرکٹری۔ اُدن کی سوسائیٹی کی صدارت وِک شہر کی افسری۔ مچھلیوں کی کمیٹی کی ڈائرکٹری۔ صیغۂ مالگزاری کی کمشنری پارلیمنٹ کی ممبری۔ صیغۂ فلاحت کی صدارت۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن دنوں یہ اسقدر کارخانوں کی نگرانی اور انتظام میں مصروف تھا اُس زمانہ میں اسکو کتابوں کی تصنیف کی بھی مہلت ملتی تھی اور کتابیں بھی کیسی؟ جن سے انسان فخر اور عزت حاصل کر سکے۔ جب امریکہ کے ایلچی نے مسٹر کوک[1] سے دریافت کیا کہ علم فلاحت میں کون سی کتاب عمدہ ہے؟ تو اُنھوں نے یہی کہا کہ اسکا جواب سر جان بخوبی دے سکتے ہیں کیونکہ اسوقت سارے انگلستان میں اس علم میں یہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ پھر جب

[1] کوک انگلستان کا مشہور سیاح تھا ۱۷۲۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۹ء میں مر گیا۔

اس شخص نے مسٹر وینس ٹاربٹ سے سوال کیا کہ انگریزوں کے تمدن کے
اصول اور سرکاری خزانہ کے بارے میں کون سی عمدہ کتاب ہے ؟ تو انھوں
نے بھی یہی جواب دیا کہ سر جان کی کتاب جسکا نام "تواریخ خزانہ سرکاری" ہے
بے مثل کتاب ہے انھوں نے ایک اتنا بڑا کام کیا جسے سنکر ہر شخص کو تعجب اور
حیرت ہوتی ہے یعنی اکیس جلدوں میں سارے اسکاٹ لینڈ کے حالات
جن میں ہر امیر و غریب کا حال مندرج ہے تیار کیا۔ اس سے پہلے ایسی عمدہ
کتاب کسی ملک اور کسی زمانہ میں نہ لکھی گئی تھی۔ آٹھ برس میں اس کتاب کے
بارے میں جتنے خطوط اِنکے پاس آئے اور جو انھوں نے بھیجے اُنکی تعداد بیس ہزار
سے زیادہ تھی۔ یہ سارا کام وہ محض دوسروں کے نفع کے لئے کرتے تھے کسی
قسم کی ذاتی منفعت مدنظر نہ تھی۔

اسکاٹ لینڈ کے حالات کی اشاعت سے ملک کو بہت فایدہ پہونچا
ظلم و تعدی کی بہت سی رسمیں اُٹھ گئیں۔ بہت سے اسکول ماسٹروں اور پادریوں
کی تنخواہیں بڑھ گئیں۔ اِس کام کے بعد انھوں نے چاہا کہ انگلستان کے لئے
بھی ایک ایسی ہی کتاب تیار کی جائے لیکن انگلستان کے لاٹ پادری نے
مزاحمت کی۔

جس وقت ۱۷۹۳ء میں جنگ کی وجہ سے بہت سے کوٹھی والوں کا دیوالہ نکل
گیا اور جن شہروں میں تجارت کے کارخانے تھے۔ اُن کی حالت بہت
ردّی ہوگئی تو اُن دنوں انھوں نے ایسی مستعدی ظاہر کی جو کہ ہمیشہ زمانہ کو یاد
رہے گی۔ تجارت کے کارخانوں کے بند ہو جانے سے شہر مین چسٹر اور

گلاسکو کے سب بڑے بڑے کارخانے بٹنے کو تھے - غربا نہایت پریشان
تھے اُس وقت سر جان نے پارلیمنٹ میں یہ بات پیش کی کہ پچاس لاکھ
روپیہ اُن تاجروں کو جو ضمانت دیں تقاوی کے طور پر قرض دیئے جائیں
پارلیمنٹ نے یہ بات منظور کرلی اور اس کی کارروائی کے لیئے حسب درخواست
سر جان کارکن بھی مقرر ہو گئے - پارلیمنٹ میں یہ بات رات کے وقت منظور
کی گئی تھی اُس کی صبح کو سر جان نے یہ خیال کیا کہ سرکاری کاموں میں دیر ہوتی
ہی ہے ضرور اس کام میں بھی وقفہ ہوگا یہ سوچکر خود مہاجنوں کے ہاں گئے
اور اپنی ضمانت پر سات لاکھ روپے قرض لیئے اور جن تاجروں کو اسکی
شدید ضرورت تھی اُنکے پاس فوراً بھیجدیئے اسکے بعد جب انگلستان کے
وزیر اعظم نے سر جان سے ملاقات کی تو کہنے لگا کہ مجھے نہایت افسوس ہے
کہ وہ روپے جلد فراہم نہیں ہو سکتے - انہوں نے جواب دیا کہ روپیہ تو کل روانہ
ہو چکے یہ جواب سنکر وزیر اعظم کے چھکے چھوٹ گئے - سر جان خود لکھتے
ہیں کہ یہ جواب سنکر پٹ صاحب ایسے متحیر ہوئے جیسے کسی نے اُن پر
گولی چلائی ہو - یہ شخص مرتے دم تک عمدہ اور نیک کاموں میں
ہی مصروف رہا اور اپنے ہموطنوں کے لیئے ایک عمدہ نمونہ بن گیا - اِسے
اپنے عزیز و اقارب کی تعلیم کیطرف سے بھی غفلت نہ تھی - یہ لکھتا ہے کہ
اسی برس کے سن میں میرے سات لڑکے جوان ہو گئے اور الحمدللہ کہ اُن میں کوئی
بھی ایسا نہیں ہے جسنے قرض لیا ہو یا جسنے کوئی ایسا ناشائستہ فعل کیا ہو جسکے
لیئے مجھے افسوس کرنا پڑے (خدا ہمارے ملک میں بھی ایسے ہی نیک آدمیوں کو پیدا کرے) *

باب (۸)

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو — ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
پس چناں زی کہ وقتِ مُردنِ تو — ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

وہ شے جو ملک کی حالت کو اعلیٰ بناتی ہے ۔ جس سے ملک کو تقویت اور فخر حاصل ہوتا ہے جو ملک کی حالت کو پھیلاتی ہے جو قومی نیکی کے اثر کو قوی بناتی ہے جس سے ملک معزز اور حکمرانی کے قابل ہوتا ہے جس کی وجہ سے لاکھوں سرنگوں ہوتے ہیں جو غیر قوموں کے غرور کو توڑ ڈالتی ہے جو غیر قوموں کو محکوم بنانے کا آلہ ہے ۔ جو بڑائی اور بزرگی کا چشمہ ہے جو سچا تاج و تخت ہے وہ شئے فی الحقیقت ایک قسم کی شرافت ہے مگر نہ وضعداری یا حسب و نسب کی بلکہ نیک چلنی کی (ٹائمس)

نیک چلنی ہی زندگی کا فخر و تاج ہے ۔ انسان کی مقبوضہ چیزوں میں یہ سب سے اعلےٰ رتبہ رکھتی ہے یہ انسان کے دلوں پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے یہ ایک ایسی جائداد ہے کہ جسنے اِسپر قبضہ کرلیا گویا اُسنے ایک قسم کی حکومت

حاصل کرلی۔ اِس سے ہر حالتوں کو بزرگی اور سوسائیٹی کے ہر درجوں کو سربلندی ہے۔ اِسکا زور و اختیار دولت سے بڑھکر ہے جو باتیں دولت سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب اِس سے فراہم ہو جاتی ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ دولت کی طرح اسپر کوئی حسد نہیں کرتا اِسمیں وہ طاقت و زور ہے جو ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتا رہتا ہے اِسلئے کہ یہ دل کی سچّی عزّت۔ کھراپن اور استقلال کا نتیجہ ہے اور یہ ایسی صفتیں ہیں کہ انسان عموماً اِن کی تعظیم و توقیر کرتا ہے اور اِن پر اعتماد رکھتا ہے۔

نیک چلنی فطرت کی ایک پاکیزہ صورت کا نام ہے یا یوں کہو کہ کُل اخلاقی صفات کا بعنوانِ شایستہ ایک شخص میں مجتمع ہونا بس اسی کا نام نیک چلنی ہے۔

نیک چلن آدمی سوسائیٹی کے صرف کانشنس (نورِ ایمان) ہی نہیں بلکہ ہر شایستہ ملک کے لئے تحریک دینے والے قوی بھی ہیں کیونکہ حقیقت میں قواے اخلاقی ہی دُنیا پر حکمرانی کرتے ہیں۔ نیپولین[۱] کا قول ہے کہ جنگ میں بھی قواے بہیمیہ پر قواے ملکیہ کا زور و اختیار ویسا ہی رہتا ہے جیسے دس کا زور ایک پر۔

قوت۔ محنت اور قومی تہذیب بھی اُسی ذاتی چال چلن پر منحصر ہے۔ اور کُل عدالتیں اِسی پر مبنی ہیں۔ قانون و سررشتے بھی اِسی کی شاخیں ہیں۔ نیچر کے ترازو ہیں۔ ہر شخص ہر فرقہ ہر قوم اتنا ہی پاتی ہے جتنا پانے

---

[۱] نیپولین دیکھو صفحہ ۳۰

کی وہ مستحق ہے جسطرح نتیجہ سب پر دلالت کرتا ہے اسیطرح قومی حالت اُسکے چال چلن پر دلالت کرتی ہے۔

گو انسان علمی لیاقت پوری نہ رکھتا ہو اور دولت بھی کم ہو لیکن چال چلن اُسکا اگر عُمدہ اور شایستہ ہے تو اُسکی قدر و منزلت ہمیشہ بڑھتی رہیگی۔ وہ پارلیمنٹ میں ہو یا بنک گھر میں ہو۔ دوکان میں ہو یا بازار میں۔

کیننگ[1] نے سنہ ۱۸۰۱ء میں اپنے ایک دوست کو کیا خوب خط لکھا تھا۔ جسکے یہ چند جملے میں نقل کرتا ہوں "میں نیک چلنی کی راہ سے ایک وسیع اور اعلی درجہ کی قوت اور اختیار تک پہونچوں گا اور میں ہرگز کسی دوسری راہ پر نہ چلوں گا۔ ہرچند میری چال اس راہ میں بہت تیز نہیں ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ جس منزل کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اُس کی سیدھی اور اصلی راہ یہی ہے"۔ ذہن والوں کی ہم صرف تعریف ہی کر سکتے ہیں اور یہیں تک بس ہے لیکن بھروسا اور اعتماد کرنے کے لئے کچھ اور چیز بھی درکار ہے لارڈ رسل[2] لکھتا ہے کہ انگلستان کے متخاصمین کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ ذہین صرف رائے لیتے ہیں اور نیک چلن کی رائے پر چلتے ہیں۔ نیک چلنی کے اِس قوی اثر کو فرانسس ہارنر[3] کی سوانح عمری بہت خوبی سے ثابت کرتی ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس کی نسبت سڈنی اسمتھ[4]

---

[1] کیننگ ہندوستان کا نامی اور مشہور گورنر جنرل تھا ایام بغاوت میں یہ ہندوستان میں تھا۔ سنہ ۱۸۱۲ء میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۸۶۲ء میں مرگیا۔

[2] رسل دیکھو صفحہ ۱۶ [3] فرانسس ہارنر دیکھو صفحہ ۹۲ [4] دیکھو صفحہ ۵۱۔

لکھتا ہے کہ وہ دس احکام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ اُس کی پُر نور پیشانی پر منقش تھے۔ اڑتیس ۳۸ برس کے سن میں یہ مرگیا اور ابھی اڑتیس برس ہی اسی نیک چلنی کی وجہ سے سب پر اُسکا اختیار اپنے کُنبے کے آدمیوں سے بڑھکر تھا۔ سب اُس کے مداح تھے۔ سب کو اُس سے محبت تھی سب کو اُسپر اعتماد تھا۔ اور اُس کے مرنے پر سوائے اُن چند آدمیوں کے جو بالکل تنگ ظرف اور محض کمینہ تھے ہر شخص کو اُسکا غم تھا پارلیمنٹ نے کبھی کسی ممبر کی وفات پر اس قدر تاسف ظاہر نہ کیا تھا جسقدر اس ممبر کی وفات پر۔

میں ہر نوجوان سے پوچھتا ہوں کہ یہ عزت اُس نے کیونکر حاصل کی تھی کیا کسی رُتبہ اور درجہ سے؟ نہیں وہ تو ایک ادنیٰ تاجر کا لڑکا تھا۔ کیا دولت سے؟ نہیں۔ وہ اور اُس کے رشتہ دار کوئی خرچ ضروری سے ایک حبہ بھی فاضل نہیں رکھتے تھے۔ کیا کسی آفس اور نوکری کے ذریعہ سے؟ نہیں۔ اپنی تمام زندگی میں اُسنے ایک نوکری کی تھی اور وہ بھی چند دنوں کے لئے۔ اور بہت ہی کم رتبہ اور کم درجہ کی۔ کیا ذہانت سے؟ وہ ذہین بھی نہ تھا۔ کیا فصاحت و بلاغت سے؟ وہ ایسا فصیح و بلیغ بھی نہ تھا ہاں البتہ صاف گو اور حق گو تھا۔ پھر کس وجہ سے وہ ایسا سربلند ہوا؟ صرف تمیز محنت عمدہ اصول پر عامل ہونے اور اچھا دل رکھنے سے۔ کیا ان صفات کے حاصل کرنے سے کوئی بھلا چنگا نوجوان مایوس ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بیشک صرف اسی نیک چلنی کی قوت نے اُسے ممتاز و معزز بنایا تھا اور

یہ اُسکی صفات خلقی اور فطرتی نہ تھے بلکہ کسی تھے اُس سے بڑھکر ذہین اور لائق ممبر ہاؤس اوف کامنس میں تھے لیکن کوئی اُس سے اِن صفات حسنہ میں بڑھکر نہ تھا۔ بیشک ہارنر صرف اِس بات کے ثابت کرنے کے لئے پیدا ہوا تھا کہ متوسط لیاقت بھی نیک چلنی کی بدولت کیا کر سکتی ہے۔

فرینک لن[1] لکھتا ہے کہ میں نے جو ترقی حاصل کی تھی وہ لیاقت سے نہیں کی بلکہ صرف کھراپن اور سچائی سے۔ ہر چند میں بولنے میں رُکتا تھا اور خاطرخواہ نہیں بول سکتا تھا لیکن پھر بھی میرے ہموطنوں کے دلوں میں میری اتنی جگہ تھی کہ میری بات چل ہی جاتی تھی اور میرا مقصد پورا ہو ہی جاتا تھا۔

جسطرح علم ایک قسم کی طاقت اور زور ہے اسیطرح نیک چلنی کی بھی ایک خاص قوت ہے۔ دماغ بغیر دل کے۔ ذہانت بغیر نیک چلنی کے۔ چالاکی بغیر نیکی کے بیشک ایک طرحکی قوتیں ہیں لیکن صرف نقصان پہونچانیوالی۔ ایسے توبیونکی باتوں سے ہم صرف خوش ہو سکتے ہیں لیکن اُنکی تعریف کرنی اُسیقدر مشکل ہے جسقدر جیب کترنے والوں اور اُٹھائی گیروں کی۔ سچائی اور کھراپن جوانانہ چلن کی اصل ہے جسمیں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں۔

[مستقل مزاج بھی ہے تو وہ ایک ایسا پُرزور اور قوی شخص ہے کہ کوئی اُسے روک ہی نہیں سکتا۔ ایسا آدمی بھلائیوں کے کرنے برائیوں سے رُکنے مصیبت اور تکلیف کے اُٹھانے پر قادر ہوتا ہے۔ جب اسٹیفن کو اُس کے قاتلوں نے گھیر لیا اور پوچھا کہ بتا تیرا وہ قلعہ کہاں ہے؟ تو اُس نے

[1] فرینک لن دیکھو صفحہ ۱۳۴

اپنے دل پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہاں ہے - ایسے موقع میں کھرے آدمیوں کے صفات حقیقت میں چمک اُٹھتے ہیں اور جب اُسکی کُل صفتیں اُسے بیکار نظر آتی ہیں تو آخر کو اُسکا سہارا اپنی سچائی اور دلیری پر ہوتا ہے -

لارڈ اِرسکاین[۱] کا یہ قول اِس قابل ہے کہ اسکو ہر شخص اپنے لوحِ دل پر نقش کرے - وہ کہتا ہے " جوانی میں میرا دستور تھا کہ جب کسی کام کو شروع کرنا چاہتا تو پہلے کونشنس (نورِ ایمان) سے پوچھ لیتا پھر اُسکے کہنے کے مطابق فوراً اُس میں ہاتھ لگا دیتا اور نتیجہ کو خدا پہ چھوڑتا - اِن اصول پر (جو شفیق اور مہربان والدین کے تعلیم کردہ تھے) میں بڑھاپے تک عمل رہا اور ہرگز مجھے اِن کے ذریعہ سے کبھی کسی طرح کا افسوس نہ ہوا - بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہی میری ترقی اور حصولِ دولت کے باعث ہوئے اور اب میں اپنے لڑکوں کو بھی اِنپر عمل رہنے کی ہدایت کرتا ہوں "

زندگی کے مقاصد میں سب سے اعلےٰ مقصد یہ ہونا چاہئے کہ چال چلن اچھا ہو - اس کے لئے مناسب کوشش کرنے سے حوصلے بلند ہوں گے اور مردانہ خیالات پیدا ہونگے - اصول کی بات ہے کہ مقصد کو ہمیشہ اعلیٰ ہونا چاہئے گو اُسکا انجام پوری طرح دشوار ہو - مسٹر ڈزریلی کہتے ہیں " وہ جوان جو اوپر نہیں دیکھتا اُسے پستی کے سوا کچھ دکھائی دے ہی نہیں سکتا - وہ جانور جو اوپر اُڑنا نہیں چاہتا وہ زمین پہ رینگنے کے سوا اُڑنا سمجھ ہی نہیں سکتا

---

[۱] لارڈ ارسکاین ملک اسکاٹ لینڈ کا ایک مشہور عالم اور ممبر پارلیمنٹ تھا - یہ بہت سے عہدہ اسے جلیلہ پر ممتاز رہا - شہر اڈنبرا میں ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۲۳ء میں مر گیا -

اور وہ جوانمرد جو آسمان پر تیر چلانا چاہتا ہے اگر آسمان تک نہیں پہونچا سکا تو عالیشان درخت کے سر تک تو ضرور پہونچائے گا۔ اسیطرح وہ اشخاص جن کے مقاصد اعلےٰ ہوتے ہیں اگر وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوتے تب بھی اپنی حالت سے بلاشبہ کچھ ترقی کر سکتے ہیں۔

ہر کام اور ہر لفظ میں صدق و راستی نیک چلنی کی بنیاد ہے ڈیوک اوف ولنگٹن[1] نے سر رابرٹ کے بارہ میں ہوس آف لارڈس میں جو کچھ کہا وہ قابل یادگار ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور وہ برابر کونسل میں رہے اور آپس میں دوستی بھی رہی لیکن مینے اُن کو ہمیشہ راستباز اور عادل اور قوم کا ترقی خواہ پایا۔ مجھے کبھی ایسا موقع نہ ملا کہ اُن کو کسی جگہ راستی سے ڈگتے دیکھتا اور کبھی اُن کی زبان سے ایسا لفظ نہ نکلا جو حق نہ ہو انکا اقبال اور اُن کی ساری ترقیاں اسی وجہ سے تھیں۔

جھوٹ اور سچ کا اطلاق جسطرح اقوال پر ہوتا ہے اُسی طرح افعال پر بھی ہو سکتا ہے آدمی کو لازم ہے کہ جیسا وہ اپنے کو ظاہر کرتا ہے حقیقتاً وہ ویسا ہو بھی جائے انسان کو خود اپنی عزت اور غیروں کی عزت کا خیال اس بات پر بخوبی قایم رکھ سکتا ہے انسان چالاکی سے دھوکا پا بھی سکتا ہے۔ لیکن راستی سے کبھی نہیں ایسے آدمی جن کے افعال و اقوال میں کچھ تعلق یا تطابق نہیں ہوتا کبھی عزت نہیں پا سکتے یہاں تک کہ اگر وہ سچ بھی بولیں تو جھوٹ ہی سمجھا جائیگا۔

---

[1] ڈیوک اوف ولنگٹن۔ دیکھو صفحہ ۸۶۔

نیک چلن انسان کو لازم ہے کہ آفتاب کی طرح ظاہر و باطن۔ گھر۔ باہر ہر جگہ یکساں چمکتا رہے۔ ایک دانشمند لڑکے سے جب لوگوں نے استفسار کیا کہ تو نے وہ شفتا لو کیوں نہیں چرائے وہاں تو کوئی بھی دیکھنے والا نہ تھا تو اُس نے کیا خوب جواب دیا کہ میں خود بہت بڑا دیکھنے والا جو موجود تھا میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ اپنی نظروں میں ذلیل بنوں۔ اس حکایت میں ضمناً اس قوت کا بیان بھی ہو گیا ہے جسے کونشنس (نور ایمان) کہتے ہیں یہ قوت جب تک زور آور نہیں ہوتی اور چال چلن پر اپنا اثر نہیں ڈالتی رہتی ہے تب تک انسان کا چال چلن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اکثر راستی سے قدم پھسل جاتا ہے اور لالچ میں پڑ کر بلا میں گرفتار ہوتا ہے اور آخر کار اپنی نظروں میں آپ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے گو لوگوں نے اُسے نہ دیکھا اگرچہ دُنیا کے سامنے وہ معزز ہی رہا۔ مجرم ثابت نہ ہو سکا۔ لیکن پھر بھی وہ شخص وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا کوئی اور ہی ہو جاتا ہے اُس کے دل کو قرار نہیں رہتا بلکہ کانشنس کی لگاتار چوٹ سے وہ ایسا مجروح اور مخبط ہو جاتا ہے کہ اپنی خبر آپ نہیں لے سکتا بیشک نا محرم مجرم کے لئے یہ سزا خوب ہی مناسب ہے۔ نیک چلنی کو ثابت و برقرار رکھنے والی بس یہی نیک عادتیں ہیں انسان میں عادتوں سے بڑھکر کوئی مادہ تیز قوی نہیں ہے۔ بلکہ خوب دیکھنے سے وہ عادتوں ہی کی ایک گٹھری معلوم ہوتا ہے میٹیں ٹیسیو[۱]

[۱] می ٹیں ٹیسیو۔ ملک اطالیہ کا مشہور شاعر اور کئی ڈراما کا مصنف تھا شہر روم میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۲ء میں مر گیا۔

عادت کا اسقدر قایل تھا کہ اُسکے نزدیک انسان عادت ہی عادت تھا۔ حتے کہ نیکی و بدی کو بھی وہ عادت ہی سمجھتا تھا۔ بٹلر[۱] کہتا ہے کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی تعلیم آپ کرے اور لالچ سے ہمیشہ بچتا رہے۔ اگر وہ نیکی کو اپنی عادت بنالے تو نیکی کرنی اُسپر ویسی ہی آسان ہو جائے گی جیسا پہلے بدی کرنی۔ جس طرح برابر ایک قسم کا کام کرنے سے اجسام اُسکے عادی ہو جاتے ہیں اُسی طرح روحانی قوتیں بھی نیکیوں کی مشق سے صفات حمیدہ کی خوگر ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ سچائی۔ انصاف اور سخاوت یہ سب بھی بالآخر عادتیں ہو جاتی ہیں اور ان کا عادی برائیوں سے خود متنفر ہونے لگتا ہے جس طرح تقوی کے عادی کو شراب خوری سے خود بخود نفرت ہو جاتی ہے اور دوربین اور مآل اندیش کو عیاشی و فضول خرچی سے خود ہی عداوت ہو جاتی ہے اسلئے بری عادتوں سے بچنے کے لئے صرف اچھی عادتوں کا حاصل کرنا ہی کافی ہے لیکن پھر بھی انسان کو اپنی غلطیوں پر کامل نظر رکھنی ضرور ہے ورنہ جہاں ایک غلطی ہوئی پھر دوسری غلطیوں پر جرأت ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب کا قول ہے کہ عادتیں موتی کی مالا کی طرح ہیں کہ جہاں لڑی کھلی اور سب بکھر گئے۔

عادتیں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو بے قصد خود بخود ظہور میں آنے لگتی ہیں اور اُن کی ترقی اور قوت کا تب ہی اندازہ ہوتا ہے جب اُن کے خلاف

---

[۱] بٹلر انگلستان کا مشہور پادری تھا اسکی چند تصانیف نہایت قدر کے قابل ہیں ۱۶۹۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۵۲ء میں مر گیا۔

ہیں کوشش کی جاتی ہے۔

اپنی تعلیم آپ کرنی اپنے کو محنتی بنانا۔ صادق القول ہونا یہ سب خیالات اور عقائد ہی نہیں بلکہ عادتیں ہیں۔ بیشک ہمکو اللہ نے آزادی دی ہے لیکن وہ آزادی رفتہ رفتہ انہیں عادتوں کے ہاتھ کسی قدر بک جاتی ہے اور جس زنجیر میں ہم اپنے کو باندھتے ہیں اُس میں بندھ جاتے ہیں اور پھر قسمت کی طرح اُس سے چھٹکارا محال ہوتا ہے۔

لڑکوں کو لڑکپن ہی میں نیک چلنی کا عادی بنانا اسقدر مفید ہے کہ اسکا بیان مشکل ہے کیونکہ لڑکپن میں جو عادت پڑی سو پڑی۔ پھر وہ اُن کے دم کے ساتھ ہے اُن کی راسخ عادتوں کو چھوڑانا ویسا ہی ہے جیسے روغن سے چکنائی یا روشنائی سے سیاہی۔ ایک چھوٹے سے درخت پر اگر دو حرف کھود ڈالو تو وہ حرف اُس درخت کی بقا تک اُسکے ساتھ ہیں۔ جوں جوں وہ درخت بڑھتا پھیلتا جائیگا وہ دونوں حرف بھی بڑھتے اور پھیلتے جائیں گے۔ لارڈ کولنگ وڈ[1] نے ایک نوجوان سے کہا کہ بیس پچیس برس کے سن کے قبل تم ایسا چلن سیکھ لو جو زندگی بھر تمہارے کام آوے کیونکہ پھر سیکھی ہوئی چیز کا بھلا دینا دشوار ہے ایک یونانی گانے والے کا کیا خوب اور واجب قاعدہ تھا کہ جو دوسرے اُستادوں سے گانا سیکھ کر اُس کے پاس شاگرد بننے کو جاتے۔ اُن سے وہ دونی فیس لیتا تھا کیوں کہ اس کو اُن کی تعلیم میں دونی محنت پڑتی تھی۔

---

[1] لارڈ کولنگ وڈ انگلستان کا نامی اور دلیر جرنیل تھا ۱۷۴۸ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۸۱۰ء میں مر گیا۔

ایک انکو سکھانا اور دوسرے انکے پہلے سیکھے ہوئے کو بھلانا حقیقت میں بری عادتوں کی بیخکنی دانت اکھیڑنے سے بھی زیادہ مشکل اور تکلیف دہ ہے ہمیشہ انسان سو اس بات پر لحاظ رکھنا چاہئے کہ جہانتک ہو اچھی عادتیں حاصل ہوں اور بری عادتیں نہ پاس نہ پھٹکنے پائیں۔

عادتوں کو کہاں تک دخل ہے اسکی انتہا کچھ سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ خوشی اور راحت بھی ایک طرح کی عادت ہی معلوم ہوتی ہے۔ بعض شخصوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہمیشہ ہر چیزوں کی چمکیلی ہی طرف کو دیکھتے ہیں جانسن نے اسی لئے لکھا ہے کہ صرف اچھی ہی طرف نگاہ رکھنی ہزار روپیہ کے وظیفہ سے بہتر ہے ہم میں ایسی قوت موجود ہے کہ انہی باتوں کا خیال کریں جن سے روح کو مسرت حاصل ہو اور ان چیزوں کے خیال سے دل کو روکیں جن سے نہ ترقی ملتی ہے نہ خوشی۔ بلکہ انسان بے فائدہ بھی ان سے مغموم اور افسردہ بنجاتا ہے۔ نوجوان کا بشاش رہنا دوسری طرح لیاقتوں بلکہ تحصیل علم سے بھی کہیں بڑھکر ہے۔

جس طرح مکان کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے بھی ہم دن کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی انسان کا چال چلن معلوم ہوجا سکتا ہے۔ ہم نیک چلن ہیں یا نہیں۔ اس کے دریافت کی بہت ہی صحیح ترکیب یہ ہے کہ ہم غور کریں کہ ہم دوسروں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔

اعلے۔ ادنی اور برابر والوں سے بعنوان شائستہ ملنا۔ بہ سلوک

پیش آنا۔ انسان کے دل کو بالطبع خوش کرتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ انسان
مفلس ہو اور دولتمندوں کی سی خیرات نہ کرسکتا ہو لیکن اگر وہ چاہے تو
یہ اخلاق بہت آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔ عمدہ اخلاق کا پرتو سوسائٹی
پر ویسا ہی پڑنا چاہئے جیسا شمع کا جسم پر جو اس کے سامنے آتا ہے وہ آپ سے
آپ منور ہوجاتا ہے ویسا ہی اسکو بھی ہر دل پر اسی طرح سے راہ کرنی چاہئے
کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ انسان ادنی ادنی باتوں سے دلوں کو خوش کرسکتا ہے
ایک لیڈی صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں نے ایکبار ایک غریب لڑکی کو شفقت کی
نگاہ سے دیکھا تھا اسکا اثر اس لڑکی پر ایسا ہوا کہ خوشی کے مارے اسکی آنکھوں
میں آنسو ڈبڈبا آتے۔ کیا کسی کو ایسے اخلاق کا روزانہ موقع نہیں ملتا؟ لیکن
افسوس ایسے موقع کو ہم خود کھو بیٹھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اخلاق میں
کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا اور اس سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے بیشک ع
اخلاق سب سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے۔ سب سے سستی اور بیش بہا
چیز اگر ہے تو یہی مہربانی ہے۔ بڑے سے بڑے کام کو بھی اگر انسان نے
بہ جبر یا احسان رکھکر کیا تو کیا وہ قابل شکر ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں افسوس
کی بات ہے کہ دنیا میں ایسے آدمی بھی ہیں جنہیں اپنی ترش روئی پر ناز ہے
ایسے آدمی اگرچہ فطرتی نیک بھی ہوں لیکن لوگوں کو ان سے نبانا مشکل
پڑجاتا ہے۔ ایسے آدمی کو جو ہمیشہ دل شکن باتیں کرنے کے عادی ہیں اور
اسکی کچھ پروا ہی نہیں کرتے کہ کوئی شخص دل سے نہیں چاہ سکتا۔ اولیا کا
تو ذکر نہیں۔ ان سے ہو تو ہو۔ یہ ان کی کرامت ہے لیکن عام خلایق سے تو

نہیں ہو سکتا۔ بعض بندے ایسے بھی ہیں جو بہت زیادہ اخلاق رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے وفورِ نوازش کے اظہار سے لوگوں کو سرفراز کیا کرتے ہیں لیکن یہ بھی حد سے گزرنا ہے **خیر الامور اوسطہا** (اعتدال سب سے بہتر ہے) بہتیرے بڑے منتظم اور دیانتدار تھے لیکن پھر بھی ترقی نہ کر سکے۔ اگر اس کی وجہ دریافت کی جائے تو عموماً یہی معلوم ہوگا کہ بدمزاج تھے۔

دوسروں کے خیالات اور رایوں کی قدر کرنی یہ بھی عمدہ اخلاق میں سے ہے۔ بعض جہاں دوسروں کی رائے اپنی رائے سے الگ پاتے ہیں فوراً ناراض ہو جاتے ہیں اور نا ملائم الفاظ اُن کی زبان سے نکلنے لگتے ہیں حالانکہ اختلاف رائے انسان کے مختلف الطبائع ہونے کا لازمی نتیجہ ہے پھر محض اختلاف رائے سے رنجیدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی صاحب اخلاق اور نیکدل کچھ اعلےٰ درجے کے آدمیوں میں ہی نہیں ہوتے بلکہ بہت ہی غریب آدمی بھی اس صفت سے موصوف ہو سکتا ہے چارلس ولیم اور گرینٹ باشندگان شہر انورنس واقع اسکاٹ لینڈ کا قصہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یہ باپ اور بیٹا دونوں مفلس کاشتکار تھے۔ تھوڑی سی زمین جو اِن کے پاس تھی دریا کی طغیانی سے سب غارت ہوگئی اور اُن کا سارا مال و متاع بھی اُسی دریا میں تباہ ہوگیا۔ بہت ہی پریشان حال نوکری کی تلاش میں نکلے لنکاشائر کے قریب پہونچکر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور چاروں طرف کی فضا دیکھنے لگے پھر دل میں سوچا کہ کدھر چلیں؟ آخر

اسے یہ ٹھہری کہ ایک لکڑی پھینکو جدھر وہ گرے اُسی طرف چلو۔ غرض
جس جانب وہ لکڑی گری اُسی طرف دونوں چلے۔ وہاں سے کچھ دور سام
پوٹکن نام ایک ریاست تھا وہاں پہونچے اور ایک چھاپہ خانہ میں نوکر ہو گئے
اِس کام کو اُنھوں نے ایسی دیانت اور محنت سے کیا کہ مالکِ مطبع دل و
جان سے راضی اور اِن کا مداح ہو گیا۔ پھر یہ برابر ترقی کرتے رہے آخر
بہت مالدار ہو گئے۔ اِن دونوں نے اپنے روپے سے سیکڑوں اسکول
اور گرجے تعمیر کرائے اور ہر طرح سے انسان کی بہی خواہی پہ آمادہ رہے
اُنھوں نے اُس پہاڑ پر جہاں وہ لکڑی گری تھی ایک عالی شان عمارت اپنی
یادگار بنوائی۔ ایک تاجر نے جو اپنی کم ظرفی سے اِن کی ترقیوں کو دیکھ
نہیں سکتا تھا۔ حسد سے اِن کی مذمت میں ایک رسالہ چھپوایا۔ جب وہ
رسالہ گرینٹ کی نظروں سے گذرا تو اُنھوں نے اُسکو دیکھ کر اتنا ہی کہا کہ لکھنے
والا آخر ایک دن پچھتائیگا۔ جب یہ خبر اُس تاجر نے سنی تو بولا کہ ان کی پیشین گوئی
بالکل غلط ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں اُن کا ایک دن قرضدار ہونگا تب
وہ مجھ سے اسکا بدلا لینگے لیکن میں ہرگز انہیں ایسا موقع ہی نہ دونگا۔ اتفاق
ایسا ہوا کہ اِس تاجر کا دیوالہ نکل گیا اور پھر کارخانہ پھیلانے کیلئے اُسکو ایک
سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت پڑی۔ حسن اتفاق سے اُس وقت گرینٹ کے
سوا کوئی [illegible] کا تاجر وہاں نہ تھا جسکی سرٹیفکیٹ کارآمد ہوتی لیکن اُسے
گرینٹ کے یہاں جانے میں تو شرم آتی تھی آخرش جب اُسکے رشتہ داروں
نے اُسے مجبور کیا تب اُسنے گرینٹ کے ہاں جا کر اپنا سارا قصہ بیان کیا اور

سارٹیفکٹ مانگی گرینٹ نے پوچھا کیوں بھائی تم نے ہی وہ رسالہ چھپوایا تھا ؟" اس سوال کے سُنتے ہی اُس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا - اور سمجھا کہ اب یہ میرے عمل کا غذ جو اس کے سامنے رکھے ہیں آگ میں ڈال دیئے جائیں گے لیکن گرینٹ نے کہا میرا یہ دستور ہے کہ دیانتدار تاجر کی سرٹیفکٹ پر ضرور دستخط کرتا ہوں اور چونکہ تم دیانتدار ہو اسلئے تمہارے سرٹیفکیٹ پر بھی ضرور دستخط کروں گا - لاؤ سرٹیفکیٹ لاؤ - مجھے سخت افسوس ہے کہ میری پیشین گوئی تمہارے حق میں راست آئی - بھائی میرے اُس کہنے کا یہ مطلب نہ تھا کہ میں تمہارے روز بد کا خواہاں تھا بلکہ اُس سے میری یہ مراد تھی کہ ایک دن تم ضرور جان لوگے کہ میں کیسا ہوں اور اسوقت تمکو اپنے اُس فعل پر ندامت ہوگی - اِن باتوں کو سُنکر تاجر آنکھوں میں آنسو بھر لایا - گرینٹ نے پوچھا آجکل کاروبار کا کیا حال ہے تاجر نے کہا قرض خواہونکو سب چکا کر اب میرے پاس خرچ ضروری کے لئے بھی کچھ نہیں ہے - سرٹیفکیٹ ملنے پر پھر کارخانہ شروع کروں گا" گرینٹ نے کہا " تب تو آجکل تمہارے متعلقین پر بڑی تکلیف ہوگی - میری طرف سے اُنہیں یہ سو روپے دینا اور یہ کہنا کہ اِسے قبول کریں - آیندہ اللہ مددگار ہے - جب یہ تاجر وہاں سے چلا تو اُسکی یہ کیفیت تھی کہ بچوں کی طرح سے روتا جاتا تھا -)

جنٹل مین (شریف آدمی) وہ ہے جسکی طبیعت عالی ہے - جنٹل مین وہ ہے جو مصیبت اور افلاس میں بھی جنٹلمین ہی رہے ۔ مگر یہ پستی ہمتی پست نگری مردی - جنٹلمین وہ ہے جو کھرا اور نیک ہے اور ہمیشہ سچ

بولتا ہے - اُسکو ہمیشہ اپنی عزت کا خیال رہتا ہے - اپنے کانشنس (نور ایمان) کی ہدایتوں پر چلتا ہے جیسی وہ اپنی قدر کرتا ہے ویسی ہی دوسروں کی عزت کا بھی اُسے خیال ہے - جمیع انسان اُسکی نظروں میں قابل تعظیم و تکریم معلوم ہوتے ہیں اُس سے کوئی کمینہ کام ہو نہیں سکتا سچائی اُسکا قانون ہے جب وہ کہتا ہے ہاں تو وہی ہاں اُسکا قانون ہے اور جب کہتا ہے نہیں تو وہی نہیں اوسکا قانون ہے وہ اُسکے خلاف نہیں کر سکتا - ایسے آدمی کو کوئی رشوت بھی نہیں دے سکتا ڈیوک آف[له] ولنگٹن جب اسائی کی لڑائی میں فتحیاب ہوا تو ایک دن ریاست حیدرآباد کا وزیر اعظم اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ جو صلح نظام اور مرہٹوں میں ہوئی ہے اُس میں کون کون ملک نظام کو دینے کے لئے تجویز کئے گئے ہیں؟ اگر آپ مہربانی فرما کر ان امور سے مجھے مطلع فرمادیں تو دس لاکھ روپے آپکی نذر ہیں ڈیوک اس بات کو سنکر کئی منٹ تک اُس وزیر کی طرف دیکھتا رہا - اور بولا کہ اگر کوئی پوشیدہ بات تم سے کہی جائے تو شاید تم اُسکی رازداری کرسکتے ہو؟ وزیر نے کہا "بیشک" تب اُسنے کہا "میرا بھی یہی حال ہے" اور یہ کہکر فوراً وزیر کو رخصت کر دیا - اگر ولنگٹن چاہتے تو بذریعہ رشوت کے ہندوستان سے کروڑوں روپیہ پیدا کر لیتے - لیکن یہ اُنہی کا دل تھا کہ ایک غریب کی طرح ولایت واپس گئے -

میسور کی فتح کے بعد ایسٹ انڈیا کے ڈائرکٹروں نے دس لاکھ روپیہ

له ڈیوک آف ولنگٹن دیکھو صفحہ ۸۶

مارکوئیز ولزلی[1] کو انعام دینا چاہا - اُنہوں نے نامنظور کیا اور لکھا - "مجھے ہرگز یہ منظور نہیں ہے کہ میں ہی انعام پاؤں اور میری فوج کے سپاہی مُنہ دیکھتے رہ جائیں" (سر چارلس نیپر[2] کو فتوحات سندھ میں وہاں کے نوابوں سے تین لاکھ روپے رشوت ملتے تھے لیکن اُنہوں نے ایک نگاہ بھی نہ لیا) بے شک وہ مفلس جس کا دل غنی ہے اُس غنی سے کہیں بڑھ کر ہے جسکا دل مفلس ہے - بقول سینٹ پال[3] کے "ایک کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن سب کچھ ہے اور دوسرے کے پاس سب کچھ ہے مگر کچھ نہیں" ایک کو امیدیں ہیں اور خوف نہیں اور دوسرے کو صرف خوف ہے اور امیدیں مطلق نہیں - جس شخص کی سب چیزیں تو گم ہوجائیں لیکن دلیری - بشاشت - امید - نیکی - ذاتی وقار ویسی ہی باقی رہے تو اگرچہ اُس کے پاس کچھ نہیں لیکن سب کچھ ہے اور حقیقت میں وہ ایک بڑا مالدار ہے - سچی دلیری اور رحمدلی ساتھ ساتھ رہتی ہے دلیر ہمیشہ معاف کرنے کو تیار رہتا ہے یہ سخی ہوتا ہے یہ کبھی بے رحم اور ظالم نہیں ہوسکتا -

---

[1] مارکوئس ولزلی ہندوستان کا مشہور گورنر جنرل تھا - شہر ڈبلن میں ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوا اور لنڈن میں ۱۸۴۲ء میں مرگیا -

[2] سر چارلس نیپر انگلستان کا مشہور جنیل تھا آیرلینڈ میں ۱۷۸۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۳ء میں مرگیا -

[3] سینٹ پال حضرت عیسیٰ کے نامی حواری تھے -

شریف کا امتحان بہتیوں طرح ہو سکتا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ تم دیکھو کہ وہ اپنے اختیارات کو اپنے محکوموں پر کس طرح صرف کرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اُسکو کیسا خیال ہے اگر وہ افسر ہے تو اپنے ماتحتوں سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ اگر وہ تاجر ہے تو اپنے منیجروں اور خادموں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے اگر وہ ماسٹر ہے تو اپنے شاگردوں سے کس طرح پیش آتا ہے۔ ان حالتوں میں اگر انسان اخلاق عفو۔ رحم کے ساتھ کام کرے تو بیشک شریف ہے اور جو بیکسوں و کمزوروں کو ستاتا ہے وہ نامرد ہے ہرگز جوانمرد اور دلیر نہیں۔ دیو کی سی طاقت رکھنی بے شک بہت عمدہ ہے لیکن دیو کی طرح اس طاقت کا استعمال کرنا ظلم ہے۔ فی الحقیقت شرافت کے جانچنے کے لئے نرم دلی ایک بہت عمدہ اور صحیح کسوٹی ہے۔ شریف اپنی ذاتی تکلیف گوارا کر سکتا ہے لیکن دوسروں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ انکو ستاتا تو کہاں وہ کبھی اپنی قوت و دولت۔ علم و چلن پر غرور اور فخر نہیں کرتا۔ سر والٹر اسکاٹ نے لارڈ ٹو تھیین کی صرف اتنی ہی تعریف کی ہے کہ لارڈ صاحب اس لیاقت کے آدمی ہیں کہ انسان اُن کا احسان مند ہو سکتا ہے یعنی وہ کسی پر اپنا احسان نہیں جتاتے غور کرو تو یہ بہت بڑی تعریف ہے۔ تولر[له] نے شریف کی بہت اچھی تعریف کی ہے وہ کہتا ہے ''جو بدکاریوں سے پاک۔ کاروبار میں منصف۔ بات کا پکا۔ ماتحتوں پر مہربان۔ مستقل محنتی۔ بڑے کاموں میں ہمیشہ دلیری سے مستعدی ہو۔ وہی شریف ہے''۔ ''خدا کرے ہمارے ملک کے معزز شرفا بھی ان تعریفوں کے مصداق بنیں'' (مترجم)

کتاب تحریک تمام ہوئی

له تولر دیکھو صفحہ ۱۰۳